# امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
# ایک عظیم مصلح

www.KitaboSunnat.com

مؤلف
مولانا فضل الرحمٰن بن محمد الازہری
ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ ایم اے اسلامیات شریعہ کورس الازہر القاہرہ
خطیب مسجد مبارک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

www.KitaboSunnat.com



# امام ابن تیمیہؒ

## ایک عظیم مصلح

Www.kitabosunnat.com

مؤلف

مولانا فضل الرحمٰن بن محمد الازھری

ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ ایم اے اسلامیات، شریعہ کورس الازھر القاھرۃ

خطیب مسجد مبارک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور

ناشر

ریز مشینری سٹور، 53 نشتر روڈ لاہور فون: 59-7641358



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب

امام ابن تیمیہؒ
ایک عظیم مصلح

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر.....25333.....

تالیف

مولانا فضل الرحمٰن بن محمد الازہری

اشاعت ........................ مئی 2009ء

طابع ........................ زاہد بشیر پریس

قیمت ........................ 250.00 روپے

ناشر ........................ اُنیب الرحمٰن

ریز مشینری سٹور، 53 نشتر روڈ لاہور

فون 59-7641358



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# فہرست





" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com







"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com







" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com







" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com







" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com





" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# مقدمہ

دنیا میں پیدا ہونے والا ہر انسان اپنی موت تک اپنی زندگی کو ممکنہ حد تک خوشحال بنانے میں کوشاں رہتا ہے۔ اپنے اور اپنی اولاد کے لیے دنیا کا سامان اکٹھا کرنے میں اپنی زندگی کھپا دیتا ہے۔ حصولِ اقتدار کا موقع ملے تو اس کو ضائع نہیں کرتا، بلکہ صاحب اختیار بننے کے لیے جدوجہد میں مصروف رہتا ہے۔ کامیابی کی صورت میں شان وشوکت کا خوب مظاہرہ کرتا ہے۔ اللہ اگر علم سے نواز دے تو عموماً اس کے دین کی حقانیت کو اجاگر کرنے کی بجائے اپنی نفسی خواہشات کا شکار ہو جاتا ہے۔ انبیاء ورسل علیہم السلام کی راہ کو اپنانے کا شرف بہت کم خوش نصیبوں کو حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس راہ میں مصائب ومشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اپنے ہی لوگوں کی طعن وتشنیع اور مخالفت کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں نہ شادی کی اور نہ دنیا کا سامان اکٹھا کرنے کی کوشش کی۔ حکومت کی طرف سے نہ کوئی عہدہ قبول کیا اور نہ کوئی مدد لی۔ انتہائی سادگی سے زندگی گزار دی۔ دن رات صرف ایک ہی لگن تھی کہ اللہ کے دین کو اسی طرح خالص کر دیا جائے جس صورت میں سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔ کیونکہ ان کے زمانے تک اسلامی علوم وفنون میں یونانی فلسفہ وکلام اور منطق کی آمیزش ہو چکی تھی۔ بعض مسلمان فلاسفہ اور متکلمین نے اس کی تردید کرنے کی کوشش کی، مگر بعض اصول چونکہ وہ اپنا چکے تھے اس لیے خاطر خواہ تردید نہ کر سکے۔ بقول امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وہ ایک دلدل



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



میں پھنس چکے تھے جس سے نکلنا ان کے لیے دشوار تھا۔ امام صاحب نے سب سے پہلے ان کے اصول پر ہی وار کیا اور اس کی جڑ کو اکھیڑ پھینکا۔ انہوں نے وہ کام بڑی کامیابی کے ساتھ کیا جو پہلے مسلمان فلاسفہ و متکلمین نہ کر سکے۔

اسلامی علوم یعنی تفسیر و حدیث، فقہ و اصول اور تصوف و معقولات میں جمود طاری ہو چکا تھا۔ اہل علم تحقیق و تدقیق سے کام لینے کی بجائے پہلوں کے کام ہی کو تسلیم کرنے کے عادی ہو گئے تھے۔ امام صاحب نے علوم وفنون کو ایسا انداز دیا کہ اس سے تقلید کا سحر ٹوٹ گیا اور اہل علم نے قرآن وسنت کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی سوچ اپنائی۔

اسلامی معاشرے میں بہت سی بدعات رائج ہو چکی تھیں۔ پندرہویں شعبان کی رات جامع مسجد دمشق میں خوب روشنی کی جاتی اور اچھا خاصا میلے کا سماں پیدا ہو جاتا۔ مرد وزن اکٹھے ہو جاتے۔ شرعی تعلیم کا کسی کو خیال نہ رہتا۔ طلاق ثلاثہ اور حلالہ کی وجہ سے ایک گروہ برائی پھیلا رہا تھا۔ معاشرے میں پیدا ہونے والی برائیوں اور نئی نئی بدعات کو امام صاحب نے قلمی، لسانی اور عملی جہاد کے ذریعے ختم کرنے میں بہترین کردار ادا کیا۔

امام صاحب اصولِ تصوف کے خلاف نہیں تھے۔ بلکہ ذوالنون مصری، جنید بغدادی، شبلی اور ان جیسے اولیاء کے اقوال کے حوالے دیا کرتے تھے۔ وہ تو ان صوفیوں کے خلاف تھے جنہوں نے مسلمانوں کے عقائد و خیالات، اعمال و افعال اور ان کی اخلاقی قدروں میں بگاڑ پیدا کر دیا تھا اور جنہوں نے شریعت کے مقابلے میں طریقت کی راہ نکال لی تھی۔

شیخ محی الدین ابن عربی کی علمی عظمت کا بڑا چرچا تھا۔ شیخ اکبر کے نام سے ان کو یاد کیا جاتا تھا۔ لیکن ان کی کتابوں میں شرعی نقطہ نظر سے جو کھلا تضاد پایا جاتا تھا، اس کی کوئی صاف توضیح نہیں کر سکتا تھا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان تضادات کو واضح کیا اور ان کے خلاف سخت الفاظ استعمال کیے تو ان سے عقیدت رکھنے والے ان کے خلاف ہو گئے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ان میں سے ایسے بھی تھے جن کا کہنا تھا کہ ان کی کتابوں کو پڑھنے سے پرہیز کیا جائے لیکن عقیدت برقرار رہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کے زمانے میں نام نہاد صوفی بہت بڑی گمراہی کا سبب بنے ہوئے تھے۔ ترکی کے امیروں اور رئیسوں پر ان کی باطل کرامات کا بڑا اثر تھا۔ مکر وفریب کے جال میں انہوں نے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھنسایا ہوا تھا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے جب ان کی باطل کرامات اور شعبدہ بازیوں کا پردہ چاک کیا اور عوام کو ان کی حقیقت سے آگاہ کر دیا تو وہ امام صاحب کے علمی حملوں کے سامنے بے بس ہو گئے۔

ایک مشہور صوفی نے ان سے کہا: اگر تم تصوف سے آگاہ ہو تو فن تصوف کی کسی مشہور کتاب کی شرح کر کے تردید کرو۔ امام صاحب نے کہا۔ تم ہی کسی کتاب کا انتخاب کرو۔ چنانچہ اس نے بڑی مشکل اور دقیق کتاب ''لوح الاصالة'' کا نام پیش کر دیا۔ امام صاحب نے اس کی شرح کر کے شریعت کے خلاف عقائد وافعال کی تردید کر دی۔ جس سے تمام صوفی دنگ رہ گئے۔ امام صاحب کے حقیقی تصوف سے آگاہی کے لیے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ کی مدارج السالکین کا مطالعہ ضروری ہے جس میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کے شاگرد رشید نے اپنے استاد کے خیالات کی بڑی خوبصورتی سے ترجمانی کی ہے۔

امام صاحب کی مخالفت میں زبردست کردار ادا کرنے والے وہ فقہاء تھے جو اپنے اماموں کی تقلید کی خاطر قرآن وسنت کا بھی خیال نہیں کرتے تھے۔ ہر مسلک کے اپنے اپنے قاضی مقرر تھے۔ جبکہ امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ سب سے پہلے قرآن وسنت میں مسئلے کا حل تلاش کرتے۔ اگر اس میں نہ پاتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال سامنے رکھتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال سے بھی رہنمائی نہ ملتی تو پھر ائمہ کرام میں سے جس کا فتویٰ قرآن و سنت کے مطابق پاتے اس کو اپنا لیتے تھے اور اس میں بھی اگر اختلاف ہوتا تو پھر اجتہاد



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرتے ہوئے قرآن وسنت سے مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

امام صاحب کے دور میں امت بہت سے فرقوں میں تقسیم تھی اور ہر فرقہ اپنے عقائد واعمال پر نازاں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام فرقوں کے ساتھ انہی کے عقائد کی روشنی میں گفتگو کرنے اور ان کا تحریری جواب دینے کی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی خاص توفیق سے نوازا تھا۔ چنانچہ اشاعرہ، جہمیہ، جبریہ، معتزلہ اور شیعہ کے مختلف گروہوں کے تحریری جواب دیے۔ ان کی تحقیق وتدقیق کا دائرہ صرف اسلامی گروہوں اور فرقوں تک محدود نہ تھا بلکہ یہود ونصاریٰ کے بارے میں بھی انہوں نے بہت کچھ لکھا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقاصد میں اہم ترین مقصد اسلام دشمن قوتوں کے خلاف جہاد کرنا تھا۔ جب تاتاریوں سے جہاد کرنے کرانے کا وقت آیا تو قلم کی بجائے تلوار لے کر دشمن کے سامنے ڈٹ گئے۔ سلطان اور امراء کو اللہ کی نصرت کے نزول کا یقین دلا کر ان کے دلوں کو مضبوط کیا اور عوام کو جہاد کے لیے تیار کیا۔ امام صاحب کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ تاتاریوں پر آخری اور فیصلہ کن ضرب ان ہی کی وجہ سے لگائی گئی۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقاصد کا جوہر اللہ کے دین کو اس کی اصلی حالت میں لانا تھا۔ جس کے لیے انہوں نے اپنی ساری زندگی وقف کر دی اور اسی کے لیے بہت سی تکالیف اٹھائیں لیکن اپنی زندگی کے آخری لمحات تک انہوں نے اپنی کوشش میں کوئی کمی یا کوتاہی نہ ہونے دی۔ جس کی وجہ سے وجہ آج بھی دینِ حق کو بدعات وخرافات سے پاک کرنے میں کوشاں رہنے والوں میں ممیز وممتاز ہیں اور ان کا نام زندہ وتابندہ ہے۔

مولانا فضل الرحمن



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



# ابتدائی زندگی

امام تقی الدین ابوالعباس احمد بن الشیخ شہاب الدین عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبدالسلام بن عبداللہ بن تیمیہ الحرانی رحمۃ اللہ علیہ

## پیدائش

حافظ ابن کثیر نے اپنی مشہور و معروف تاریخ البدایہ و النہایہ ج 13 ص 241 میں امام ابن تیمیہ کی ولادت کا خصوصی باب باندھ کر امام شمس الدین الذھبی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ان کی ولادت 661 ہجری میں پیر کے دن دس ربیع الاول حران میں ہوئی۔ تاتاریوں کے حملے کی وجہ سے ان کے والد الشیخ شہاب الدین اپنی اولاد کے ساتھ دمشق منتقل ہو گئے۔ ان کے والد اور دادا کا شمار فقہ حنبلی کے ائمہ میں ہوتا تھا۔ ان کے چچا شیخ فخر الدین بھی بہت بڑے عالم اور خطیب تھے۔ جیسے ہی شیخ عبدالحلیم شہاب الدین دمشق پہنچے تو ان کے فضل و کمال اور علم و ارشاد کا چرچا ہو گیا اور ان کی تدریس کا سلسلہ قائم ہو گیا۔ یوں امام ابن تیمیہ نے ایک عظیم علمی گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔

## تعلیم

چھ سال کی عمر میں ان کے والد ان کو دمشق لے آئے اور آتے ہی سب سے پہلے انہوں نے چھوٹی عمر میں قرآن حکیم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ اس کے بعد



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حفظ حدیث اور احکام فقہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ چونکہ عام بچوں کی طرح کھیل کود میں دلچسپی کی بجائے حصول علم میں کوشاں رہنے کی ان کو عادت تھی۔ لہٰذا علم کی منازل طے کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حافظہ بھی ایسا دیا تھا کہ جس کی شہرت دمشق میں پھیل گئی۔

## حافظہ

علامہ ابن عبدالھادی نے **العقود الدریہ** ص 4 میں ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حلب کے ایک مشہور عالم دمشق آئے اور انہوں نے کہا: سنا ہے یہاں غیر معمولی قوت حافظہ کا مالک ایک لڑکا احمد بن تیمیہ رہتا ہے۔ میں اس کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ کوئی میری راہنمائی کرے۔

ایک درزی نے کہا: وہ لڑکا ابھی تھوڑی دیر میں ادھر سے گزرے گا۔ آپ تشریف رکھیں یہ سن کر بزرگ عالم اس کے پاس بیٹھ گئے۔ چند ہی لمحوں کے بعد درزی نے ایک لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہی وہ لڑکا ہے۔ بزرگ عالم نے دیکھا۔ اس لڑکے کے ہاتھ میں ایک بڑی سی تختی تھی۔ حلبی شیخ نے اس کو آواز دی۔ وہ قریب آ گیا۔ بزرگ شیخ نے اس سے تختی لے کر کہا۔ بیٹا اس پر جو کچھ لکھا ہوا ہے۔ اس کو مٹا دو اور جو میں بولوں اس کو لکھتے جاؤ۔ لڑکے نے ایسا ہی کیا۔ شیخ حلبی نے تیرہ کے قریب احادیث لکھوائیں۔ پھر کہا۔ ان کو پڑھو۔ تم نے کیا لکھا ہے۔ لڑکے نے سرسری نظر ڈالی اور تختی بزرگ کی طرف بڑھا دی۔ شیخ نے جب سنانے کو کہا تو لڑکے نے پوری عبارت سنا دی۔

حلبی شیخ نے اس عبارت کو مٹوانے کے بعد چند اسانید کی املا کرائی اور پڑھانے کے بعد جب سنانے کو کہا تو لڑکے نے فر فر سنا دیں۔ شیخ حلبی نے یہ کمال دیکھ کر کہا: اگر یہ لڑکا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



زندہ رہا تو بہت بڑے مرتبے والا ہوگا۔ میری نظر میں ایسا کوئی لڑکا نہیں گزرا۔

## حفظ حدیث

امام ابن تیمیہ کے والد شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔ اس لیے بیٹے کو حدیث و روایت اور رجال حدیث کو حافظے میں محفوظ کرنے پر لگادیا۔ اس وقت کے کبار مشائخ و علماء کی خدمت میں زانوئے شاگردی تہ کرایا چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارقطنی، کی بار بار سماعت کی۔ امامؒ نے سب سے پہلے امام حمیدی کی الجمع بین الصحیحین حفظ کی۔ ان کے بارے میں ان کے بعض معاصرین کا بیان ہے کہ ان کے شیوخ کی تعداد دو سو سے بھی زیادہ ہے۔

قرآن و حدیث کے علم کے ساتھ اس وقت کے تمام مروجہ علوم میں بھی خوب مہارت حاصل کی۔ جب تاتاریوں کا بغداد اور دوسرے بلاد اسلامیہ پر قبضہ ہوگیا تو بہت سے علماء و شیوخ نے دمشق اور بغداد کا رخ کیا۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے زمانے میں جلیل القدر ائمہ حدیث امام محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی شارح صحیح مسلم المتوفی 676ھ۔ امام تقی الدین ابوالفتح محمد بن علی ابن دقیق العید المتوفی 702ھ۔ جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمٰن المزی المتوفی 742ھ اور امام کمال الدین ابو المعالی محمد بن علی الانصاری بن الزملکانی المتوفی 727ھ دمشق میں درس حدیث دیا کرتے تھے۔ درس کے دوران میں احادیث کی اسناد اور ان کے متون پر خوب روشنی ڈالتے ہوئے صحیح، حسن، غریب اور ضعیف احادیث کی استنادی حیثیت کو بھی واضح کیا کرتے تھے۔

امام تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے صاحب علم و فضل باپ سے وابستہ رہتے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوئے وقت کا جو بھی بلند مرتبت عالم نظر آیا اس کے در پر حاضر ہو کر اس سے خوب علمی راہنمائی حاصل کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وقت کے تمام علوم میں ان کو اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا۔ ان کی علمی جامعیت کے بارے میں **العقود الدریہ** ص 7 میں بحوالہ امام کمال الدین بن الزملکانی منقول ہے کہ ان سے جب علم کے کسی فن کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو دیکھنے اور سننے والے کو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ وہی اس فن کو حقیقی طور پر جانتے ہیں اور ان کی مثل کوئی اور نہیں جانتا۔ تمام مکاتب فکر کے فقہا جب ان کے پاس بیٹھتے تو اپنے اپنے فکر کے مطابق ان باتوں میں ان سے مستفید ہوتے جن کے بارے میں پہلے آگاہ نہ ہوتے اور ایسا بھی نہ ہوا کہ ان کا کسی ایک شرعی یا دیگر علوم کے سلسلہ میں مناظرہ ہوا ہو اور وہ لاجواب ہو گئے ہوں، بلکہ ان علوم میں مہارت رکھنے والوں پر غالب ہو جاتے۔ تصنیف کی خوبصورتی اور عبارت کی جودت و ترتیب اور تقسیم و تبیین میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

## مسندِ درس

امام ابن تیمیہ کے والد ماجد علامہ شہاب الدین 12 سال شیخ الحدیث رہنے کے بعد 682ھ میں اللہ کے دائمی قانون کے تحت دنیا سے رخصت ہوئے تو علم و فنون میں شہرت پانے والے ان کے بیٹے نے ان کی ذمہ داری سنبھال لی۔ درس و تدریس اور افتاء کا سلسلہ رکنے نہ دیا بلکہ اسی کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی۔

ان کے پہلے درس کے بارے میں حافظ ابن کثیر نے **البدایہ والنہایہ** ج 13 ص 313 نقل کیا ہے کہ 683ھ 2 محرم سوموار کے دن الشیخ امام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحکیم بن عبدالسلام بن تیمیہ الحرانی نے قصاعین کے دارالحدیث السکریہ میں درس



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دیا۔ جس میں قاضی القضاۃ بہاء الدین ابن الزکی الشافعی شیخ تاج الدین الفزاری الشافعی، شیخ زین الدین ابن المرحل اور زین الدین المنجا الحنبلی موجود تھے اور وہ بڑا عظیم درس تھا۔ شیخ تاج الدین الفزاری نے اس درس کے فوائد اور حاضرین نے جس طرح کثرت سے اس کی تحسین کی اس کا ذکر خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر کیا۔ امام صاحب کی نو عمری اور صغر سنی کی وجہ سے ان کی بہت تعریف کی گئی۔ اس وقت ان کی عمر 22 سال تھی۔ پھر 10 صفر جمعہ کے دن جامعہ اموی میں نماز جمعہ کے بعد الشیخ تقی الدین منبر پر بیٹھے جو قرآن عزیز کی تفسیر بیان کرنے کے لیے ان کو مہیا کیا گیا تھا۔ انہوں نے ابتداء ہی سے اس کی تفسیر شروع کی اور ان کے ہاں جم غفیر کی صورت میں بہت سے لوگ ان مختلف انواع کے علوم جو دیانت و زہادت اور عبادت کے ساتھ لکھے جاتے تھے ان سے آگاہ ہونے کے لیے جمع ہو جاتے تھے۔ جن کا حوالہ تفسیر بیان کرتے وہ دیا کرتے تھے۔ بقیہ صوبوں اور شہروں میں اس کا ذکر قافلوں کے ذریعے پہنچ جاتا تھا۔ متواتر کئی سال یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا۔

امام صاحب کے بارے میں جو کچھ کتابوں میں منقول ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ مختلف علوم و فنون زیر درس رہتے لیکن ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم والا وہ اسلام زندہ ہو۔ جو ہر قسم کے گرد و غبار اور عجیب و غریب افکار سے پاک تھا۔ جس میں بدعات و خرافات کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو اللہ کے حکم کے مطابق تمام ادیان پر غالب کر دیا تھا۔ مشرکانہ عقائد کو جڑ سے اکھیڑ کر اللہ کی وحدانیت اہل ایمان کا سرمایہ حیات بنا دیا تھا۔ اسی سرمایہ حیات کو اجاگر کرنے میں وہ کوشاں رہتے تھے۔ مرور زمانہ کے ساتھ مسلمان جن کمزوریوں کا شکار ہو چکے تھے ان کی نہ صرف نشاندہی کرتے بلکہ ان سے بچنے اور نکلنے کی راہیں بھی دکھاتے تھے۔ ان کا درس و تقریر اور اندازِ تحریر علمی طور پر ایسا مزین ہوتا کہ کبار علماء بھی حیران ہو جاتے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



شذرات الذھب ج6 ص83 میں محدث کبیر الشیخ تقی الدین بن دقیق العید کے بارے میں منقول ہے کہ ایک اجتماع کے بعد ان سے ابن تیمیہ کے متعلق سوال کیا گیا:

كَيْفَ رَأَيْتَهُ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلاً سَائِرُ الْعُلُوْمِ بَيْنَ عَيْنَيْهِ يَأْخُذُ مَا شَآءَ مِنْهَا وَيَتْرُكُ مَا شَاءَ فَقِيْلَ لَهُ فَلِمَ لَا تَتَنَاظَرَا قَالَ لِأَنَّهُ يُحِبُّ الْكَلَامَ وَأُحِبُّ السُّكُوْت

''آپ نے ان کو کیسا پایا۔ الشیخ نے کہا: میں نے ان کو ایسا آدمی پایا کہ تمام علوم اس کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اس میں سے جو چاہتا ہے لے لیتا ہے اور جو چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے۔ الشیخ سے کہا گیا۔ آپ دونوں آپس میں مناظرہ کیوں نہیں کرتے تو الشیخ نے کہا۔ کلام کرنا ان کو محبوب ہے جب کہ خاموش رہنا مجھے پسند ہے۔''

## عناد و مخالفت

ان کی غیر معمولی صلاحیت وعلمیت اور علوم مروجہ پر عبور و جامعیت کی وجہ سے ان کے شاگردوں اور عقیدت مندوں کا حلقہ بہت وسیع ہو گیا۔ اس کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ وہ تقاریر کے ساتھ تحریروں کا سلسلہ بھی قائم کیے ہوئے تھے جس سے ان کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا تھا لوگ ان سے سوال کرتے تو تحریر کی صورت میں وہ جواب دیتے اور شائقین ہاتھوں ہاتھ اس کی نقلیں کر لیتے۔ اور عوام الناس میں ان کو پھیلا دیتے۔

اس کا دوسرا پہلو یہ تھا کہ امام صاحب کے دور میں نام نہاد صوفیہ کی شعبدہ بازیاں عام تھیں۔ تاویلات کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عقائد میں تقلید مطلق کا دور دورہ تھا۔ ایسی فضا میں کیسے ممکن تھا کہ جو شخص کتاب وسنت پر عمل کرنے اور صحابہؓ کی راہ کو اپنانے کی بات کرے تو اس کی مخالفت نہ ہو۔ حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے کہ حکومت سے مراعات پانے والا گروہ زیادہ متحرک ہو گیا تھا۔ اس کی عملی صورت اس وقت سامنے آئی جب شام



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے قصبہ ''حماۃ'' کے لوگوں نے امام صاحب سے اللہ تعالیٰ کی ان صفات کے بارے میں سوال کیے جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہوا ہے۔ امام صاحب نے ''رسالہ حمویہ'' کے ذریعے ان کا جواب دیا۔ جس میں کلامی فرقہ اشاعرہ کے طرز وطریق کی مخالفت کی گئی تھی۔

شیخ الاسلام احمد ابن تیمیہ کے مجموع فتاوی کی پانچویں جلد میں پوری بحث دیکھی جاسکتی ہے۔ جس میں انہوں نے کتاب وسنت، صحابہؓ وتابعین اور ائمہ مجتہدین کے عقائد کے مطابق استوی علی العرش اور وسع کرسیہُ السموت والارض پر روشنی ڈال کر اشعری اور ماتریدی عقائد کی نفی کر دی ،ور دونوں ہی فرقے فریادی بن کر حنفی قاضی کی بارگاہ میں پہنچے۔ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ج14 صفحہ 4 میں اس کا ذکر یوں کیا ہے: فقہاء کی ایک جماعت الشیخ تقی الدین بن تیمیہ کے خلاف کھڑی ہوگئی اور انہوں نے ان کو حنفی قاضی جلال الدین کی مجلس میں حاضر کرانے کا ارادہ کیا۔ لیکن امام صاحب حاضر نہ ہوئے۔ چنانچہ شہر میں منادی کرادی گئی کہ اہل حماۃ نے امام صاحب سے جو سوال کیے تھے اور انہوں نے رسالہ حمویہ کی صورت میں جو جواب دیا تھا وہ غلط ہے۔

الامیر سیف الدین جاعان نے امام صاحب کی مدد کرتے ہوئے ان کے مخالفوں کو اپنے پاس طلب کرلیا۔ اور ان میں سے اکثر چھپ گئے اور جو اپنے عقیدے پر قائم رہے ان کو سزا دی گئی۔ یوں مخالفت کرنے والے خاموش ہوگئے۔ جب جمعہ کا دن آیا تو امام صاحب نے اپنے معمول کے مطابق جامع مسجد میں درس دیا جس میں انہوں نے ''وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ'' کی تفسیر بیان کی۔ پھر ہفتہ کے دن قاضی امام الدین کے پاس پہنچ گئے۔ جن کے پاس پہلے ہی علماء وفضلاء کی ایک جماعت جمع ہوگئی تھی۔ انہوں نے رسالہ حمویہ پر بحث شروع کردی اور اس کے بعض پہلوؤں کی وضاحت چاہی۔ امام صاحب نے ان کو اچھی خاصی گفتگو میں ایسے جواب دیے کہ وہ خاموش ہوگئے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور امام تقی الدین وہاں سے چلے گئے اور معاملہ ٹھنڈا ہو گیا۔ حالات بھی معمول پر آ گئے۔ قاضی امام الدین اچھے عقیدے اور علم والے نیک صالح انسان تھے۔

اس واقعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ امام ابن تیمیہؒ کی مخالفت اور محاذ آرائی کی ابتداء ایک حنفی قاضی نے کی۔ اس نے امام صاحب کو سنے بغیر ہی ان کے خلاف فیصلہ کرتے ہوئے قرآن وسنت کے مطابق دیے گئے فتوی کی نہ صرف نفی کی بلکہ شہر میں اس کے غلط ہونے کی منادی کرادی۔ اپنے اس عمل سے قاضی نے ایک طرف عدل وانصاف کو پامال کیا اور دوسری طرف امام صاحب کے خلاف، خود فریق بن گئے۔

## رسول اللہ ﷺ سے عملی محبت کا ثبوت

حافظ ابن کثیر نے 693ھ کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے البدایہ والنہایہ ج13 ص335-336 میں سویداء میں رہنے والے ایک، ظالم نصرانی کا واقعہ بیان کیا ہے کہ اس کے خلاف ایک جماعت نے گواہی دی کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو گالی دی ہے اور اس ظالم نے امیر آل علی ابن احمد بن حجی کے پاس پناہ لے لی ہے۔

الشیخ تقی الدین ابن تیمیہ اور شیخ دارالحدیث الشیخ زین الدین الفارقی اکٹھے ہوئے اور دونوں نائب صدر امیر عزالدین الحموی کے پاس گئے اور ظالم نصرانی کے بارے گفتگو کی۔ دونوں کی بات مانتے ہوئے اس نے نصرانی کو حاضر ہونے کا پیغام بھیجا۔ جب دونوں امیر کے پاس سے نکلے تو ان کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ جب وہ ظالم نصرانی آیا تو لوگوں نے دیکھا کہ اس کے ساتھ ایک عربی شخص بھی ہے۔ جب لوگوں نے اس عربی کو نصرانی کا ساتھ دینے پر برا بھلا کہا تو اس بدوی نے جواب دیا: یہ تم سے بہتر ہے۔ لوگوں نے دونوں کو پتھر مارے۔ جو گمراہ ظالم نصرانی کو بھی لگے۔ جس سے وہ دیوانہ ہو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



گیا۔ نائب امیر نے پیغام بھیج کر الشیخ ابن تیمیہ اور الشیخ الفارقی کو طلب کیا اور اپنے سامنے دونوں کو سزا دی کہ انہوں نے لوگوں کو بھڑکا کر امن عامہ کو درہم برہم کیا ہے۔ نصرانی کو جب معلوم ہوا تو وہ آیا اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔ اس کے سبب ایک مجلس قائم ہوئی۔ جس میں ثابت ہوا کہ اس کے اور گواہوں کے درمیان عداوت تھی۔ چنانچہ اس کا خون محفوظ ہوگیا۔ پھر شیخین کو بلایا اور ان کو راضی کر کے رہا کردیا۔ اس کے بعد نصرانی بلاد حجاز کی طرف چلا گیا۔ اتفاق سے وہ مدینۃ الرسول کے قریب قتل ہوا۔ وہاں اس کے بھتیجے نے اس کو قتل کیا۔ اسی واقعہ کی وجہ سے الشیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے اپنی مشہور و معروف کتاب ''الصارم المسلول علی ساب الرسول'' رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والے کے لیے سونتی ہوئی تلوار لکھی۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام ابن تیمیہؒ کے دل میں سید الانبیا محمد ﷺ کی کتنی محبت تھی اور آپ کے دین کی حمایت اور نصرت اور اس کی حفاظت کے لیے وہ کسی سے بھی ٹکر لینے میں ذرا سی بھی جھجک محسوس نہیں کرتے تھے۔ جب اسلام دشمن طاقتوں سے مقابلہ کرنے کا وقت آتا تو حلقہ درس و تدریس سے اٹھ کر میدان میں آجاتے۔ اللہ کی دی ہوئی جان کو اسی کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار ہوجاتے۔

صحیح بخاری: کتاب الایمان ص 7 اور صحیح مسلم: کتاب الایمان ج 1 ص 49 میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی اَکُوْلَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ.

تمہارا کوئی ایک اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا کہ جب تک میں اس کو اس کے والد اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# تاتاری جنگیں

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تاتاریوں سے مقابلہ کرنے اوران کے برپا کردہ فتنہ وفساد کو ختم کرنے میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ اس کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ فتنہ تاتار کا اختصاراً جائزہ لیا جائے کیونکہ قتل وغارت کا وہ ایسا طوفان تھا جس میں لاکھوں اہل اسلام کی جانیں، عزتیں اور جائیدادیں غرق ہوگئیں۔ مختلف اسلامی ریاستوں کو انتہا کی سفاکی اور بے رحمی سے روند ڈالا گیا۔

حافظ ابن کثیر نے اپنے تاریخ البدایہ والنہایہ ج13 ص86 میں 617ھ میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات وحادثات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: اس سال چنگیز خان مسمی تموجین کی مصیبت عظیم اور ہمہ گیر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ اس پر اور اس کے ساتھیوں پر لعنت کرے۔ ان کا معاملہ بہت بڑھ گیا ہے۔ چین کے دور دراز علاقوں سے لے کر بلاد عراق اور اس کے اردگرد حتی کہ اربل اور اس کے مضافات تک ان کے فتنہ وفساد نے شدت اختیار کرلی۔ انہوں نے ایک ہی سال میں عراق، جزیرہ، شام اور مصر کے علاوہ تمام ممالک پر قبضہ کرلیا۔ جن میں خوارزم، قفجان، کرج، لان اور خزر وغیرہ کی اقوام آباد تھیں۔ انہوں ان سب کو مغلوب کرلیا۔ اس سال انہوں نے متعدد بڑے بڑے شہروں میں بے شمار مسلمانوں کو تہ تیغ کردیا۔ مختصر یہ کہ جس شہر میں داخل ہوتے وہاں رہنے والے تمام جانبازوں، جوانوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کردیتے۔ جس چیز کی ضرورت ہوتی لوٹ لیتے اور جس کی ضرورت نہ ہوتی اس کو آگ لگا کر تباہ کردیتے۔ یہاں تک کہ اتنا ریشم جمع



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کر لیتے کہ اس کو اٹھانے سے عاجز آجاتے تو اس کو آگ لگا کر تماشا دیکھتے اور گھروں کو برباد کردیتے۔ اگر برباد نہ کرتے تو ان کو بھی آگ لگا دیتے۔ انہوں نے بہت سی مساجد اور جوامع کو نذر آتش کردیا۔ مسلمان قیدیوں کو جنگوں میں استعمال کرتے۔ اگر وہ خیر خواہی نہ کرتے تو ان کو قتل کردیتے۔

ابن اثیر نے الکامل ج 9 ص 329 میں تاتاری فتنہ کا الم ناک نقشہ یوں کھینچا: یہ فصل اس عظیم مصیبت اور برے حادثہ کے بیان پر مشتمل ہے جس نے زمانے کو اس کی مثل پیش کرنے سے قاصر کردیا۔ یہ مصیبت عام طور پر مخلوق کے لیے اور خاص طور پر مسلمانوں کے آئی ہے اگر کوئی شخص کہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اس وقت سے لے کر آج تک دنیا اس قسم کی مصیبت سے دوچار نہیں ہوئی، تو وہ سچا ہوگا۔ بلاشبہ تاریخ نے اس کے قریب قریب اور ملتا جلتا کوئی واقعہ بیان نہیں کیا۔ مؤرخین جو سب سے بڑا واقعہ بیان کرتے ہیں وہ بخت نصر کا بنی اسرائیل کو قتل کرنا اور بیت المقدس کو برباد کرنا ہے۔ مگر ان ملعونوں نے جن شہروں کو برباد کیا ان میں سے ہر شہر بیت المقدس کی نسبت کئی گنا بڑا تھا اور جتنے آدمیوں کو انہوں نے قتل کیا وہ بنی اسرائیل سے بہت زیادہ تھے۔ اور شاید لوگ یاجوج ماجوج کے حادثہ کے سوا دنیا کے ختم ہوجانے تک اس کی مانند کوئی حادثہ نہیں دیکھیں گے۔ دجال اپنے پیروکاروں پر رحم کرے گا اور مخالفوں کو ہلاک کرے گا۔ لیکن انہوں نے کسی پر رحم نہیں کیا بلکہ مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل کردیا۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑے اور جو بچے رحم میں تھے، ان کو بھی ذبح کردیا۔ اس حادثہ میں جو شرارے اڑے، ان کا ضرر ناگزیر ہوگیا۔ اور وہ شہروں پر ان بادلوں کی طرح ہوگئے کہ جن کی پشت پناہی ہوا کر رہی تھی۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون. لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم﴾



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ لوگ چین کے اطراف سے نکلے اور انہوں نے بلاد ترکستان کاشغر اور بلا ساغون پر قبضہ کرلیا۔ پھر وہاں سے ماوراء النہر کے علاقے سمرقند اور بخارا میں آئے۔ ان پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں کے باشندوں کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ جس کا ہم ذکر کریں گے۔ پھر ان میں ایک جماعت خراسان آئی اور انہوں نے تخریب کاری، قتل اور لوٹ مار کے ذریعے حکومت ختم کردی۔ وہاں سے رے۔ ہمدان۔ بلدالجبل اور وہاں کے شہروں سے عراق کی حد تک بڑھنے لگے۔ پھر آذربائیجان اور آرمینیہ کا قصد کیا اور وہاں کے باشندوں کو قتل کرنے لگے۔ اور ان کی دستبرد سے شاید ہی کوئی بچا ہو اور یہ وہ بات ہے کہ جس کی مثل سنی نہیں گئی۔ وہاں سے بند شیروان روانہ ہوئے اور ان کے شہروں پر قابض ہوگئے۔ ان میں سے صرف وہی قلعہ بچا کہ جن کا بادشاہ ان میں موجود تھا۔ پھر اللان اور اللکز آکر وہاں جو قومیں آباد تھیں ان کو خوب لوٹا اور برباد کیا۔ وہاں سے بلاد قفجان چلے آئے۔ جہاں ترکوں سے زیادہ لوگ موجود تھے۔ لیکن انہوں نے ہر اس شخص کو قتل کردیا جو ان کے سامنے کھڑا ہوا۔ جو قتل ہونے سے بچ گئے وہ جنگلوں کی طرف بھاگ گئے۔ مفتوحہ علاقوں پر انہوں نے اپنی بادشاہت قائم کرلی۔

ان کی دوسری ایک جماعت غزنی اور اس کے مضافات اور ان کے نزدیک ہندوستان کے جو شہر تھے ان کی طرف اور سجستان اور کرمان کی طرف روانہ ہوئی۔ انہوں نے وہاں بھی بڑھ کر کام کیا جس کی مثل کانوں نے نہ سنا۔

سکندر کے بارے میں مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اس نے دنیا پر غلبہ پایا۔ جس میں ایک سال کی بجائے دس سال لگ گئے۔ اس نے لوگوں کو قتل کرنے کی بجائے امن کی اطاعت کو پسند کیا۔ لیکن تاتار نے عالم معمورہ کے اکثر حصوں پر غلبہ پالیا جو آبادی کے لحاظ سے بہترین اور زیادہ باشندوں اور بہتر اخلاق و سیرت والا تھا۔ جن شہروں میں وہ پہنچ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نہ سکے وہاں کے باشندوں میں سے ہر ایک ان سے خوفزدہ ہو کر ان کا منتظر تھا۔

مذہباً سورج کے طلوع ہونے پر وہ اس کو سجدہ کرتے تھے۔کوئی چیز ان کے نزدیک حرام نہ تھی۔ کتے اور سور سمیت جو حیوانات مردار پاتے اس کو کھا جاتے۔اللہ کی ان پر لعنت ہو۔نکاح کا ان کے ہاں کوئی تصور نہ تھا۔ایک عورت کے پاس کئی مرد آتے۔ بچے کی پیدائش پر اس کے والد کا تعین نہ ہو سکتا۔جس کا جس عورت پر قبضہ ہوتا وہی اس کی بیوی ہو جاتی۔

## چنگیز خان

البدایہ والنہایہ ج13 ص117 کی روایت کے مطابق چنگیز خان کی والدہ کا دعویٰ تھا کہ وہ سورج کی شعاع سے حاملہ ہوئی تھی۔لہٰذا کوئی انسان اس کا باپ نہ تھا۔اس کے مجہول النسب ہونے کی بنا پر تاتاریوں میں اس روایت کو عام کیا گیا تاکہ رعایا پر اس کی برتری قائم رہے۔اس نے ''السیاسا'' کے نام سے اپنی قوم کے لیے خود ہی قانون بنایا تھا جس کے تحت وہ فیصلے کیا کرتا تھا۔ابتدا میں وہ ملک ازبک کا خاص آدمی تھا۔جب اس کی اپنی طاقت بڑھ گئی تو اس نے اپنے مربی کو شکست دے کر قتل کر دیا اور اس کی مملکت پر قبضہ کر لیا۔جس سے اس کی شہرت ایسی ہوئی کہ بلاد طمعاج میں ترکوں کے قبائل اس کے مطیع ہو گئے۔اور اس کی قوت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔

خوارزم شاہ علاؤالدین پر چڑھائی کرنے کی وجہ اس وقت بنی۔جب اس کے بھیجے ہوئے تاجروں کو خوارزم شاہ کے ایران پر نائب نے قتل کر کے ان کا سامان لوٹ لیا۔اس نے خوارزم شاہ کو ملامت کے پیغام میں کہا: یہ وقوعہ اس کی رضامندی سے ہوا ہے یا اس کو اس کا علم نہیں۔اگر تمہارے حکم سے یہ کام ہوا ہے تو ہم ان کے خون کا مطالبہ کرتے ہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اگر تمہیں علم نہیں تو اپنے نائب سے قصاص لو۔ کیونکہ بادشاہوں کی طرف سے یہ عہد ہو چکا ہے کہ تاجروں کو قتل نہ کیا جائے۔ کیونکہ وہ صوبوں کے تاج ہوتے ہیں اور وہی بادشاہوں کے پاس تحائف اور نفیس اشیاء لے جاتے ہیں۔

خوارزم شاہ نے چنگیز خان کا یہ حکم سنا اور اس نے ایلچی کے قتل کا حکم دے دیا، جو اچھی تدبیر نہ تھی۔ وہ بیوقوف ہو چکا تھا اور اس کی عمر بھی زیادہ ہو گئی تھی۔ چنگیز خان کو جب یہ خبر ملی تو اس نے خوارزم شاہ سے جنگ کرنے اور اس سے اس کا ملک چھیننے کی تیاری شروع کر دی۔ پھر اللہ کی تقدیر سے جو واقعات ہوئے ان سے بڑھ کر عجیب اور بھیانک نہیں سنے گئے۔

اس نے اپنے ادب و آداب کا جو ضابطہ بنایا تھا وہ یہ تھا کہ سلطان کی انتہائی استطاعت کے ساتھ اطاعت کی جائے۔ اپنی دوشیزگان کو اس کے حضور پیش کرو جسے چاہے اپنے لیے منتخب کرے۔ اور اس کے خواص میں سے جو چاہے ان میں سے کسی لڑکی کو پسند کر لے۔ ان کا دستور ہونا چاہیے کہ بادشاہ کو اس کے نام سے پکاریں۔ جو شخص کھانا کھاتے لوگوں کے پاس سے گزرے تو بلا اجازت ان کے ساتھ کھانا کھا لے۔ آگ جلانے والے اور کھانے کی پلیٹ سے آگے نہ جائے۔ اور خرگاہ کی چوکھٹ پر کھڑا نہ ہو۔ کپڑے اس وقت نہ دھوئے جائیں کہ جب تک میل کچیل نمایاں نہ ہو جائے۔ نہ علماء کو گناہوں میں مکلّف کیا جائے۔ اور نہ مردہ کے مال سے متعرض ہوں۔

عقیدہ کے لحاظ سے مشرک تھا۔ اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کی پوجا کیا کرتا تھا۔

## بغداد کی تباہی

724ھ میں وفات پانے کے بعد چنگیز خان کی وسیع سلطنت اس کے چار بیٹوں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں تقسیم ہوگئی۔ لیکن جو بغداد کی المناک تباہی اور بربادی کا سبب بنا وہ اس کے بیٹے تولی خان کا بیٹا ہلاکو خان تھا۔ اس وقت اہل اسلام کا برائے نام خلیفہ مستعصم باللہ تھا۔ اور اس دور کے مسلمانوں کی اکثریت آرام طلب اور عیش پسند ہوگئی تھی۔ امراء کے درمیان سازشوں اور سیاسی رقابتوں کا بازار گرم رہتا تھا۔ بنو عباس کی عسکری طاقت انتہائی کمزور ہوچکی تھی۔ بغداد اور دوسرے بڑے شہروں میں شیعہ اور سنیوں کے درمیان معمولی باتوں پر جھگڑے ہوتے تھے۔ اور ایک دوسرے کا خون بہانے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے تھے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی کافی تعداد بغداد میں آباد تھی جو تاتاریوں سے ساز باز کرنے میں مصروف تھے۔ خود خلیفہ کا وزیراعظم مؤید الدین محمد بن العلقمی سنیوں کا مخالف تھا۔ اور اس نے خلیفہ کی عسکری طاقت کو ایک منظم سازش کے تحت ایک لاکھ سے دس ہزار کر دیا تھا۔ پھر اس نے ہلاکو خان کو خلیفہ اور مسلمانوں کی کمزوریوں سے آگاہ کرتے ہوئے حملہ آور ہونے کی دعوت دی۔ اس کو جب مرکزی حکومت کی کمزوری کا علم ہوا تو اس نے تبریز سے خلیفہ مستعصم باللہ کو منگولوں کی اطاعت قبول کرنے کا حکم دیا اور عراق کے نصف خراج کا مطالبہ بھی کر دیا۔ جب خلیفہ کی طرف سے اطاعت کا مظاہرہ نہ ہوا تو ہلاکو خان نے حملہ آور ہو کر بغداد کا محاصرہ کر لیا۔

البدایہ والنہایہ ج 13 ص 200 تا 203 میں حافظ ابن کثیر نے بغداد کی تباہی اور بربادی کا یوں ذکر کیا ہے: 656ھ میں 12 محرم کو ہلاکو تقریباً دو لاکھ جانبازوں کے ساتھ بغداد آیا تاکہ اللہ کے اس فیصلے کو نافذ کرے کہ جس کا نافذ ہونا مقدر ہو چکا تھا۔ وہ خلیفہ پر سخت غضبناک تھا۔ کیونکہ جب وہ ہمدان میں اپنے ظہور کے بعد عراق جا رہا تھا تو وزیر مؤید الدین محمد بن العلقمی نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ وہ ہلاکو کی طرف قیمتی تحائف بھیجے تاکہ ان کے جن شہروں کا وہ قصد کیے ہوئے ہے اس کے لیے بطور مدارات ہوں۔ لیکن



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


دویدارہ صغیر ایبک وغیرہ نے خلیفہ کو ایسا کرنے سے روکا اور کہا کہ وزیر اس طرح اموال بھیج کر شاہ تاتار کو رشوت دینا چاہتا ہے اور مشورہ دیا کہ معمولی چیز بھیج دے۔ خلیفہ نے تحائف بھیجے۔ ہلاکو نے ان کو حقیر سمجھا اور خلیفہ کو پیغام بھیج کر دویدارہ اور سلیمان شاہ کو طلب کر لیا۔ جب خلیفہ نے ان دونوں کو اس کے پاس نہ بھیجا اور اس کی پروانہ کی تو اس کی آمد کا وقت قریب آگیا اور وہ اپنی بہت سی اس کافر فاجر ظالم اور غاصب افواج کے ساتھ بغداد پہنچ گیا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتی تھی۔ انہوں نے بغداد کو اس کی شرقی اور غربی جانب سے گھیر لیا۔ جب کہ بغدادی فوجیں بہت کمزور تھیں اور ان کی تعداد دس ہزار تک بھی نہ پہنچتی تھی۔ انہوں نے اور باقی ماندہ فوج نے اپنے دستوں سے منہ پھیر لیا اور انہوں نے کئی بازاروں اور مساجد کے دروازوں پر عطیات مانگے۔ شعرا نے اسلام اور اہل اسلام پر غم کرتے ہوئے ان کے بارے میں مرثیے کہے اور یہ سب کچھ وزیر ابن العلقمی کے مشورہ سے ہوا۔ کیونکہ گزشتہ سال اہل سنت اور رافضہ کے درمیان عظیم معرکہ آرائی ہوئی جس سے الکرج اور رافضہ کا محلّہ لٹ گیا۔ یہاں تک کہ وزیر کے قریبی رشتہ داروں کے گھر بھی لوٹ لیے گئے۔ جس پر اس کو سخت غصہ آیا اور اس بات نے اس کو اسلام اور اہل اسلام کے خلاف سازش کرنے پر اکسایا۔ جس سے وہ قبیح واقعہ پیش آیا کہ اس سے بڑھ کر گھناؤنا واقعہ بغداد کی تعمیر سے لے کر آج تک پیش نہیں آیا۔ وہی سب سے پہلے تاتاریوں کے پاس گیا اور اپنے اہل واصحاب اور خدم وحشم کو بھی ساتھ لے گیا۔ اس نے ہلاکو خان سے ملاقات کی اور واپس آکر خلیفہ کو اس کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ اس کے پیش نظر یہ بات تھی کہ مصالحت اس شرط پر ہو کہ عراق کا نصف خراج ان کے لیے اور نصف خلیفہ کے لیے ہو۔ خلیفہ محتاج اور مجبور ہو کر سات سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوا۔ جو قضاۃ وفقہاء، صوفیاء وسردار امراء اور حکومت کے سرکردہ لوگ تھے۔ لیکن جب وہ ہلاکو کی


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قیام گاہ کے قریب پہنچے تو سترہ آدمیوں کے سوا باقی سب کو روک کر سواریوں سے اتارا۔ ان کو لوٹا اور پھر قتل کر دیا۔

خلیفہ کو جب ہلاکو کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے بہت سی باتوں کے بارے میں پوچھا۔ کہا جاتا ہے۔ خلیفہ نے جب ہلاکو کے اہانت آمیز رویے اور اس کی جبروت کے خوف کو دیکھا تو گفتگو میں گڑ بڑ ہوگئی۔ خلیفہ جب واپس آیا تو خواجہ نصیر الدین طوسی اور وزیر ابن العلقمی وغیرہ اس کے ساتھ تھے۔ خلیفہ نگرانی اور مطالبات کے سخت دباؤ میں تھا۔ اس نے دار الخلافہ سے سونے، زیورات، ڈھلے ہوئے زیورات اور نفیس اشیاء وغیرہ کثرت سے جمع کیں۔ رافضہ کے سرداروں اور دیگر منافقوں نے ہلاکو خان کو مشورہ دیا کہ خلیفہ سے مصالحت نہ کرے اور وزیر نے کہا۔ جب نصف نصف پر صلح ہوگئی تو ایک دو سال قائم رہے گی۔ پھر پہلے والا معاملہ ہو جائے گا۔ اور انہوں نے خلیفہ کو قتل کر دینا اس کی نظر میں اچھا کر دکھایا۔ چنانچہ جب خلیفہ واپس آیا تو ہلاکو نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ کہا جاتا ہے قتل کا مشورہ وزیر ابن العلقمی اور نصیر الدین طوسی نے دیا تھا اور اس وقت نصیر الدینؒ ہلاکو ہی کا خدمت گزار تھا۔ جب ہلاکو نے الموت کے قلعوں کو فتح کیا اور ان کو اسماعیلیہ کے ہاتھوں سے چھین لیا تو نصیر الدین ان دنوں شمس الشموس کا وزیر تھا۔ اس سے پہلے اس کے باپ علاؤ الدین ابن جلال الدین کا بھی وزیر رہا تھا۔ اور وہ نزار بن المستنصر العبیدی کی طرف منسوب ہوتے تھے۔ اسی وقت ہلاکو نے نصیر الدین کو منتخب کر لیا تھا تاکہ وہ اس کی خدمت میں مشیر وزیر کی طرح رہے۔ جب ہلاکو بغداد آیا تو وہ خلیفہ کو قتل کرنے سے خوفزدہ تھا۔ لیکن وزیر مشیر نے اس کو معمولی بنا کر دکھایا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو لاتیں مار مار کر قتل کر دیا۔ جب کہ وہ بورے میں بند تھا۔ تاکہ اس کا خون زمین پر نہ گرے۔ اور انہیں ڈر تھا کہ اس کا بدلہ نہ لیا جائے۔ بعض کا خیال ہے کہ اس کا گلا گھونٹ کر اس کا خون



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کردیا گیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس کو پانی میں ڈبو کر مارا گیا۔ واللہ اعلم۔ پس وہ اس کے اور اس کے ساتھ گئے علماء وقضاۃ، اکابر رؤساء وامراء اور ملک کے ارباب حل وعقد کے قتل کرنے کے گناہ کے ساتھ لوٹے۔ یعنی انہوں نے ان کے قتل کرنے کا گناہ اپنے ذمہ لیا۔

پھر وہ شہر پر جھپٹ پڑے اور انہوں نے مردوں عورتوں بچوں بوڑھوں اور ادھیڑ عمر کے لوگوں اور جوانوں میں سے جن پر قابو پایا ان سب کو قتل کردیا۔ بہت سے لوگ کنوؤں اور کھجوروں کے جھنڈوں اور گڑھوں میں داخل ہوگئے اور کئی روز تک باہر نکلے بغیر چھپے رہے۔ کچھ لوگ سراؤں میں جمع ہوکر دروازے بند کرلیتے۔ لیکن تاتاری ان کو توڑ کر یا آگ لگا کر کھول لیتے۔ جب اندر داخل ہوتے تو خوفزدہ لوگ بلند جگہوں پر چڑھ جاتے لیکن وہ ان کا پیچھا کرتے ہوئے چھتوں پر بھی ان کو قتل کردیتے۔ یہاں تک کہ گلیوں میں خون کے پرنالے رواں ہوجاتے۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

یہی حال مساجد جوامع اور خانقاہوں کا تھا۔ ان سے بچنے والے صرف وہ لوگ تھے جو یہود ونصاری کے اہل ذمہ تھے۔ یا جنہوں نے ان کی پناہ لے رکھی تھی۔ یہ وہ تھے جو رافضی وزیر ابن العلقمی کے گھر میں پناہ گزیں تھے۔ تاجروں کی ایک جماعت نے امان کے حصول کے لیے بہت سے اموال خرچ کیے یہاں تک کے ان کے اموال اور وہ بچ گئے۔ لیکن بغداد جو شہروں میں سے قابل دید شہر تھا وہ ویران ہوگیا۔ اور اس میں تھوڑے لوگ باقی رہ گئے۔ اور وہ بھی خوف، بھوک، ذلت، اور قلت کی حالت میں تھے۔

اس واقعے سے پہلے وزیر ابن العلقمی فوجوں کو ہٹانے اور رجسٹر سے ان کا نام ساقط کرنے میں بہت کوشش کیا کرتا تھا۔ خلیفہ مستنصر باللہ کے آخری ایام میں فوج تقریبا ایک لاکھ جانبازوں پر مشتمل تھی اور ان میں بعض امراء وہ بھی تھے۔ جو ایران کے بڑے بادشاہوں کی طرح تھے۔ وہ ان کو کم کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ صرف



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دس ہزار رہ گئے پھر اس نے تاتار سے خط کتابت کرتے ہوئے ان کو ملک پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا۔ اور اس کو ان کی نظروں میں آسان کردیا۔ بغداد کے رہائشیوں کی حقیقت اور مردوں کی کمزوری سے ان کو آگاہ کردیا۔ یہ سب کچھ اس نے اس لیے کیا تاکہ اہل سنت کا کلیۃً خاتمہ ہو اور رافضہ کی بدعات غالب ہو جائیں اور فاطمیوں کا خلیفہ کھڑا کر کے وہ علماء اور مفتیوں کو ختم کردے۔ لیکن اللہ اپنے معاملے پر غالب رہنے والا ہے۔ اس نے اس کی تدبیر کو ناکام کردیا اور اس کو پائیدار عزت دینے کے بعد ذلیل کردیا۔ خلفاء کا وزیر ہونے کے بعد تاتاریوں کا دم چھلا بن گیا۔ اور اس نے بغداد کے مردوں، عورتوں اور بچوں کے قتل کا گناہ کمایا اور فیصلہ رب السموٰت والارض ہی کرے گا۔

بیت المقدس میں بنی اسرائیل کے ساتھ تقریباً وہی کچھ ہوا جو اہل بغداد کو پیش آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے:

﴿وَ قَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا(4) فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا(5)﴾ [بنی اسرائیل]

اور بنی اسرائیل تک ہم نے کتاب میں یہ بات پہنچادی کہ تم دو مرتبہ زمین میں ضرور فساد کرو گے اور سرکشی میں بہت بلندی حاصل کرو گے۔ پھر ان وعدوں میں سے جب پہلے وعدے کا وقت آئے گا تو ہم تم پر اپنے سخت قسم کے جنگجو بندے بھیجیں گے جو گھروں کے اندر تک داخل ہو جائیں گے۔ اور یہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

چنانچہ بنی اسرائیل میں سے بہت سے صلحاء قتل ہوئے اور انبیاء کی اولاد کی ایک



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جماعت قیدی بن گئی۔ اور بیت المقدس عباد اور زہاد اور احبار و انبیاء سے معمور ہونے کے بعد ویران ہو گیا۔ اور کمزور بنیاد ہو کر اپنی چھتوں کے بل گر گیا۔

تاتاریوں کے بغداد پر حملہ کے دوران میں مقتولین کی تعداد مختلف روایات کے مطابق آٹھ لاکھ سے لے کر دو کروڑ تک بتائی جاتی ہے۔ ﴿انا للّٰہ وانا الیه راجعون. ولا حول ولا قوة الا باللّٰہ العلی العظیم﴾

بغداد میں ان کی آمد محرم کے آخر میں ہوئی۔ اور مسلسل چالیس روز تک ان کی تلواریں باشندوں کو قتل کرتی رہیں۔ اور خلیفہ مستعصم باللہ 14 صفر کو بدھ کے دن قتل ہوا۔ اس کی قبر مٹا دی گئی۔ اس وقت اس کی عمر 46 سال 3 ماہ تھی۔ اس کی خلافت کی مدت 15 سال آٹھ ماہ اور کچھ دن تھی۔ اس کے ساتھ اس کے دو بیٹوں ابوالعباس احمد جس کی عمر 15 سال اور ابوالفضل عبدالرحمٰن جس کی عمر 13 سال تھی، کو بھی تہ تیغ کر دیا گیا۔

اس کے چھوٹے بیٹے مبارک کے ساتھ اس کی تین بہنوں فاطمہ، خدیجہ اور مریم کو قیدی بنا لیا گیا۔ دارالخلافت میں تقریباً ایک ہزار لڑکیوں کو بھی قیدی بنا لیا گیا۔ ﴿انا للّٰہ و انا الیه راجعون﴾

دارالخلافہ کے استاد شیخ محی الدین یوسف بن الشیخ ابوالفرج ابن الجوزی کو بھی قتل کر دیا گیا۔ جو وزیر کا دشمن تھا۔ اس کے تینوں بیٹوں عبداللہ، عبدالرحمٰن اور عبدالکریم کو حکومت کے اکابر سمیت قتل کر دیا گیا۔ جن میں دیودار صغیر مجاہد الدین ایبک، شہاب الدین سلیمان شاہ اور امراء اہل سنت اور اکابر شہر کی ایک جماعت بھی شامل تھی۔ دارالخلافہ سے بنو عباس کے ایک شخص کو بلایا جاتا۔ وہ اپنی اولاد اور بیویوں کے ساتھ آتا اور اس کو الخلال کے قبرستان میں تماشا گاہ کے سامنے لے جایا جاتا۔ پھر اس کو بکری کی طرح ذبح کر دیا جاتا۔ اس کی بیٹیوں اور لونڈیوں میں سے جسے وہ پسند کرتے قیدی بنا لیا جاتا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



شیخ الشیوخ مؤدب خلیفہ صدرالدین علی بن النیار کو علماء، ائمہ اور حفاظ القرآن کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ کئی ماہ تک بغداد کی مساجد میں جمعوں اور نماز کا سلسلہ معطل رہا۔ وزیر ابن العلقمی نے چاہا کہ بغداد کی مساجد اور خانقاہوں کو بے کار کر دے۔ رافضیوں کے محلات اور مزارات کو قائم رہنے دے اور رافضہ کے لیے عظیم الشان مدرسہ قائم کرے۔ اپنے علم و عمل کو وہاں پھیلائے۔ مگر اللہ نے اسے اس کی طاقت نہ دی۔ بلکہ اس کی آسودگی کو ختم کر دیا اور اس واقعہ کے چند ماہ بعد ہی اس کا خاتمہ ہو گیا۔

جب امر مقدر گزر گیا اور چالیس دن بھی گزر گئے تو بغداد اپنے چھتوں کے بل گر پڑا تھا۔ وہاں شاذ ہی کوئی آدمی تھا۔ راستوں میں مقتولین ٹیلوں کی طرح پڑے تھے۔ ان پر بارش ہوئی تو ان کی شکلیں بگڑ گئیں۔ شہران مردار لاشوں کی وجہ سے بدبودار ہو گیا۔ ہوا بدل گئی جس کے سبب سخت بیماری پیدا ہوئی جو متعدی ہو کر ہوا میں سرایت کرتے ہوئے شام کی طرف چلی گئی۔ فضا کے بدلنے اور ہوا کے خراب ہونے سے بہت سے لوگ مر گئے اور لوگوں پر گرانی، وبا، فنا اور طاعون کا اجتماع ہو گیا۔ ﴿انا للّٰہ وانا الیہ راجعون﴾

جب بغداد میں امان کا اعلان کیا گیا تو وہ لوگ جو زیر زمین تھے اور زمین دوز قید خانوں، گڑھوں اور قبرستانوں میں چھپے ہوئے تھے وہ باہر نکل آئے۔ اور جن کو قبروں میں سے نکالا گیا وہ مردوں ہی کی طرح تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو نہ پہچانا۔ باپ اپنے بیٹے کو، بھائی اپنے بھائی کو پہچانتا نہ تھا۔ انہیں سخت بیماری نے آلیا اور وہ فنا ہو گئے۔ اپنے پہلے مقتولین کے ساتھ جا ملے۔ اور زمین کے نیچے اس کے حکم سے جمع ہو گئے جو پوشیدہ اور ظاہری باتوں کو جانتا ہے۔ ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں وہی الہ ہے۔ اسی کے لیے تمام خوبصورت نام ہیں۔

ہلاکو خان اس سال کے جمادی الاولیٰ میں بغداد سے اپنے ملک کے دارالقرار کی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



طرف چلا گیا اور بغداد کے معاملے کو امیر علی بہادر کے سپر کر دیا۔ اور اس نے اسے الشحنکیہ اور وزیر ابن العلقمی کے حوالے کر دیا۔ مگر اللہ نے اس کو مہلت نہ دی اور وہ جمادی الآخرۃ 663ھ کے آغاز میں جس طرح عزیز و مقتدر کی گرفت ہوتی ہے اسی طرح پکڑ لیا گیا۔

البدایہ والنہایہ ج13 ص212 میں مروی ہے کہ ابن العلقمی کو ایک عورت نے دیکھا کہ وہ تاتاریوں کے زمانے میں ذلت اور رسوائی کی حالت میں ایک ٹٹو پر سوار تھا۔ اور اس پر نشان لگا ہوا تھا۔ اسے ایک ہانکنے والا ہانک رہا تھا اور اس کے گھوڑے کو مار رہا تھا۔ اس عورت نے ایک طرف ہو کر کہا۔ اے ابن العلقمی! هٰكَذَا كَانَ بَنُوْ عَبَّاسٍ يُعَامِلُوْنَكَ؟ کیا بنو عباس تیرے ساتھ ایسا سلوک کیا کرتے تھے۔ یہ بات اس کے دل میں گڑ گئی اور وہ اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گیا۔ یہاں تک کہ غم، دھوکے، تنگی، اور قلت و ذلت میں اسی سال جمادی الآخرۃ کے آغاز میں مر گیا۔

## حلب اور دمشق پر تاتاری قبضہ

جب 658ھ کا آغاز ہوا تو لوگوں کا کوئی خلیفہ نہ تھا اور عراقین و خراسان اور بلاد مشرق پر شاہ تاتار ہلاکو خان کا اقتدار تھا۔ دمشق اور حلب اور بلاد الکرک کے حکمران مل کر مصر پر قبضہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے کہ ان کو خبر ملی مغلوں کا بادشاہ ہلاکو خان ایک بڑی فوج کے ساتھ شام کے شہروں کو فتح کرنے کے قصد سے فرات کے ان پلوں کو پار کر چکا ہے جو وہاں کے لوگوں نے بنائے تھے۔ چنانچہ اس نے ماہ صفر میں حلب پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ سات روز بعد اہل شہر کو امان کا وعدہ کر کے شہر پر قبضہ کر لیا پھر خیانت کرتے ہوئے لاتعداد باشندوں کو قتل کر کے ان کے مال لوٹے۔ بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ ان کے ساتھ وہی کچھ ہوا جو اہل بغداد کے ساتھ ہوا تھا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حلب میں رہتے ہوئے ہلاکو نے اپنے ایک امیر کتبغانویں کے ساتھ دمشق کی طرف ایک فوج روانہ کی جس نے بغیر کسی رکاوٹ شہر پر قبضہ کرلیا۔ بلکہ شہر کے بڑے بڑے لوگوں نے فراخ دلی کے ساتھ ان کو خوش آمدید کہا۔ اہل شہر کے لیے امان لکھ کر اس کو میدان اخضر میں پڑھا گیا۔ قلعہ بند لوگ بھی تاتاریوں کی موسلا دھار بارش جیسی سنگ باری کی وجہ سے مصالحت پر مجبور ہو گئے۔

کتبغانویں چونکہ دین نصاریٰ کی عزت کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے ان کے پادریوں (اساقفہ) سے ملاقاتیں کیں اور ان کے گرجوں کی زیارتیں کیں۔ جس سے حکومت میں نصاریٰ کو اہل اسلام پر غلبہ حاصل ہو گیا۔ ان کی ایک پارٹی ہلاکو خان کے پاس بہت سے تحائف لے کر گئی اور امان کا اس سے فرمان حاصل کرلیا۔ باب تومہ سے جب وہ پارٹی شہر میں داخل ہوئی۔ ان کے ساتھ ایک بڑی صلیب بھی تھی۔ اور وہ پارٹی اعلان کر رہی تھی کہ صحیح دین یعنی مسیح کا دین ظاہر ہو گیا۔ اسلام اور اہل اسلام کی مذمت بھی کر رہے تھے۔ شراب سے بھرے ہوئے برتن بھی ان کے ساتھ تھے۔ مسجد کے دروازوں اور لوگوں کے چہروں کپڑوں پر شراب کا چھڑکاؤ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کر کے ان کو کلیسائے مریم کی طرف لوٹا دیا جب مسلمانوں کے فقہا و قضاۃ وغیرہ قلعہ پر قابض تاتاری امیر سے شکایت کرنے گئے تو ان کو اہانت آمیز رویہ سے دھتکار دیا گیا۔

## تاتاریوں کو شکست

مصر کے حاکم ملک مظفر قطز کو جب حلب اور دمشق کے واقعات کی خبر ملی اور اس کو یہ بھی بتایا گیا کہ تاتاری شام میں اپنی حکومت مستحکم کرنے کے بعد مصر کو فتح کرنے کا بھی عزم کیے ہوئے ہیں تو تاتاریوں کے سبقت کرنے سے پہلے وہ خود اپنی افواج کے ساتھ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مقابلہ کرنے کے لیے شام پہنچ گیا۔فوج پوری طرح اس سے متفق تھی۔

ہلاکو کا سپہ سالار کتبغا نوین بھی خوب بیدار تھا اور شاہ حمص اشرف اور مجیر ابن الزکی سے مشورہ کیا تو دونوں نے کہا: ہلاکو کی مدد کے بغیر ملک مظفر قطز کا سامنا نہ کرنا لیکن وہ جنگ کرنے پر تیار ہوگیا۔ 25 رمضان جمعہ کے دن عین جالوت کے مقام پر دونوں فوجوں کا زبردست ٹاکرہ ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو فتح عظیم سے نوزا۔ تاتاریوں کا سپہ سالار اپنے گھر کی ایک جماعت کے ساتھ قتل ہوا۔امیر بیبرس البند قداری اپنے ساتھیوں کے ساتھ تعاقب کرتے ہوئے تاتاریوں کو قتل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ تاتاریوں کا پیچھا کرتے ہوئے حلب پہنچ گئے۔ 28 رمضان کو جو تاتاری دمشق میں تھے وہ بھی وہاں سے بھاگ گئے۔ دمشق کے مسلمانوں نے نا صرف ان کو قتل کیا بلکہ جو مسلمان ان کی قید میں تھے ان کو چھڑا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ اور منافقوں کو خوب ذلیل کیا اور اللہ کا دین پھر سے غالب ہوگیا۔

## فاتح امیر کا قتل

حافظ ابن کثیر نے ابوشامہ کے حوالے سے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے: جب ملک مظفر قطز نے عین جالوت کے مقام پر تاتاریوں کو شکست دی اور ان کے پیچھے پیچھے آیا اور دمشق میں داخل ہوا تو لوگوں نے بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے لیے بہت دعائیں کیں۔ اس نے شاہ حمص اشرف کو اس کی جگہ برقرار رکھا اور اسی طرح حماۃ کے حکمران کو اس کی حکمرانی پر قائم رکھا۔ اس نے ہلاکو سے حلب واپس لے لیا اور حق اپنی اصل کی طرف واپس آگیا۔ اس نے قواعد وضوابط کو درست کیا۔

اس نے تاتاریوں کو حلب سے نکالنے اور اس کی سپرداری لینے کے لیے اپنے



محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آگے امیر رکن الدین بیبرس البند قداری کو بھیجا تھا اور اس کی نیابت کا وعدہ اسی سے کیا تھا لیکن بعد میں شاہ موصل کے بیٹے علاؤالدین کو وہاں کا نائب مقرر کردیا۔ جس سے دونوں کے درمیان نفرت پیدا ہوگئی اور ملک مظفر کے قتل کا سبب بنی۔

شام سے فارغ ہوکر جب مصر واپس جاتے ہوئے ملک مظفر قطز الغزالی اور الصالحیۃ کے درمیان پہنچا تو امراء نے اس پر حملہ کرکے اس کو قتل کردیا۔ وہ ایک صالح شخص تھا۔ جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھتا تھا۔ منشیات کا استعمال نہیں کرتا تھا اور نہ وہ ایسی باتوں میں مشغول ہوتا تھا جس میں بادشاہ مشغول ہوتے ہیں۔

## عذاب الٰہی کی تین صورتیں

سورۃ الانعام میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ (65)﴾

اور وہی تمہارے اوپر سے تم پر یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تم پر عذاب بھیجنے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ یا تمہیں گروہوں میں خلط ملط کردے۔ اور بعض تمہارا بعض کو لڑائی کا مزا چکھائے۔ آپ دیکھیں ہم کس طرح آیات بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ سکیں۔

اہل اسلام کی سب سے بڑی بدنصیبی یہی رہی ہے کہ انہوں خود باہمی خانہ جنگی سے اپنے عروج کو زوال میں بدلا ہے۔ اور اسی زوال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے دشمن ہم پر غالب ہوئے۔ چنگیز خان اور ہلاکو خان نے مسلمانوں کی اسی کمزوری سے بھرپور



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فائدہ اٹھایا اور سلطنت اسلامیہ کے بہت بڑے حصے پر قابض ہوتے ہوئے لاکھوں مسلمانوں کا خون بہایا۔ عظیم الشان شہروں کو پیوند خاک بنا دیا۔ علمی خزانوں کو آگ لگا کر راکھ بنا دیا۔ بے شمار مسلمان عورتوں اور بچوں کو لونڈیاں اور غلام بنا لیا۔

اس امیر کو جس نے تاتاریوں کو زبردست شکست دے کر شام کے علاقوں سے ان کو بھگا دیا اس کو خود ہی اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا اور قرآنی آیت کی تصدیق کر دی۔ 658ھ میں ملک مظفر قطز کی بیعت ہوئی۔ وہ دلیر، شجاع، بہت بھلائی کرنے والا، اسلام اور اہل اسلام کا خیر خواہ تھا۔ لوگ اس سے محبت کرتے تھے۔ اور اس کے لیے بہت دعائیں کیا کرتے تھے۔ عین جالوت کے معرکہ کے دن اس نے اپنے گھوڑے کو قتل کر کے زمین پر جم کر کھڑا ہو گیا۔ میدان کارزار میں جنگ جاری تھی اور وہ قلب میں سلطان کی جگہ پر تھا۔ ایک امیر نے جب اس کو دیکھا تو اس نے اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کو سوار ہونے کو جب کہا تو اس نے انکار کر دیا اور اس سے کہا۔ میں مسلمانوں کو تیرے فائدے سے محروم نہیں کروں گا۔ حکمران بنتے ہی اس نے تاتاریوں کو شکست دی۔ لیکن اس کے ساتھیوں نے اس کو 658ھ میں قتل کر دیا۔ ﴿انا للہ انا الیہ راجعون﴾

www.kitabosunnat.com

## کتبغا نوین

یہ شخص ہلاکو کا نائب اور دس ہزار لشکریوں کا امیر تھا۔ اس خبیث نے اپنے استاد ہلاکو کے لیے بلاد عجم کے دور دراز علاقوں سے لے کر شام تک علاقے فتح کیے۔ اس نے ہلاکو کے دادا چنگیز خان کو بھی دیکھا۔ بہت ہی تجربہ کار اور عمر رسیدہ انسان تھا۔ اس نے مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں ایسی تدابیر کیں کہ کسی اور کے ذہن میں پہلے نہ آئیں۔ ایک شہر فتح کرنے کے بعد وہاں کے نوجوانوں کو قریب کے شہر کا محاصرہ کر کے ان سے



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



کہتا کہ یہ تمہارے بھائی ہیں۔ ان کو پناہ دو۔ اس سے اس کا مقصد اہل شہر پر خوراک کی تنگی کرنا ہوتا تھا۔ اگر اہل شہر انکار کرتے تو ان نوجوانوں کو ڈھال بناتے ہوئے یہ ان کو لڑاتے ہوئے جنگ کرتا۔ اگر کامیابی حاصل نہ ہوتی تو ان نوجوانوں کو خود ہی فنا کر دیتا۔

اہل شہر کو پیغام بھجواتا کہ تمہارا پانی ختم ہونے والا ہے۔ اور عنقریب ہم تم پر غلبہ پا کر تمہیں قتل کریں گے۔ تمہارے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنائیں گے۔ اہل شہر جب جواب دیتے کہ ہمارے پاس پانی بہت ہے تو کہتا کہ مجھے تمہاری بات پر اعتبار نہیں۔ لہٰذا میں اپنے چند آدمیوں کو بھیجتا ہوں۔ تاکہ تمہاری تصدیق یا تکذیب کریں۔ چنانچہ کھوکھلے نیزوں میں زہر بھر کر اپنے آدمی بھیجتا جو پانی کی پیمائش کے بہانے محصور شہر کے پانی میں اپنے نیزے کو خوب ہلا کر پانی کو زہر آلود کر کے واپس آجاتے۔ اور اہل شہر کی ہلاکت زہر سے ہو جاتی۔ اور شہر بغیر لڑائی لڑے فتح ہو جاتا۔

ملک مظفر قطز کے خلاف جنگ میں وہ جب قتل ہوا تو تاتاریوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور اس کا بیٹا قید ہو گیا۔ جب اس سے کہا گیا تیرا باپ بھاگ گیا۔ اس نے جواب دیا وہ بھاگنے والا انسان نہیں۔ جب اس کو تلاش کیا گیا تو اس کو مقتولین میں پایا گیا۔ بیٹا اپنے مردہ باپ کو دیکھ کر بہت رویا اور چلایا۔ جب ملک مظفر قطز نے اس کو مقتول دیکھا تو وہ اللہ کا شکر کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو گیا۔ اور اس نے کہا میں اب میٹھی نیند سوؤں گا۔ یہ شخص تاتاریوں کی سعادت تھا۔ اس کے قتل ہونے سے ان کی سعادت جاتی رہی۔ اس کے بعد وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ 25 رمضان جمعہ کے دن اس کو امیر آقوش نے قتل کیا۔

## سلطان ملک الظاہر بیبرس البندقداری

جس دن ملک مظفر قطز کو قتل کیا گیا اسی دن ملک الظاہر کی بیعت ہو گئی تھی۔ 17



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ذوالقعد 658ھ سے لے کر 672ھ میں 27 محرم تک اس کی مسلسل حکومت قائم رہی اس مدت میں اس نے بہت سی فتوحات کیں۔ تاتاریوں، فرنگیوں اور اسماعیلیہ سے بہت سے شہر اور قلعے چھین لیے۔ فرات سے بلاد نوبہ تک اس کی حکومت پھیل گئی۔ کئی قلعوں اور پہاڑوں کو اس نے آباد کیا۔ بڑے بڑے دریاؤں پر پل بنائے اور بلاد مصر میں بہت سی نہریں اور ندیاں بنوائیں۔ متعدد جوامع اور مساجد تعمیر کروائیں۔ 654ھ میں جب مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی جل گئی تو اس نے اس کی تعمیر از سر نو کرائی۔

## مسجد نبوی میں آگ کا لگنا

البدایہ والنہایہ ج13 ص193 میں ابو شامہ کے حوالے سے منقول ہے۔ اس سال یعنی 654ھ میں رمضان کے آغاز میں جمعہ کی رات مدینہ کی مسجد جل گئی۔ آگ کی ابتداء شمال سے اس کے غربی کونے سے ہوئی۔ جب ایک آدمی آگ لیے ہوئے خزانے کے پاس آیا اور وہیں آگ دروازوں میں لپٹ گئی اور جلد ہی چھت کو پہنچ گئی۔ پھر چھتوں سے بڑھتی ہوئی قبلے تک پہنچ کر اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مسجد کے بعض ستون گر گئے اور ان کا سکہ بھی پگھل گیا۔ لوگوں نے اس کو بجھانے میں تیزی سے کوشش کی لیکن حجرہ نبوی کی چھت بھی جل گئی۔ جو کچھ ہونا تھا لوگوں کے سونے سے پہلے ہی ہو گیا۔ اور صبح کی نماز کے لیے لوگوں نے الگ جگہ بنائی۔

## مدینہ میں زلزلہ اور آگ

حافظ ابن کثیر نے ابن الساعی کی تاریخ کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ 2 جمادی الآخرہ منگل کے روز مدینۃ الرسول میں زلزلہ آیا۔ جس سے رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لرز گئی اور لوہے کی آواز سنی گئی اور زنجیریں ہلنے لگیں۔ مدینہ سے چار فرسخ کے فاصلے پر آگ ظاہر ہوئی۔ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں کے مانند آگ پھینکتی تھی اور پندرہ روز رہی۔

دوسری روایت کے مطابق جب 3 جمادی الآخرۃ 654ھ کو بدھ کا دن آیا تو مدینہ نبویہ میں ایک عظیم گونج پیدا ہوئی پھر زبردست زلزلہ آیا۔ جس سے زمین، دیواریں، چھتیں لکڑیاں اور دروازے جمعہ کے دن تک لرزتے رہے۔ پھر قریظہ کے قریب سیاہ زمین میں بڑی آگ ظاہر ہوئی جسے ہم شہر کے اندر اپنے گھروں سے یوں دیکھتے تھے گویا کہ وہ ہمارے پاس ہے۔ وہ بہت بڑی آگ تھی جس کا شعلہ تین میناروں سے بھی زیادہ تھا۔ وادی شطا تک وادیاں آگ سے پانی کی طرح بہہ پڑیں۔ اس نے عراقی حاجیوں کا راستہ بند کر دیا اور سیاہ سنگ زمین تک پہنچ گئی۔ ہم ڈر گئے کہ ہمارے پاس ہی نہ آ جائے۔ لیکن وہ ٹھہر گئی اور پلٹ کر مشرق کی طرف بہنے لگی۔ اس کے وسط سے ایسی آگ کے پہاڑ نکلے جو پتھروں کو کھاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آگ کے نمونہ کی خبر اپنی کتاب میں یوں دی ہے۔ سورۃ المرسلات کے الفاظ ہیں:

﴿اِنَّهَا تَرْمِىْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ (32) كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ (33)﴾

بے شک وہ اونچے محلوں کی مانند شرارے پھینکے گی گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔

حافظ ابن کثیر نے مدینہ طیبہ سے لکھے گئے خطوط کے حوالوں سے مدینہ میں جو زلزلہ آیا اور جو زبردست آگ ظاہر ہوئی متعدد روایات نقل کی ہیں اور اس کو اللہ کی نشانیوں میں شمار کیا ہے۔ صحیحین میں ایک ایسی آگ کے ظہور کا ذکر موجود ہے۔

**صحیح بخاری:** کتاب الفتن: باب خروج النار ص1054 اور **صحیح مسلم:** کتاب الفتن ج2 ص393 میں سعید بن المسیب سے مروی ہے۔ مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



نے خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ارض حجاز سے وہ آگ ظاہر نہ ہو جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں۔ یعنی اس کی روشنی دور دراز تک پہنچ جائے گی۔

صحیح مسلم کے حاشیے میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مستقلاً قیامت کی نشانی شمار کرتے ہوئے مدینہ میں ظاہر ہونے والی آگ کا ذکر کیا ہے۔ البدایۃ والنھایہ ج 13 ص 332 کی روایت کے مطابق 692ھ میں ایک بار پھر تین دن کے لیے 654ھ کی مثل مدینہ نبویہ میں آگ ظاہر ہوئی۔

## تاتاریوں کی باہمی خانہ جنگی

تاتاریوں نے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا ان کو دنیا میں ہی دے دی۔ جس وجہ سے اہل اسلام مفتوح و مغلوب ہوئے تھے اس کا شکار خود تاتاری بھی ہوگئے۔ 660ھ میں ہلاکو اور اس کے عمزاد برکہ خان کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا۔ جب برکہ خان نے اس سے مفتوحہ علاقوں کے اموال اور اسیروں میں سے اپنا حصہ طلب کیا۔ جیسا کہ ان کے ملک کا دستور تھا۔ ہلاکو نے دستور کے مطابق عمل کرنے کی بجائے برکہ کے ایلچیوں کو قتل کردیا۔ جس پر برکہ خان کو سخت غصہ آیا اور اس نے سلطان ملک الظاہر بیبرس سے خط کتابت کا سلسلہ شروع کیا اور ہلاکو خان کے خلاف مل کر جنگ کرنے پر اتفاق کرلیا۔ برکہ خان نے ملک الظاہرؒ کے پاس اپنے ایلچی بھیجے جن کی ملک الظاہر نے بڑی عزت کی اور ان کو خلعت سے نوازا۔

661ھ میں تاتاریوں کے دو بڑے سرداروں اور چنگیز خان کے پوتوں ہلاکو اور برکہ کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی۔ دونوں کے ساتھ بڑی تعداد میں افواج تھیں۔ اللہ



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



تعالیٰ نے ہلاکو خان کو اس کے عمزاد کے ہاتھوں انتہائی عبرتناک شکست دلوائی اور اس کے اکثر ساتھی قتل ہوگئے۔ جو قتل ہونے سے بچے وہ دریا میں ڈوب گئے اور ایک چھوٹی جماعت نے بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں۔

برکہ خان نے مقتولین کی کثیر تعداد کو دیکھ کر کہا۔ مجھے یہ بات بہت گراں گزرتی ہے کہ مغل ایک دوسرے کو قتل کریں لیکن اس شخص کے بارے میں کیا حیلہ ہوسکتا ہے جس نے چنگیز خان کے طریقے کو بدل دیا۔

ہلاکو خان کی وحشت کا ایک واقعہ البدایہ والنہایہ ج 13 ص240 میں یوں منقول ہے کہ جب اس نے حلب پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے سلطان الناصر کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو چار درختوں کے متعلق حکم دیا جو ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے کہ ان کی انتہائی اوپر والی شاخوں کو رسیوں سے اکٹھا کیا جائے۔ جب اس کے حکم کی تعمیل ہوگئی تو اس نے الناصر کے ہاتھ پاؤں ایک ایک درخت کی رسیوں سے بندھی ہوئی رسیوں سے باندھ کر رسیوں کو کھلوادیا جس سے سلطان ناصر کے جسم کے چار حصے چار درختوں کی چوٹیوں پر پہنچ گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. اللہ نے اس ہلاکو خان کی ہلاکت کا سبب اس کے چچازاد بھائی برکہ کو بنایا۔ برکہ نے اس کو ایسی شکست دی کہ اس پر سکتہ طاری ہوگیا اور 664ھ میں جہنم واصل ہوا۔

موت ایسا قانون ہے جس سے کسی کو فرار نہیں اور اللہ تعالیٰ جس سے جو چاہتا ہے کام لے لیتا ہے۔ اسلامی سلطنت اور اہل اسلام کے لیے خوفناک عذاب کی صورت میں نازل ہونے والی وحشی قوم کی تیسری نسل میں ہی اسلام مقبول ہوجاتا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے نقل کیا ہے کہ برکہ خان مسلمان ہوگیا تھا۔ علماء وصلحاء سے محبت کرتا تھا۔ ملک الظاہر کی تعظیم وتکریم کرتا اور اس کی طرف سے آنے والے ایلچیوں کی نہ صرف عزت کرتا بلکہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تحائف سے بھی نوازتا تھا۔ اس کی سب سے بڑی نیکی ہلاکو کو شکست دے کر اس کی قوت کو پاش پاش کرنا تھا۔ ہلاکو کے اگرچہ دس بیٹے تھے لیکن ان کو پھر وہ کامیابی نصیب نہ ہوئی جو ان کے باپ کو وحشت و درندگی کے ذریعے حاصل تھی۔

## ملک الظاہر بیبرس البندقداری کا 18 سالہ مستحکم دور

جس زمانے میں اسلامی ریاست بہت سی ریاستوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ صلیبیوں اور تاتاریوں نے اسلامی قوت پارہ پارہ کردی تھی۔ ذلت و رسوائی اور موت اہل اسلام کے ساتھ سایہ کی طرح چمٹ گئی تھی۔ ایسے میں ایک شخص نے اسلامی قوت کو کس طرح جمع کیا اور اس کو ایسے انداز میں استعمال کیا کہ دشمنوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ دشمنیاں دوستیوں میں تبدیل ہونے لگیں اور عوام الناس سکھ چین کی نیند سونے لگے۔

حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں بہت سے واقعات نقل کیے ہیں جن میں سے ایک 660ھ کے واقعات میں مذکور ہے۔ 9 رجب منگل کے دن سلطان الظاہر ایک کنویں کے جھگڑے کے سلسلہ میں قاضی تاج الدین عبدالوہاب کی عدالت میں حاضر ہوا۔ قاضی کے سوا سب کھڑے ہو گئے۔ اس نے قاضی کو اشارہ کیا کہ وہ بیٹھا رہے۔ چنانچہ جب سلطان اور ایک امیر کے درمیان عدالتی کارروائی ہوئی تو حق سلطان کا نکلا کیونکہ اس کے پاس عادلانہ گواہی تھی۔ جس کی وجہ سے قرض خواہ سے کنواں چھین لیا گیا حالانکہ وہ امراء میں سے ایک امیر تھا۔

اسلامی تاریخ کی یہ درخشاں مثالوں میں سے ایک ایسی عظیم مثال ہے جس سے اسلامی نظام عدل کی عظمت نمایاں ہوتی ہے۔

جب اس کی بیعت ہوئی تو اس نے ملک الظاہر کا لقب اختیار کرتے ہی اکابر امراء



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں سے ان کو پکڑنا شروع کیا جو اپنے آپ کو امیر خیال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کی حکومت استوار ہو گئی۔ اگر اسلامی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ عظیم اسلامی سلطنت کو مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کرنے والے امراء ہی تھے۔ جس کا جہاں اثر رسوخ زیادہ ہوتا وہ موقع ملتے ہی اپنے سلطان ہونے کا اعلان کر دیتا۔ اور پھر باہمی خانہ جنگی کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ اسی لیے ملک الظاہر نے سب سے پہلے اکابر امراء کو قابو میں کیا۔ ان کو اپنے ساتھ ملا کر دشمن سے ٹکرانے والی فوج تشکیل دی۔

ہلاکو خان نے عین جالوت کے مقام پر ہونے والی شکست کا بدلہ لینے اور دمشق پر دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کی تو ملک الظاہر نے اس کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ وہ ایک طاقتور شیر کی طرح دمشق آیا۔ سرحدوں اور قلعوں کی حفاظت کے لیے ہر طرف مسلح افواج بھیج دیں۔ تاتاریوں نے جب دیکھا کہ حکومت بدل چکی ہے مقابلہ کرنے کے لیے کلائیاں تیار ہو چکی ہیں اور اللہ تعالی کی عنایت اور رحمت شام اور اہل شام پر نازل ہو چکی ہے تو شیطان اپنی ایڑیوں پر پھر گئے۔

ملک الظاہر تیز فہم، شجاع، عالی ہمت، بہت گہرا، دلیر، امور سلطنت کا اہتمام کرنے والا، اسلام اور اہل اسلام کی نصرت اور حکومت کی علامات قائم کرنے کا نیک ارادہ رکھنے والا تھا۔ اس نے افواج سے بہت کام لیا۔ اس کے پاس جب تین ہزار مغل آئے تو اس نے ان کو جاگیریں دیں اور ان میں سے کئی امیر مقرر کیے۔ وہ اپنے کھانے پینے اور پہننے میں میانہ رو تھا۔ اور یہی حال اس کی فوج کا تھا۔

اس نے عباسی حکومت کو اس کے مٹ جانے کے بعد پھر سے زندہ کیا۔ لوگ تقریباً تین سال خلیفہ کے بغیر رہے۔ اس نے ہر مذہب کے با اختیار قاضی کو قاضی القضاۃ بنایا۔ دشمنوں کے بارے میں کسی کوتاہی کا مرتکب نہیں ہوتا تھا۔ وہ تاتاریوں، فرنگیوں اور



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مشرکوں کے گلوں میں ہڈی بن کر اٹک گیا۔ اس نے شراب کو ضائع کیا، فاسقوں کو ملک بدر کیا اور جس خرابی یا فساد کو دیکھتا تو اس کو دور کرنے میں کوشاں ہو جاتا۔

شذرات الذهب ج5 ص350 کی روایت کے مطابق رکن الدین ابوالفتوح بیبرس الترکی 620ھ میں پیدا ہوا اس کو امیر علاؤالدین البندقداری نے خریدا۔ اپنی شجاعت اور بہادری کی بنا پر اپنے مالک کی موت پر اس کی جگہ لے لی۔ 676ھ کے آغاز میں جب اس کی موت واقع ہوئی تو اس کو مخفی رکھا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے بیٹے الملک السعید کی بیعت ہوگئی۔

## امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی جرأت عالمانہ

امام محی الدین ابو زکریا النووی کے بارے میں مروی البدایه والنهایه اور شذرات الذهب کی روایت کے مطابق اپنے زمانے میں وہ فقہاء کے سردار تھے۔ نوی میں 631ھ میں پیدا ہوئے۔ 649ھ میں دمشق آ کر اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کتابوں کی تصنیف میں لگ گئے۔ جن میں شرح مسلم، الروضه، المنهاج، الرياض، الاذكار والتبيان، تحرير التبنيه اور اس کی تصحیح تهذيب الاسماء و اللغات اور طبقات الفقها وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ جن کتابوں کو مکمل نہ کر سکے اگر وہ بھی مکمل ہو جاتیں تو اس کی کوئی نظیر نہ ہوتی۔ ان کو زہد و عبادت، تقوی و جستجو اور لوگوں سے اجتناب کرنے کا ایسا مقام حاصل تھا کہ ان کے سوا کوئی فقیہ اس پر قادر نہ ہو سکا۔ آپ صائم الدھر تھے اور خوراک کی ذمہ داری ان کے والد ادا کرتے تھے۔ ابن خلکان کی نیابت میں اقبالیہ کی تدریس کا کام سنبھالا۔ الفلکیہ اور الرکنیہ کی نیابت بھی کی۔ دار الحدیث اشرفیہ کی مشیخت کی ذمہ داری بھی نبھاتے رہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ان کا سب سے بڑا کارنامہ حکمرانوں کو قرآنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے آگاہ کرنا تھا۔ ملک الظاہر بیبرس نے تاتاریوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے رعایا پر جب ٹیکس لگایا تو انہوں نے اس کو خط کے ذریعے منع کیا۔ مکہ مکرمہ کے عبدالشکور عبدالفتاح فدا کے مکتبہ کی مطبوعہ ریاض الصالحین کے مقدمہ میں اس خط کا مضمون منقول ہے لیکن اس سے بڑھ کر وہ واقعہ ہے جب سلطان ملک الظاہر جیسے جاہ و جلال والے بادشاہ نے ان کو اپنے دربار میں بلا کر اس فتوی کی موافقت چاہی جو اس نے تاتار کے خلاف قتال کرنے کے لیے رعایا سے مال لینے کے جواز میں اس وقت کے علماء وفقہاء سے لیا تھا۔

اس موقع پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کے سامنے جو کچھ کہا اس کی جرأت اللہ تعالیٰ نے ان ہی کو عطاء فرمائی تھی۔ انہوں نے کہا بے شک تم غلام تھے۔ اللہ نے تم پر احسان کرتے ہوئے تمہیں بادشاہ بنایا۔ تمہارے پاس ایک ہزار ایسے غلام ہیں کہ جن کے پٹکے سونے کے ہیں۔ دوسو لونڈیاں زیورات سے سجی رہتی ہیں۔ جب تم وہ سب کچھ خرچ کر چکو اور بیت المال میں کچھ نہ ہو تو میں علماء کے فتوی کی تائید و موافقت کردوں گا۔

بادشاہ یہ جواب سن کر سخت غضبناک ہوا اور ان سے کہا میرے شہر دمشق سے نکل جاؤ۔ انہوں نے کہا آپ کا حکم سر آنکھوں پر یعنی میں نے سنا اور میں اطاعت کروں گا۔ پھر اپنی جائے پیدائش نوی میں آ گئے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے بادشاہ کی خواہش کے مطابق جس عالم نے بھی موافقت نہ کی بادشاہ نے اس کو اگلے جہان پہنچا دیا تھا۔ جب اس سے کہا گیا کہ آپ نے اس کو (یعنی امام نووی کو) قتل کیوں نہیں کیا۔ بادشاہ نے کہا میں نے جب بھی اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے دیکھا کہ میرے کندھوں پر دو درندے ہیں جو مجھے چیرنے پھاڑنے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے لیے تیار ہیں۔

علماء کے کہنے پر جب سلطان نے ان کو واپس آنے کا پیغام بھیجا تو امام نوویؒ نے جواباً کہا کہ جب تک دمشق میں بیبرس ہے میں دمشق میں داخل نہیں ہوں گا۔

یہ بھی مروی ہے کہ اللہ تعالی نے ان کو ایسے وقار اور ہیبت سے نواز رکھا تھا کہ بیبرس ان سے خوفزدہ رہتا تھا۔

امام نووی رحمہ اللہ کے بیبرس کے ساتھ مکالمہ اور خطوط میں مسلمان حکمرانوں اور علماء اسلام کے لیے زبردست دینی راہنمائی پائی جاتی ہے۔ انہوں نے کیا خوب فرمایا:

امراء زمین میں اللہ کا سایہ ہوتے ہیں۔ انہی کی اصلاح سے دنیا کی اصلاح ہوتی ہے اور ان کی اصلاح علماء ہی کرتے ہیں۔ جب ان کے دل مضبوط ہوتے ہیں اور ان کے ارکان و جوانب صرف اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں یعنی ان کے دلوں میں اللہ کے خوف کے سوا کسی اور کا خوف نہیں ہوتا۔

## ملک منصور قلاوون الصالحی

ملک الظاہر بیبرس کی موت کے بعد اس کا بیٹا ملک سعید اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ چونکہ عمر چھوٹی تھی لہٰذا لہو و لعب کی طرف میلان زیادہ تھا اور اس کے باپ کے امیروں کو یہ بات پسند نہ آئی۔ ان کا کہنا تھا: بادشاہوں کو عدل، مسلمانوں کے مصالح اور ان کے دفاع کے لیے فکرمند رہنا چاہیے۔ جیسا کہ اس کا باپ تھا۔ کیونکہ بادشاہوں اور امراء کا لہو ولعب میں مشغول ہونا نعمت کے زوال، حکومت کی بربادی اور رعیت کی خرابی کی دلیل بن جاتا ہے۔ لہٰذا اس کو معزول کر کے اس کے چھوٹے بھائی بدرالدین کی بیعت کر لی۔ جس کی عمر سات سال تھی۔ امیر سیف الدین قلاوون کو اس کا اتالیق مقرر کر دیا۔ لیکن 21



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



رجب 678ھ منگل کے دن امیر سیف الدین کی بیعت کر لی گئی۔ اس نے بھی ملک الظاہر کی طرح گیارہ سال شاندار حکومت کی۔ وہ خوبرو، بارعب، بہادر، اور سلطنت کی شان وشوکت اور شاہانہ ہیبت کا حامل تھا۔ داڑھی پوری اور باوقار تھی۔

دو ہزار میں خریدا گیا غلام ترقی کرتے کرتے مصر وشام کا سلطان بن گیا۔ 678ھ میں اس کی بیعت ہوئی تو 679ھ میں ہلاکو خان کے بیٹے منکوتمر نے ایک لاکھ تاتاریوں کے ساتھ چڑھائی کر دی۔ سلطان مصر نے آس پاس کے تمام امراء کو خطوط لکھے کہ مل کر اسلام کا دفاع کرنے کے لیے تاتاریوں کا مقابلہ کریں اور سلطان خود ترکوں اور ترکمانستان کی فوج کے ساتھ حمص پہنچ گیا۔ تاتاری پہلے سے ہی حماۃ کو تباہ و برباد کرتے وہاں پہنچ چکے تھے۔ دشمن سے ٹکرانے والے مجاہد تو میدان جنگ میں تھے۔ جبکہ مسلمانوں کے مرد وعورتیں بچے بوڑھے سب رو رو کر رب العالمین کی بارگاہ میں جھک کر دعائیں کر رہے تھے۔

14 رجب 679ھ جمعرات کے دن فریقین میں زبردست جنگ ہوئی۔ دن کے پہلے حصے میں تاتاریوں کا غلبہ رہا لیکن دوسرے حصے میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کی مدد فرمائی اور تاتاری شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ اس میں سلطان کے آخری وقت تک میدان میں ڈٹے رہنے کا بھی بہت بڑا کردار تھا۔ اس نے جس حکمت عملی کے تحت افتراق کا شکار ہونے والے امراء کو مصیبت کے وقت جمع کیا وہ بھی اس کی دانشمندی کی واضح دلیل تھی۔

سلطان کی مصر میں جب بیعت ہوئی تو دمشق کے حاکم نے وہاں اپنی بادشاہت قائم کر دی۔ اسی طرح کئی امراء نے بھی خودمختاری کا اعلان کر دیا۔ یوں اہل اسلام اپنے باہمی اختلاف اور خانہ جنگی میں مصروف تھے کہ تاتاری حملہ آور ہونے کے لیے حلب پہنچ گئے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سلطان نے دمشق کے حاکم کو لکھا: تاتاری مسلمانوں کی طرف آگئے ہیں۔ مصلحت کا تقاضا ہے کہ ہم ان کے خلاف متحد ہو جائیں۔ ورنہ وہ ہمارے شہروں پر قبضہ کر کے ہمیں ختم کر دیں گے۔

حاکم دمشق نے نہ صرف سمع وطاعت کا یقین دلایا بلکہ اپنی فوج لیے ہوئے قلعہ سے نکل کر میدان میں خیمہ زن ہو گیا۔ اسی طرح دوسرے امراء بھی اس کا ساتھ دینے پر تیار ہو گئے۔ جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو عظیم فتح سے نوازا۔

سلطان نے فرنگیوں سے بھی کئی معرکے لڑے اور طرابلس پر اسلامی پرچم لہرا دیا۔ 689ھ کے ذوالقعدہ میں موت کا قانون اس پر بھی نافذ ہوا جبکہ اس کی عمر ساٹھ سال تھی۔﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

## جشنوں کی بدعت

ملک منصور کی وفات پر اس کے بیٹے ملک اشرف کو سلطان تسلیم کر لیا گیا۔ اس کو خبر ملی کہ اہل عسکا نے مسلمان تاجروں پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا ہے اور ان کے اموال پر قبضہ کر لیا۔ سلطان نے اہل عسکا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اپنے زیر اثر علاقوں کی افواج کے ساتھ عسکا کا محاصرہ کر لیا۔ 7 جمادی الاولیٰ جمعہ کے دن سورج طلوع ہوتے ہی مسلمان فصیلوں پر چڑھ گئے اور اس پر اسلامی جھنڈے نصب کر دیے۔ مسلمان تاجروں کو قتل کرنے اور ان کا مال لوٹنے کی سزا اہل عسکا کو خوب ملی۔ ان کے بہت سے لوگ قتل ہوئے اور مال غنیمت کی صورت میں مسلمانوں کو بہت کچھ مل گیا۔ ملک اشرف کا نہ صرف عسکا پر قبضہ ہو گیا بلکہ صور اور صیدا والوں نے بھی اطاعت کرنے کی ضمانت دے دی۔

691ھ میں ملک اشرف نے حلب کے قریب قلعہ کو بھی فتح کر لیا جو نصاریٰ کے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قبضہ میں تھا۔ اور انہوں نے تاتار کی اطاعت اختیار کررکھی تھی۔ اور اہل اسلام کے خلاف ان کی بھرپور مدد کیا کرتے تھے۔ اس فتح کی خوشی میں وزیر ابن السلعوس کے مشورے سے زبردست جشن منایا گیا۔ اس وزیر کا باپ اس فتح میں شریک تھا جو اہل اسلام کو حمص کے مقام پر نصیب ہوئی۔ ملک الظاہر نے تاتاریوں اور رومیوں کو کئی بار شکست دی لیکن کسی بھی فتح پر جشن کا اہتمام نہ کیا گیا۔

البدایہ والنہایہ ج13 ص327 میں منقول ہے کہ اس قبیح و شنیع بدعت کو وزیر نے بادشاہوں کے لیے ایجاد کیا۔ جس میں مال کا اسراف و ضیاع، فخر و تکبر، ریاء کاری اور لوگوں کے لیے مشقت پائی جاتی ہے لوگوں سے زبردستی مال لے کر نامناسب طور پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بارے اس سے پوچھے گا۔ وہ مر گیا ہے اور اس کے چھوڑے ہوئے مال کے وارث بادشاہ اور لوگ بن رہے ہیں۔ اس کے سبب لوگوں پر ظلم عظیم ہوا۔ بندے کو چاہیے کہ اپنے رب سے ڈرتا رہے۔ اپنے نفس اور اپنی خواہشات کی خاطر اسلام میں بدعات جاری نہ کرے جو اللہ کی ناراضی اور اس کے اعراض کا سبب بنیں۔ کیونکہ دنیا کسی کے لیے ہمیشہ نہیں رہتی اور نہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔

جس فاتح کی فتح پر جشن منائے گئے اس کے اپنے امراء نے اس کو اسکندریہ کے نزدیک اپنے ہی قلعوں کے علاقے میں گھیر کر 693ھ کے آغاز میں قتل کر دیا۔ جس کو اس کی جگہ بادشاہ بنایا اگلے ہی دن اس کے خون سے بھی انہوں نے اپنے ہاتھوں کو رنگ لیا۔ اور جس وزیر ابن السلعوس نے جشنوں کی طرف لگایا تھا اس پر بھی تشدد کر کے اس کے بادشاہ کے ساتھ اس کو بھی دفن کر دیا۔ ان دونوں کے ساتھ وہی کچھ ہوا جو ابن کثیر نے کہا: دنیا نے ان سے وفا نہ کی اور دنیا کا مال دنیا ہی میں چھوڑ کر چلے گئے۔ حالانکہ سلطان فاتح عراق



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



تھا۔ اوران علاقوں کے واپس لینے کا عزم کیے ہوئے تھا جو تا تاریوں کے قبضے میں تھے۔ اوراس نے عملی طور پر تیاری بھی شروع کردی تھی لیکن وہ جشنوں کی نذر ہوگیا۔

## شاہ تا تار قازان خان

بادشاہوں اور حکمرانوں کے خاندان میں بادشاہت اور حکمرانی کے حصول کے لیے جو کچھ ہوتا ہے اسی کے نتیجے میں 694ھ میں چنگیز خان کے پوتے ابغا خان کے پوتے ارغون خان کے بیٹے قازان نے تاتاری تخت پر قبضہ کرلیا۔ چونکہ اس کی پیدائش اور پرورش اسلامی بلاد میں ہوئی تھی۔ لہٰذا اس کا اسلام کی طرف میلان تھا۔ امیر توزون کی کوشش سے وہ مسلمان بھی ہوگیا۔ اس نے اپنا اسلامی نام محمود رکھ کر لوگوں کے سروں پر سونے چاندی اور موتی نچھاور کیے اور جمعہ کے خطبہ میں حاضر ہوا۔ اس نے بہت سے گرجوں کو برباد کرکے نصاریٰ پر جزیہ عائد کیا۔ بغداد وغیرہ میں ہونے والے مظالم کی اصلاح کی کوشش بھی کی۔ لیکن مسلمانوں اور تاتاریوں کی طرح آپس میں ٹکرانے اور اپنی سلطنت کو وسیع کرنے کے رجحان پر قابو پانے میں ناکام رہا۔ اہل اسلام کے دیار پر چڑھائی کرنے اور قتل وغارت کا سلسلہ اس نے جاری رکھا۔

ملک اشرف کے قتل کے بعد مصر اور شام کے حکمران بدلتے رہے۔ امراء کی سازشوں کی وجہ سے اسلامی حکومت مستحکم نہ ہوسکی۔ لہٰذا قازان شاہ نے دمشق کی طرف پیش قدمی کا عزم کرلیا۔

## مصر وشام میں اناج کی قلت ومہنگائی

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ حکمران اور امراء جب عوام الناس کی فلاح و بہبود کا خیال



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رکھنے اور ان کی خدمت کر کے اللہ سے اجر پانے کی بجائے اپنے جاہ و جلال اور نمود و نمائش کا مظاہرہ کرنے اور دنیا کا مال سمیٹنے میں لگ جاتے ہیں تو ان میں نہ صرف خانہ جنگی ہوتی ہے بلکہ ان کا ملک اور معاشرہ اللہ کی برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔ فتنہ و فساد ہر طرف پھیل جاتا ہے۔ شیطان ان کے برے اعمال کو ان کی نظروں میں ایسے مزین کرتا ہے کہ برائی ان کی نظروں میں برائی نہیں رہتی۔ دینی بہن بھائیوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ ذاتی مفادات کا حصول اور نفسی خواہشات کی تکمیل لوگوں کی زندگیوں کا نصب العین بن جاتا ہے۔ نفسا نفسی پھر ایسا رنگ دکھاتی ہے کہ زندگی کی عام ضروریات کی اشیاء کی قیمتیں عام آدمی کی قوت خرید سے اتنی بڑھتی ہیں کہ ضروریات کو پورا کرنے کی بجائے ضروریات سے چھٹکارا پانے کے لیے موت کو گلے لگا لیتا ہے یا موت خود ہی اس کو دنیا کے تفکرات سے نجات دے دیتی ہے۔

جس زمانے میں مصر اور شام کے امراء حکمرانی کی رسہ کشی میں مصروف تھے ان دنوں میں وہاں سخت مہنگائی اور موت نے ڈیرے ڈال لیے تھے۔ موت کی فراوانی ایسی تھی کہ ایک لاکھ تیس ہزار لوگ زمین کے نیچے چلے گئے۔ ایک قبر میں کئی کئی جماعتوں کو دفن کیا جاتا تھا۔

خوراک کے بھاؤ نا صرف زیادہ ہوتے بلکہ خوراک کا ملنا محال ہو گیا۔ اناج کے ایک بورے کی قیمت دو سو درہم ہو گئی۔ لوگوں کو جو جانور نظر آتا اس کو کھا جاتے۔ یہاں تک کہ گدھے گھوڑے اور خچر بھی ختم ہونے لگے۔ ﴿انا للہ و انا الیہ راجعون﴾

## قازان کا حملہ

ملک اشرف کے قتل ہونے پر اس کے نوعمر بھائی ناصر محمد بن قلاوون کی بیعت



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرانے کے بعد اس کے اتالیق زین الدین کتبغا نے ناصر کو معزول کر کے ملک العادل کے لقب سے خود ہی بادشاہ بن گیا۔ پھر شام کے حکمران الملک منصور لاجین نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ 698ھ میں منصور لاجین اور اس کے نائب کو قتل کر کے ملک اشرف کے چھوٹے بھائی ناصر کو سلطان بنالیا گیا۔

شاہ تاتار قازان کو جب مسلمانوں کی بدحالی کی خبر ملی تو اس نے 699ھ کو تقریباً ایک لاکھ کے لشکر جرار کے ساتھ بلاد شام پر چڑھائی کر دی۔ بہت سے نصرانی اور رومی امیر بھی اس کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ شام کے لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور انہوں نے حلب حماۃ کے علاقوں سے بھاگنا شروع کر دیا۔ حماۃ سے دمشق تک گھوڑے کا کرایہ دو سو درہم تک پہنچ گیا۔ سلطان مصر ناصر بن قلاوون نے بھی شدید بارش اور کیچڑ کے باوجود ربیع الاول کے پہلے ہفتہ میں دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے دمشق آ کر خوب تیاری کی۔ چونکہ وقت بڑا مشکل اور سخت تھا۔ اپنے شہروں سے بھاگ کر دمشق آنے والوں سے بھی شہر بھر گیا تھا۔ لہٰذا لوگوں نے عاجزی اور تضرع کا مظاہرہ خوب کیا۔ اور اللہ کو مدد کے لیے پکارتے رہے۔ لیکن حکومت سے تعلق رکھنے والے قاضی، والی شہر، محتسب اور صاحب ثروت حضرات مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ شہر اور عوام کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ قلعہ کے نائب کے علاوہ کوئی حاکم نہ تھا۔

## قیدیوں کی لوٹ مار

دمشق میں موجود لوگ تاتار کے حملہ آور ہونے کی وجہ سے پہلے ہی بہت پریشان تھے۔ اوپر سے دو سو قیدیوں نے جیل کا دروازہ توڑا اور باہر نکل کر لوٹ مار شروع کر دی۔ ان پر قابو پانے والا کوئی نہ تھا۔ باغات کی طرف جا کر ان کے دروازے اکھیڑتے اور ان کو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



معمولی قیمت پر فروخت کردیتے۔

ادھر میدان جنگ میں جب لڑائی کا آغاز ہوا تو مصری فوج کا پلہ بھاری تھا۔لیکن شام سے پہلے تاتاری غالب ہوگئے۔اور مصری فوج اپنے سلطان کے ساتھ میدان سے بھاگ گئی۔اور کوئی کسی طرف توجہ دینے کے لیے تیار نہ ہوتا تھا۔ہر شخص اپنی جان بچانے کی فکر میں تھا۔اہل دمشق بڑی زبردست آزمائش میں مبتلا ہوچکے تھے۔

دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اس جنگ میں تاتاریوں کو فتح کیسے نصیب ہوئی اور اہل اسلام مغلوب کیوں ہوگئے حالانکہ 679ھ میں ملک منصور قلاوون نے ہلاکو کے بیٹے منکوتمر کی ایک لاکھ فوج کو زبردست شکست دی تھی۔اس کی اصل منبہ اہل اسلام کا اتحاد اور اللہ پر یقین و توکل تھا اور سلطان کا میدان جنگ میں ڈٹے رہنا تھا۔جبکہ 699ھ میں اہل اسلام بدحالی اور افتراق و انتشار کا شکار تھے۔اور تو اور قیدیوں نے شہر میں لوٹ مار کا بازار گرم کردیا اور میدان جنگ میں جس جرأت و شجاعت اور ڈٹ جانے کی جو ضرورت تھی۔سلطان اس کا مظاہرہ کرنے میں ناکام رہا۔

سورۃ محمد میں اللہ کا اعلان ہے: ''اے ایمان والو! اللہ کے دین کی اگر تم مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کردے گا۔''

اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ جب حکمرانوں اور امرآء نے اسلامی تعلیم کے مطابق عمل کرنے کے بجائے اپنے مفادات کی حفاظت کا خیال رکھا اور اللہ کی راہ میں دشمن سے ٹکراتے ہوئے رضائے الٰہی کے حصول کی کوشش نہ کی تو ناکامی اور ذلت اس کا مقدر بن گئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ میدان جنگ میں

مصر اور شامی فوجوں کو شکست دینے کے بعد جب تاتاری دمشق کے دروازوں تک پہنچ گئے اور لوگ موت و حیات کی کشمکش کا شکار تھے۔ کبار علماء و امراء وہاں موجود نہ تھے حتیٰ کہ شافعیہ اور مالکیہ کے قاضی بھی چلے گئے تھے۔ لیکن ایک بے مثال عالم ایسے تھے۔ کہ جو بے سہارا عوام کے درمیان پوری شان و عظمت کے ساتھ موجود تھے۔ نا ان کے قدم اکھڑے اور نہ ان کی غیرت نے گوارا کیا کہ اپنی جان کو بچانے کی خاطر ہزاروں مسلمانوں کو بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے جاتے۔ جبکہ دمشق میں نا کوئی حاکم تھا اور نہ کوئی نظام۔ انتہائی پریشان اور خوفزدہ عوام کو قیدیوں کے فتنہ وفساد نے مزید بدحال کر دیا تھا اور ان کی بے سکونی اپنے عروج پر تھی۔

البدایہ و النہایہ کے مطابق امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آزمائش کی گھڑی میں وہاں چند اصحاب رائے کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ کس طرح تاتاریوں کو دمشق میں داخل ہونے سے روکا جائے۔ چنانچہ طے پایا کہ ایک وفد کی صورت میں شاہ تاتار سے ملاقات کی جائے اور اہل دمشق کے لیے امان حاصل کی جائے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس ایک وفد لے کر گئے اور اس سے سخت گفتگو کی جس میں بڑی مصلحت تھی اور اس کا فائدہ مسلمانوں کو پہنچا۔

الکواکب الدریہ صفحہ 162 میں اس کا بیان ہے جو اس وفد میں شریک تھا۔ امام صاحب نے سلطان کے سامنے قرآنی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں عدل وانصاف پر گفتگو شروع کی۔ موضوع کے آگے بڑھنے کے ساتھ ان کی آواز بھی بلند ہوتی گئی اور جوش کے عالم میں سلطان کے قریب ہوتے جا رہے تھے۔ سلطان انتہائی توجہ سے ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ حیرت زدہ انداز میں ان کو چپ چاپ دیکھے جا رہا تھا۔ امام رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا رعب اس پر عیاں تھا۔ اپنی تند خوئی اور سخت مزاج کے باوجود محبت بھری نظروں سے امام کو دیکھتے ہوئے اس نے کہا:

یہ کون بزرگ ہیں؟ میں نے آج تک ایسے جگرے کا آدمی نہیں دیکھا۔ نا کسی کی بات تیر کی طرح یوں بیٹھی۔ نا کسی کے سامنے اپنے آپ کو ایسے بے بس پایا۔

سلطان کو بتایا گیا کہ آپ کے مخاطب علم وعمل کے اعتبار سے بلند پایا کے آدمی ہیں۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان تاتار قازان سے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا:

اے قازان! تیرا دعوی ہے کہ تو مسلمان ہے۔ تیرے ساتھ قاضی شیخ اور اذان دینے والے موذن بھی ہیں جو لوگوں کو وحدہ لاشریک کے نام پر بلاتے اور پکارتے ہیں۔ تیرے باپ دادا کافر تھے لیکن کردار اور سیرت میں تجھ سے اونچے تھے۔ جو کچھ تو نے مسلمان ہو کر کیا انہوں نے کافر ہوتے ہوئے نہ کیا۔ انہوں نے عہد کیا تو اس کو پورا کیا تو نے عہد کیا تو اس کو توڑ دیا جو تیرے منہ سے الفاظ نکلے وہ شرمندہ عمل نہ ہوئے۔

امام صاحب جس عزت وسربلندی کے ساتھ دربار میں آئے تھے تقریر ختم کرنے کے بعد اسی اجلال واکرام کے ساتھ واپس چلے آئے۔ قازان سے ملاقات کا واقعہ البدایہ والنہایہ ج 14 ص 89 میں شیخ صالح عابد درویش کے حوالے سے بھی منقول ہے۔ الکواکب الدریۃ میں یہ بھی منقول ہے:

سلطان تاتار قازان کے دربار میں امام صاحب جب تشریف لائے تو کھانے کا دستر خوان بچھایا گیا۔ وفد میں شریک ساتھیوں نے کھانا کھایا لیکن امام صاحب نے ہاتھ نہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لگایا۔ جب ان سے کہا گیا آپ کھانا کیوں نہیں کھاتے تو امام صاحب نے فرمایا:

اے سلطان تیرا کھانا میں کس طرح کھا سکتا ہوں۔ کیونکہ یہ وہ کھانا ہے جو لوگوں کو لوٹ کر تیار کیا گیا۔ یہ پکا ہوا جو کچھ موجود ہے یہ انہی درختوں کی ٹہنیوں سے پکایا گیا جو ظلم و جور سے کاٹے گئے۔

سلطان نے سر جھکا کر امام صاحب سے دعا کرنے کی درخواست کی۔

امام صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ! اگر تیرے علم میں ہے کہ قازان نے میان سے تلوار اس لیے نکالی ہے کہ تیرا کلمہ بلند ہو اور تیری راہ میں جہاد کرے تو پھر اس کی مدد فرما اور اپنی نصرت سے اس کو نواز دے۔ اور اگر یہ مال، دنیا اور بادشاہت کے حصول اور سلطنت کی توسیع کے لیے جنگ کر رہا ہے تو پھر خود اس سے اچھی طرح معاملہ کر۔ حالت یہ تھی کہ امام صاحب دعا کر رہے تھے اور قازان بے ساختہ امین امین کہہ رہا تھا۔ ہم اس خوف سے دامن سمیٹے ہوئے تھے کہ امام صاحب کی گردن ضرور اڑا دی جائے گی اور خون کے چھینٹے ہمارے لباسوں پر پڑیں گے۔ جب ہم اٹھ کر دربار سے باہر آئے تو ہم نے امام صاحب سے کہا: آج آپ نے ہماری جان ہی لے لی۔ جایئے ہم آپ کے ساتھ نہیں جاتے۔

امام صاحب نے کہا: میں خود آپ حضرات کے ساتھ جانے کو تیار نہیں، جایئے۔ چنانچہ ہم لوگ چلے آئے اور امام صاحب پیچھے رہ گئے۔

امام صاحب کے کارنامے کا حال سن کر شہر کے مرد، عورتیں، غریب اور امیر سب استقبال اور دیدار کی برکت کے حصول کے لیے آگئے۔ جب شہر میں داخل ہوئے تو تین سو عقیدت مندوں اور ثناء خوانوں کا مجمع ہم رکاب تھا۔ ہمارے ساتھ یہ معاملہ ہوا کہ جب امام صاحب جدا ہو کر آگے بڑھے تو غارت گروں کی ایک جماعت نے ہم پر چھاپہ مارا اور



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کپڑے تک اتروا لیے۔

البدایہ والنہایہ کی روایات کے مطابق قازان کی طرف سے امان کا اعلان تو کردیا گیا لیکن دوسرے ہی دن لوگوں کے پاس حکومت کے جو گھوڑے، ہتھیار اور پوشیدہ اموال تھے۔ ان کا مطالبہ ہو گیا۔ دمشق کا قلعہ مصریوں کے قبضہ میں تھا۔ ان کو پیغام بھیجا گیا کہ وہ اس کو تاتاریوں کے حوالے کردیں۔

شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے قلعہ کے نائب کو کہا کہ جب تک اس سے ہو سکے قلعہ کو ان کے سپرد نہ کرے۔ کیونکہ اس میں اہل شام کی بڑی مصلحت ہے۔ اللہ نے بھی ان کے لیے اس قلعہ کی حفاظت کی اور یہ وہ پہاڑ ہے جسے اللہ نے اہل شام کے لیے محفوظ مقام بنادیا ہے۔ جو ہمیشہ ایمان وسنت کا گھر رہا ہے۔ یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریمؑ کا نزول ہوگا۔

امان کے باوجود قتل وغارت اور لوٹ مار ہوئی کئی مساجد اور عمارات کو جلایا گیا امام ابن تیمیہ نے شاہ قازان سے ملاقات کرنی چاہی تو ان کو ملنے نہ دیا گیا۔

دمشق کے قلعہ پر قبضہ کرنے کے لیے جامع مسجد کے صحن میں مجانیق نصب کردی گئیں تا کہ ان کے ذریعے اہل قلعہ پر سنگباری کی جائے۔ لوگ اپنے گھروں میں محصور و محبوس ہو گئے۔ جمعہ کی نماز کے لیے ایک صف بھی پوری نہیں ہوتی تھی۔

جمادی الاولیٰ میں سلطان قازان ساٹھ ہزار جانبازوں کے ساتھ عراق کی طرف لوٹ گیا لیکن جاتے ہوئے کہہ گیا کہ خریف کے موسم میں آکر ہم مصر کو فتح کریں گے۔

رجب کے پہلے ہفتے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ تاتار کے نائب بولائی کے خیمے میں جا کر اس سے ملاقات کی اور ان قیدیوں کی رہائی کی سفارش کی جو اس کی قید میں تھے۔ بولائی نے امام صاحب کے کہنے پر بہت سے قیدیوں کو آزاد کردیا۔ الرسالۃ القبرصیۃ ص12، 14 میں یہ بھی مروی ہے کہ اس نے صرف مسلمان قیدی رہا کیے۔



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



امام نے غیر مسلم ذمیوں کی رہائی کے لیے بات کی تو اس نے کہا کہ وہ تو غیر مسلم ہیں۔ امام صاحب نے کہا اگر چہ وہ غیر مسلم ہیں لیکن ہماری رعایا ہیں اور ان کی حفاظت اور دیکھ بھال ہماری ذمہ داری ہے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ کی کوشش سے ذمیوں کو بھی رہائی نصیب ہوئی۔

رجب کے آغاز میں نماز کے بعد جامع مسجد میں اعلان ہوا کہ مصری افواج شام کی طرف آرہی ہے۔ یہ سنتے ہی تاتاری تیزی سے دمشق سے کوچ کر گئے۔ ان کے جانے سے اللہ نے اہل دمشق کو راحت سے نوازا۔ 17 رجب جمعہ کے دن پھر سے حاکم مصر کا خطبہ دیا گیا۔ جبکہ پورے ایک سو دن دمشق اور شام کے دیگر شہروں میں قازان کا خطبہ دیا جاتا رہا تھا۔

دمشق میں قلعہ کے حاکم ارجواش نے شہر میں اعلان کرادیا کہ فصیلوں کی حفاظت کرو۔ جو تمہارے پاس ہتھیار ہیں ان کو باہر نکالو۔ فصیلوں اور دروازوں کو خالی نہ چھوڑا جائے۔ ہر شخص فصیل پر رات بسر کرے۔ جس نے رات گھر میں گزاری اس کو پھانسی دے دی جائے گی۔ لہٰذا شہروں اور فصیلوں کی حفاظت کے لیے لوگ جمع ہو گئے۔ الشیخ امام ابن تیمیہ ہر رات دیواروں پر گھومتے تھے۔ لوگوں کو صبر و قتال کی ترغیب دیتے اور ان کو جہاد و رباط کی آیات سنایا کرتے تھے۔

جس جمعہ کو حاکم مصر کا خطبہ دیا گیا اسی دن امام ابن تیمیہؒ اور ان کے ساتھیوں نے شراب فروشوں کی دکانوں کا چکر لگایا۔ شراب کے برتنوں کو توڑ کر اس کو بہایا اور فحاشی پھیلانے والے دکانداروں کو ملامت کی گئی جس سے لوگ خوش ہو گئے۔

## امام ابن تیمیہ کے ذریعے اہل جرد و کسروان کی اصلاح

البدایہ و النھایہ ج14 ص12 کے مطابق شوال کے مہینے میں نہ صرف ان لوگوں کو سزائیں دی گئیں جنھوں نے تاتاریوں کی مدد کرتے ہوئے اہل دمشق کو نقصان پہنچایا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تھا۔ بلکہ سلطنت کے نائب جمال الدین آقوش الافرم نے دمشق کی فوج اور امام ابن تیمیہ کے ساتھ جبال الجرد اور کسروان پر چڑھائی کی۔ امام بن تیمیہ کے ساتھ بہت سے رضا کار بھی تھے۔ چڑھائی کی ایک وجہ تو الجرد و کسروان کے کافرانہ عقائد اور ان کی گمراہی تھی، دوسری وجہ اس سے بڑھ کر تھی اور وہ یہ کہ جب تاتار نے اہل دمشق کو شکست دی تو شکست خوردہ فوج کی مدد کرنے کی بجائے اپنے علاقوں میں ان پر حملے کر کے ان کو قتل کیا۔ ان کو لوٹا، ان کے ہتھیار اور گھوڑے ان سے چھین لیے۔

جب شاہی فوج نے ان کا گھیراؤ کیا تو ان کے روساء الشیخ امام تقی الدین بن تیمیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام صاحب نے ان کی گمراہی کو ان پر واضح کرتے ہوئے ان کو توبہ کر کے بھلائی حاصل کرنے کی دعوت دی جو قبول کر لی گئی۔ جس سے مفسدوں پر بہت بڑی فتح حاصل ہوئی۔ تائب ہونے والوں نے اہل دمشق کا لوٹا ہوا سامان، اور وہ اموال جو ان پر مزید واجب کیے گئے ان کی ادائیگی کی حامی بھر لی۔ ان کی کئی جاگیریں اور جائیدادیں بھی ضبط کر لی گئیں۔ وہ لوگ پہلے نہ فوج کی اطاعت میں تھے اور نہ احکام ملت کی پابندی کرتے تھے۔ نہ دین کو اختیار کرتے اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے جن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا تھا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کے سمجھانے پر وہ راہ راست پر آ گئے۔

نائب سلطنت جب دمشق واپس آیا تو لوگوں نے اس کا زبردست استقبال کیا۔ شہر میں اعلان کر دیا گیا کہ لوگ دکانوں پر ہتھیار لٹکائیں تیر اندازی سیکھیں۔ دشمن آئے تو تمہاری تیاری مکمل ہونی چاہیے۔ قاضی القضاۃ نے مدارس میں نشانہ گاہیں بنانے اور فقہا کو تیر اندازی سیکھنے کا حکم بھی دیا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## جہاد کی ترغیب و تلقین اور اس کی تیاری

699ھ میں تاتاریوں کا حملہ آور ہونا اور مصری افواج کا میدان سے بھاگ جانا اور شاہ تاتار کا دمشق اور شام کے شہروں پر قابض ہو جانا۔ یہ سب ایسے ہوا کہ اہل دمشق کو ٹھیک طرح سے اپنا دفاع کرنے کا مناسب وقت نہ ملا اور نہ تاتار سے ٹکرانے کے لیے کوئی راہنمائی کرنے والا تھا۔ لیکن تاتار کے اگلے متوقع حملہ سے پہلے یہ ساری ذمہ داری امام الشیخ تقی الدین بن تیمیہ نے لے لی۔

البدایہ والنہایہ ج14 صفحہ 14، 15 میں مروی ہے: صفر کے آغاز میں اطلاعات آئیں کہ تاتاری شام کے شہروں کا قصد کیے ہوئے ہیں۔ اور اس دفعہ مصر میں داخل ہونے کا بھی ان کا پکا ارادہ ہے۔ یہ خبر سنتے ہی لوگ گھبرا گئے۔ اور ان کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ اور ان کی کمزوری میں اضافہ ہوگیا۔ اہل دمشق مصر وغیرہ کی طرف بھاگنے لگے۔ گدھی گدھے اور گھوڑوں کے کرایوں میں زبردست اضافہ ہوگیا۔ سازوسامان کپڑے اور غلہ لوگوں نے سستے داموں فروخت کر دیا۔

امام ابن تیمیہ 2 صفر کو جامع میں اپنی نشست پر بیٹھے اور لوگوں کو بھاگنے کی بجائے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی ترغیب دی۔ اور ان کے سامنے اس سلسلے میں نازل ہونے والی قرآنی آیات اور رسول ﷺ کی احادیث بیان کیں۔ اور واضح کیا کہ بھاگنے میں مال خرچ کرنے سے بہتر ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ انہوں نے اس دفعہ تاتاریوں کے خلاف جہاد کرنے کو واجب قرار دے دیا۔ اور اس سلسلے میں ترغیب و تلقین کو انہوں نے جاری رکھا۔ شہروں میں اعلان کر دیا گیا کہ کوئی شخص سرکاری اجازت نامے کے بغیر سفر کے لیے نہیں نکلے گا۔ اسی اثناء میں یہ خبر بھی مشہور ہوگئی کہ سلطان مصر تیاری کر کے دمشق



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے دفاع کے لیے آرہا ہے۔ اس کے باوجود بڑے گھرانے کے لوگ اپنے اہل وعیال کے ساتھ شہر سے نکل کر کہیں اور منتقل ہونے کے لیے روانہ ہو گئے۔

دمشق جب یہ خبر پہنچی کہ سلطان بارشوں اور کیچڑ کی وجہ سے مصر سے نکلنے کے بعد واپس لوٹ گیا ہے تو پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اس خوف کی حالت میں شیخ ابن تیمیہؒ جمادی الاولی کے آغاز میں ہفتہ کے دن المرج کے مقام پر شام کے نائب کے پاس گئے۔ اور ان کے دلوں کو مضبوط کرتے ہوئے ان کو دشمن پر فتح پانے کی قرآن کے حوالے سے ان کو بشارت یوں دی۔ سورۃ الحج کے الفاظ ہیں:

﴿ذٰلِكَ وَ مَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ (60)﴾

یہ بات تو یہی ہے کہ جو کسی کو اتنی تکلیف پہنچائے جتنی اس کو پہنچائی گئی پھر اس پر زیادتی کی گئی تو اللہ تعالی اس کی ضرور مدد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالی بڑا ہی درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مصر کے سلطان سے گفتگو

سلطنت کے نائب اور امراء نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے استدعا کی کہ وہ ڈاک کے گھوڑوں پر مصر جا کر سلطان کو جنگ کے لیے آمادہ کریں۔ چنانچہ امام صاحب جب مصر پہنچے تو سلطان اپنی افواج کے ساتھ قاہرہ میں داخل ہو چکا تھا۔ اس سے ملاقات ہوتے ہی اس سے کہا۔ اگر شامیوں کو فوج کی ضرورت ہو تو وہ افواج کو شام بھیجے اور اس سے یہ بات بھی کہہ دی کہ اگر اس نے شام کی حفاظت وحمایت سے اعراض کیا تو ہم کسی اور کو سلطان مقرر کر لیں گے۔ جو مشکل وقت میں اس کی حفاظت کرے اور امن کے زمانے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں اس کا غلہ لے۔آپ مسلسل سلطان کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ افواج شام کو روانہ ہوگئیں۔امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان سے یہ بھی کہا: اللہ کی طرف سے اگر ایسا مقدر ہوتا کہ آپ شام کے حکمران بادشاہ نہ ہوتے اور وہاں کے باشندے آپ سے مدد مانگتے تو بھی آپ پر مدد کرنا واجب ہوجاتا۔ جب کہ آپ وہاں کے حاکم وسلطان ہیں اور اہل شام آپ کی رعایا ہیں۔لہٰذا آپ ان کے بارے میں مسئول ہیں۔امام رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مصر کو تسلی دی اور ان کے دلوں کو مضبوط کیا۔ اس دفعہ ان کو فتح کی ضمانت دی۔ الشیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ 27 جمادی الاولی ڈاک کے گھوڑوں پر مصر سے واپس آئے۔انہوں نے مصر کے قلعہ میں آٹھ روز قیام کیا۔اہل قلعہ کو جہاد کرنے اور دشمن سے مقابلہ کرنے کی ترغیب دی۔ سلطان کے علاوہ وزیر اور اعیان حکومت سے ملاقاتیں کیں۔اور ہر ایک کو جہاد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی دعوت دی۔

## تاتاریوں کی واپسی

اس دفعہ اللہ کا فضل وکرم اس طرح ہوا کہ مال، اسباب، خوراک اور فوج کی تعداد کی کمی کی وجہ سے قازان فرات تک آیا۔لیکن بارش اور برف باری کی شدت سے اس کو اپنی فوجیں آگے بڑھانے میں دقت ہو رہی تھی۔لہٰذا قازان نے اپنی فوج کو 11 جمادی الاولی کو واپسی کا حکم دے دیا۔جس سے اہل شام بڑے خوش ہوئے اور اطمینان سے اپنے گھروں کو واپس آگئے۔سلطنت کا نائب مسلسل چار ماہ سے المرج میں خیمہ زن تھا۔ وہ بھی واپس دمشق آگیا۔لوگوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا عام مومنوں کے نام خط

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید الامام الحافظ ابوعبداللہ بن احمد بن عبدالہادی نے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اپنے استاد محترم کے اس خط کو اپنی کتاب العقود الدریہ کے صفحات 120 تا 175 میں نقل کیا ہے۔ یہ خط شاہ تاتار قازان کے حملہ آور ہونے اور اس کے نامراد واپس جانے یعنی رجب 700ھ میں مکمل ہوا تھا۔ چونکہ خط مذکورہ کتاب کے 55 صفحات کو محیط ہے۔ لہذا اس کا خلاصہ نقل کرنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ لیکن خلاصہ ایسا ہے کہ مسلمانوں کے ہر دور میں زبردست راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اہل اسلام کی جن کمزوریوں کا انہوں نے ذکر کیا ہے، اہل اسلام نے ہمیشہ ہی ان کی وجہ سے اپنے دشمنوں کو غالب آنے کا موقع مہیا کیا اور جب انہوں نے جنگ احزاب جیسے صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا تو دشمن ناکام ہونے پر مجبور ہو گیا۔ تاتاریوں کی واپسی سے انہوں نے اپنے دور کے مسلمانوں کو بشارت دی۔ کہ جب بھی وہ اپنی اصلاح کریں گے اور قرآن و سنت کے مطابق عمل کرتے ہوئے جہاد و قتال کے لیے تیار رہیں گے تو اپنے دشمنوں سے محفوظ رہیں گے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد اپنے مسلمان بھائیوں پر واضح کیا کہ تاتاریوں کے ساتھ ہماری لڑائی کا واقعہ جنگ احزاب سے کچھ مماثلت رکھتا ہے۔ ہم اس سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

جنگ احزاب میں دشمنوں کا خوف اتنا چھا گیا تھا کہ کلیجے منہ تک آ گئے اور اہل اسلام نصرت الٰہی کے منتظر تھے۔ یہی حال تاتاریوں سے لڑائی میں مسلمانوں کا ہوا۔ پچھلے سال کی جنگ میں مسلمانوں کی شکست ان کے کھلے گناہوں، نیتوں کے فساد اور ان کے ظلم و فواحش کا نتیجہ تھی۔ مسلمان اپنے فرائض سے غافل ہو چکے تھے۔

دشمن ابتداء میں مصالحت پر آمادہ تھا۔ وہ ایمان لا کر پرامن زندگی بسر کرنے کو تیار تھا۔ مگر مسلمانوں نے اللہ کے احکام سے روگردانی کی جس کی سزا کے طور پر اللہ تعالی نے مسلمانوں کو تاتاریوں کے مظالم کا شکار بنایا۔ مسلمان رعایا اور سپاہیوں میں شر واقع ہو چکا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تھا جس کی وجہ سے ان کے دین اور دنیا میں فساد رونما ہوا تھا۔

جنگ احزاب میں منافقوں نے رسول ﷺ اور مومنوں کے خلاف زبردست کردار ادا کیا۔ جبکہ ہماری جنگ میں زندیقوں، فلسفیوں، منجموں، طبیبوں، صوفیوں، اور شیعوں کے خاص خاص فرقوں یعنی خرمیوں، باطنیوں، قرامطیوں، اسماعیلیوں، نصیریوں، نے کھلم کھلا تاتاریوں کی مدد کی اگرچہ ان میں سے بعض تاتاریوں کو ان کی بدسیرتی کی وجہ سے ناپسند کرتے تھے۔ کیونکہ تاتاری خون ریزی کرنے، لوگوں کو لوٹنے، آبادیوں کو ویرانے میں تبدیل کرنے اور اپنے دوستوں اور دشمنوں کے درمیان تمیز نہیں کرتے تھے۔

مسلمان جب ارادے کے پکے اور عزم کے سچے تھے تو اللہ تعالی ان کی پوری مدد فرماتا تھا۔ ہر موقع پر نصرت وفتح سے نوازتا تھا۔ اور جب بزدل ہو گئے موت سے ڈرنے لگے تو ناکامیاں ان کا مقدر بن گئیں۔ آزمائش میں صبر کرنا اور اپنے رب پر ہمیشہ توکل کرنا مجاہد کا سرمایہ ہوتا ہے۔ جب مجاہد ان سے عاری ہوجاتے ہیں تو کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ جنگ احزاب کے موقع پر یہودی کفار مکہ سے مل گئے۔ اور ہماری اس جنگ میں نصرانی اور کرد تاتاریوں نے قازان کا ساتھ دیا۔ تاتاری لشکر تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود بڑھنے کی ہمت نہیں کر رہے تھے۔ اور آخر واپس چلے گئے۔

جنگ احزاب کے وقت بڑی شدت کی سردی تھی اور ہوا بھی بڑی تیز تھی۔ جس سے کفار مکہ کے خیمے اکھڑ گئے اور ان کو مجبور ہوکر محاصرہ اٹھانا پڑا۔ اس سال بھی اسی قسم کی سردی تھی، بارش بھی ایسی ہوئی کہ مسلمانوں نے اس کو عذاب الٰہی تصور کیا۔ جب کہ ان کے حق میں رحمت خداوندی ثابت ہوئی۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے دشمن واپس پلٹنے پر مجبور ہوا۔ ہم کہتے رہے کہ اس سردی اور بارش کو ناپسند نہ کرو کیونکہ اس میں بھی اللہ کی کوئی حکمت ہے۔ چنانچہ حکمت والے کی خدمت نے رنگ دکھایا اور مسلمانوں کو قازان کے



محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حملے سے بچایا۔ وہ برباد ہو کر لوٹ گیا۔ اس کے بہت سے سپاہی اور گھوڑے مر گئے۔ بھوک و پیاس کی وجہ سے موت ان پر غالب آ گئی۔

جنگ احزاب کے موقع پر خوف کی وجہ سے بعض لوگوں نے اللہ کے ساتھ بدگمانیاں کیں۔ اسی طرح تاتاریوں کے محاصرے کے وقت شام کے لوگ بھی بدگمانیوں کا شکار ہوئے۔ بعض شام سے بھاگے اور بعض نے مصر بھاگنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن جو حقیقی مومن تھے اور ان کے دلوں میں کوئی کھوٹ نہ تھا۔ اللہ پر پورا یقین اور بھروسہ تھا۔ غیر اللہ سے ڈرنے پر آمادہ نہ ہوئے ان کے ارادوں میں کسی قسم کا تزلزل نہ آیا۔ اور آخری وقت تک دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہے۔ اللہ نے ان کی مدد کی اور کامیابی سے نواز دیا۔

جنگ احزاب میں بعض لوگوں نے اہل اسلام کو مشورہ دیا کہ محمد ﷺ کے دین پر تمہارا قائم رہنا مشکل ہے۔ لہٰذا اپنے پہلے دین کی طرف پلٹ جاؤ۔ اسی طرح ہمیں بھی بعض نے کہا: صلح و امان کے بغیر کوئی چارہ نہیں اس لیے تاتاریوں کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کر لو۔ درحقیقت یہ لوگ موت سے ڈرتے تھے۔ اور ان کا خیال تھا کہ تاتاری فرمانبرداری کے سہارے موت سے بچ جائیں گے۔ حالانکہ بھاگنے والے ہی زیادہ تر موت کا شکار ہوتے ہیں اور جو دشمن کے مقابلے میں ڈٹے رہتے ہیں اور اپنے گھروں کی حفاظت کرتے ہیں، موت ان سے شرما کر منہ پھیر لیتی ہے۔ اللہ کی یہی سنت ہے جو ہمیشہ قائم رہی ہے اور رہے گی۔ دنیا کی فانی زندگی اور ساز و سامان کی خاطر موت سے ڈرنا حماقت ہے۔ کیونکہ جب موت کا وقت آ جائے تو مضبوط قلعے بھی اس سے بچا نہیں سکتے۔

جب مسلمانوں نے عزم راسخ اور دلوں کی مضبوطی کا مظاہرہ کیا تو اللہ نے دشمن کو پھیر دیا۔ کیونکہ وہ خالص نیت اور سچی ہمت والوں کی ضرور مدد کرتا ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف حاسدوں کا متحرک ہونا

البدایہ والنہایہ ج14 ص16 میں 701ھ کے واقعات میں سے ایک واقعہ کے بارے میں یوں منقول ہے:

و فی هذه الشهر ثار جماعة من الحسدة علی الشیخ تقی الدین بن تیمیه و شکوا منه انه یقیم الحدود ویعزر و یحلق رؤوس الصبیان و تکلم هو ایضا فیمن یشکوا منه ذلك و بین خطاهم و سکنت الامور

اور اسی ماہ یعنی جمادی الاخرۃ میں حاسدوں کی ایک جماعت الشیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے خلاف کھڑی ہوئی۔ اوران کے بارے میں حکام سے شکایت کی کہ وہ حدود قائم کرتے ہیں اور تعزیر لگاتے ہیں اور بچوں کے سر منڈوادیتے ہیں۔ امام نے بھی شکایت کنندگان سے خود گفتگو کی اوران کی غلطی کو واضح کردیا۔ جس سے حالات پرسکون ہوگئے۔

ص27 میں 702ھ کے واقعات میں یہ واقعہ بھی مذکور ہے کہ جمادی الاولی میں سلطنت کے نائب کے ہاتھ ایک جھوٹا خط لگا جس میں لکھا تھا: کہ شیخ تقی الدین بن تیمیہ اور قاضی شمس الدین الحریری اور امراء کی جماعت اور ارباب سلطنت کے خواص تاتاریوں کی خیر خواہی کرتے اور ان سے خط کتابت کرتے ہیں اور قبجق کو شام کا حکمران بنانا چاہتے ہیں۔ شیخ کمال الدین بن زملکانی ان کو امیر جمال الدین الافرم کے حالات بتاتا رہتا ہے۔ شیخ کمال الدین بن العطار کا بھی یہی حال ہے۔ سلطنت کے نائب کو جب خط کے بارے میں آگاہی ہوئی تو اس کو معلوم ہوگیا کہ یہ خط جعلی ہے۔ اس نے جب تفتیش کی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تو معلوم ہوا کہ ایک فقیر اس کے گھر کے پڑوس میں رہتا ہے جس کو یعفوری کہا جاتا ہے۔ اس کا ایک ساتھی احمد الغناری اور وہ دونوں شرارت اور فضول باتوں میں مشہور تھے اور دونوں کے پاس اس خط کا مسودہ بھی مل گیا۔ سلطنت کے نائب کو جب یقین ہو گیا کہ خط جعلی ہے تو اس نے دونوں کو سخت تعزیر لگائی اور دونوں کے بارے میں ثالثی کے بعد کاتب کا ہاتھ کاٹ دیا گیا جس کا نام تاج منادیلی تھا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ الامام الشیخ تقی الدین بن تیمیہ کو اللہ کی طرف سے جیسے جیسے عزت عطا ہوتی گئی، ویسے ویسے ان کے حاسدوں کی تعداد بھی بڑھتی گئی۔

•

## تاتاریوں سے فیصلہ کن جنگ

700 ھ میں شاہ تاتار قازان نے اپنی ناکامی کے باوجود سلطانِ مصر ملک ناصر کو سخت ترین خط کے ذریعے اطاعت اختیار کر کے خراج ادا کرنے کا حکم دیا اور یہ دھمکی بھی دے دی کہ خراج نہ ادا کرنے کی صورت میں مصر اور شام کو گھوڑوں سے روند دیا جائے گا۔ سلطانِ مصر نے جب اس کی اطاعت اختیار نہ کی تو قازان نے بہت بڑی فوج کے ساتھ دمشق کی طرف پیش قدمی کا آغاز کر دیا۔ رجب کے مہینے میں جب اہل شام کو ان کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی تو لوگ بہت پریشان ہوئے اور موت سے ڈرنے والوں نے مصر اور مضبوط قلعوں کی طرف جانا شروع کر دیا۔ ان کا کہنا تھا، مصری اور شامی فوجیں تاتار کی کثرت کی بنا پر ان سے مقابلہ نہیں کر سکیں گی۔

عجیب بات یہ ہے کہ آج بھی مسلمانوں میں بہت بڑا گروہ ایسا ہے جو طاغوتی طاقتوں سے خوفزدہ ہے۔ ان کا اللہ کی نصرت پر کوئی یقین نہیں۔ وہ اسی کوشش میں رہتا ہے کہ موقع ملے تو وہ کسی طاغوتی ملک میں چلے جائیں۔ اسلامی ملکوں میں وہ اپنے آپ کو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



غیر محفوظ خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں قلت و کثرت کا نہیں بلکہ ایمان اور بے ایمانی، یقین اور غیر یقینی کا مقابلہ ہوتا رہا ہے۔ ایمان و یقین کو اللہ ہمیشہ غلبہ عطا کرتا رہا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مومنوں کے نام جو خط لکھا تھا اس میں اسی مرکزی نکتہ کو اجاگر کیا تھا۔ چنانچہ فیصلہ کن جنگ میں ایمان و یقین ہی فتح یاب ہوا۔

اہل یقین وایمان نے شہروں میں اعلان کر دیا کہ کوئی شخص باہر نہ جائے۔ لیکن امام ابن تیمیہ فوراً حماۃ پہنچے اور وہاں کے امراء کو قسمیں کھا کھا کر یقین دلایا کہ اس دفعہ تم ضرور کامیاب ہو گے۔ امراء کہتے: آپ ان شاء اللہ نہیں کہتے تو فوراً تحقیق کے طور پر ان شاء اللہ کہتے، یعنی اللہ ضرور فتح عطا کرے گا۔ درحقیقت وہ سورۃ الحج کی آیت ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ جس پر زیادتی کی جائے اللہ اس کی ضرور مدد کرے گا۔ سے استدلال کرتے تھے۔

تاتار سے صلح کر کے موت سے بچنے والوں نے یہ نکتہ بھی اٹھایا کہ تاتار اب اسلام قبول کر چکے ہیں لہٰذا ان سے جنگ کرنا مناسب نہیں بلکہ صلح کے ذریعے معاملے کو طے کیا جائے۔ امام ابن تیمیہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ وہ خوارج کی جنس سے ہیں۔ جنہوں نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے خلاف بغاوت کی۔ ان کا خیال تھا کہ وہ دونوں سے بڑھ کر خلافت کے حقدار ہیں۔ چنانچہ یہ بات علماء کی سمجھ میں آ گئی۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر تم مجھے بھی تاتار کی طرف اس حال میں دیکھو کہ میرے سر پر قرآن ہے تو مجھے بھی قتل کر دینا۔

شامی فوجیں 24 شعبان کو جب دمشق سے نکل کر الکسوۃ کی جانب الجسورۃ کے مقام پر خیمہ زن ہوئیں تو ان کے ساتھ بھی دو قسم کے لوگ تھے۔ ایک تو جنگ کی جگہ کا انتخاب کرنے والے اور دوسرے بھاگنے کی ضرورت پڑنے پر بھاگنے کی راہ کا تعین کرنے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



والے۔ گھبراہٹ اور افراتفری کا وہی سماں بن گیا جو 699ھ کی جنگ کے موقع پر پیدا ہوگیا تھا۔ لیکن اللہ پر توکل کرنے والے، نمازیں پڑھنے اور دعائیں مانگنے میں مصروف تھے اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہی بے مثال کردار ادا کیا جو انہوں نے 700ھ میں کیا تھا۔ یعنی مصر آ کر سلطان کو تاتاریوں سے جنگ کرنے اور شامی فوجوں کا ساتھ دینے پر آمادہ کرنا تھا۔ امام مصر کے سلطان کے ساتھ میدان جنگ میں آئے تھے۔ جب لڑائی کا وقت قریب آیا تو سلطان نے امام ابن تیمیہ سے درخواست کی کہ وہ میدان میں اس کے ساتھ رہیں لیکن امام صاحب نے کہا: سنت یہ ہے کہ آدمی اپنی قوم کے جھنڈے تلے کھڑا ہو۔ چونکہ میں شامی ہوں اس لیے شامیوں کے ساتھ دشمن سے ٹکراؤں گا۔

جنگ کا آغاز ہونے سے پہلے رمضان کا آغاز ہوگیا۔ جمعہ کی شام تراویح پڑھنے کا اعلان ہوگیا۔ ہفتہ کے دن ظہر کی نماز کے بعد ایک رقعہ پڑھا گیا جس میں لکھا تھا۔ ہفتے کے دن شامی اور مصری فوجیں مرج الصفر کے مقام پر سلطان کے ساتھ اکٹھی ہوگئی ہیں۔ لوگوں کو دعا کرنے، قلعہ اور فصیلوں کی حفاظت کی استدعا تھی۔

اتوار کے دن قلعہ کے نائب کی طرف سلطان کے نائب جمال الدین الافرم کا پیغام تھا۔ ہفتہ کے دن عصر سے لے کر اتوار دوپہر تک زبردست لڑائی ہوئی۔ رات دن تلواریں تاتاریوں کی گردنوں پر چلتی رہیں۔ انہوں نے میدان سے بھاگ کر پہاڑوں اور ٹیلوں کی پناہ لے لی ہے، ان کے تھوڑے ہی آدمی بچے ہیں۔

## امام ابن تیمیہ کی دلیری وشجاعت

العقود الدریة ص 177 کی روایت ہے: امام ابن عبدالہادی کا بیان ہے: دین متین اور سچائی میں شہرت رکھنے والے امراء میں سے ایک امیر نے مجھے بتایا۔ مرج الصُّفَّر



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے مقام پر جب تاتاریوں سے آمنا سامنا ہوا تو شیخ ابن تیمیہ نے مجھے کہا: يَا فُلَانُ اَوْقِفْنِي مَوْقِفَ الْمَوْتِ اے فلاں! مجھے اس جگہ کھڑا کرو جہاں موت مجھے گلے لگا لے۔

امیر کا کہنا ہے: میں ان کو دشمن کے سامنے لے گیا جو سیلاب کی طرح آ رہے تھے، اور گرد و غبار میں ان کے اسلحہ چمک رہے تھے۔

میں نے کہا: سیدی! یہ موت والی جگہ ہے اور ہمارا دشمن گرد و غبار کے بادلوں کے نیچے چلا آ رہا ہے جو آپ کا ارادہ ہے اب وہ کریں۔

امیر کا کہنا ہے، انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور کافی دیر ان کے ہونٹ ہلتے رہے پھر وہ دشمن کی طرف آگے بڑھ گئے۔ مجھے خیال آیا کہ انہوں نے لڑائی کے موقع پر دعا کی ہوگی جو اللہ کے نزدیک مقبول ہوگئی ہوگی۔ پھر ہمارے اور دشمن کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ اس کے بعد میں نے ان کو اس وقت دیکھا جب اللہ نے ہماری مدد کرتے ہوئے ہمیں فتح سے نواز دیا۔ دن کے آخری حصہ میں تاتار مسلمانوں کی تلواروں سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے چھوٹے پہاڑ پر چڑھ رہے تھے۔ جبکہ الشیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بھائی دونوں بلند آوازوں سے مسلمانوں کو قتال پر ابھار رہے تھے اور میدان سے بھاگنے کی سزا سے ڈرا رہے تھے۔

میں نے کہا: سیدی! بشارت ہو آپ کو۔ اللہ کی مدد آگئی اور اس نے فتح دے دی۔ وہ تاتار اس پہاڑی کی چوٹی پر محصور ہیں۔ کل ان شاء اللہ وہاں سے پکڑ لیے جائیں گے۔

امیر کا بیان ہے: الشیخ نے اللہ کی حمد بیان کی اور اس کی ویسی ہی تعریف کی جس کا وہ اہل ہے اور انہوں نے میرے لیے اسی جگہ دعا کی جس کی برکت اسی وقت اور اس کے بعد بھی میں محسوس کرتا رہا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جنگ کے وقت روزہ افطار کرنے کا فتویٰ دیا۔ امراء اور



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فوجیوں کے پاس جاتے۔ جو چیز بھی ملتی اس کو ان کے سامنے کھا کر بتاتے کہ دشمن کے سامنے اس وقت قوت کی ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق انہوں نے عمل کیا اور کرایا۔

4 رمضان پیر کے دن لوگ الکسوۃ سے دمشق کی طرف واپس ہوئے۔ الامام الشیخ تقی الدین بن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے مجاہد ساتھیوں کے ساتھ جب دمشق میں داخل ہوئے تو لوگوں نے ان کے لیے بہت دعائیں کیں اور ان کی وجہ سے جو بھلائی میسر آئی اس پر ان کو مبارک دی۔ کیونکہ اس جنگ میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مرکزی کردار ادا کیا تھا۔

## تاتاریوں سے ایک اور جنگ میں امام ابن تیمیہ کی شرکت

703ھ میں شاہ تاتار قازان فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی خربندا محمد بن ارغون حکمران بن گیا۔ 705ھ کے آغاز میں تاتاریوں کی ایک جماعت نے حلبی فوج پر حملہ کر کے ان کے بہت سے سرکردہ لوگوں کو قتل کر دیا چنانچہ جب سلطنت کا نائب شامی فوجوں کے ساتھ نکلا تو امام تیمیہ رحمہ اللہ بھی فوج کے ایک دستہ کے ساتھ اس کے آگے تھے۔ ان کی موجودگی سے بہت سی بھلائی کا حصول ہوا۔ انہوں نے نہ صرف حملہ آوروں کو سزا دی بلکہ بہت سے گمراہ فرقوں کو بھی تباہ کر دیا۔

شامی لشکر محرم میں جب کامیاب ہو کر دمشق واپس آیا تو امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ملک ناصر کو ایک طویل خط لکھا جس کا جوہر یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے سلطان کی سلطنت میں برکت اور امت مسلمہ کو کامیابی اس کی نیت کے حسن اور عقیدہ کی سلامتی اور اس کے ایمان و معرفت اور ہمت و شجاعت اور دین و شرع کی تعظیم اور کتاب و سنت کی پیروی کی وجہ سے عطا کی ہے۔ سلطان کو پوری کامیابی اس وقت ہو گی جب تمام شہروں میں شریعت اسلامیہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کی حدود قائم کرنے کا سلسلہ پھیلایا جائے گا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کو ان لوگوں کے عقائد سے بھی آگاہ کیا جو مسلمانوں پر خود حملے کرتے اور تاتاریوں اور غیر مسلموں کی مدد کیا کرتے تھے اور یہ بھی واضح کیا کہ ان علاقوں میں اسلام کی صحیح تعلیم کا مناسب انتظام نہیں۔ اسلام کے بنیادی مسائل سے بھی وہ واقف نہیں۔ لہٰذا اس علاقے کے لوگوں کو اسلامی تعلیم سے مزین کرنے کے لیے اچھے علماء و خطباء اور قراء مقرر کرنے کی سفارش کی۔

سورۃ الحج میں مومنوں کی صفت بیان ہوئی ہے:

اگر ہم ان کو زمین میں حکومت سے نوازے تو وہ نماز اور زکوٰۃ کا نظام قائم کرتے ہیں۔ اچھائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور تمام امور کا انجام اللہ ہی کے لیے ہے۔

❁ ❁ ❁



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# شرک و بدعت کے خلاف جہاد

ساتویں ہجری میں پہلی قوموں کی طرح اہل اسلام بھی بہت سی مشرکانہ رسم و رواج اور بدعات وخرافات کا شکار ہو چکے تھے۔ جن جن علاقوں میں اسلام پہنچا وہاں کے لوگوں نے اپنے آباء واجداد کے عقائد کو بھی اسلام کا حصہ بنا دیا تھا۔ دین حق کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی بات جب ان کو سمجھانے کی کوشش کی جاتی تو شدت سے اس کا مقابلہ کیا جاتا تھا۔ اس زمانے کی بدعات وخرافات کو امام ابوعبداللہ محمد بن محمد الشہیر بابن الحاج مالکی المتوفی 737ھ نے اپنی مشہور کتاب المدخل میں خوب اجاگر کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس زمانے کے لوگ توہم پرستی، قبر پرستی اور شخصیت پرستی وغیرہ میں مبتلا ہو چکے تھے۔ ان کی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں تھا جو مشرکانہ رسوم و بدعات سے خالی ہو۔ شام اور مصر میں ہر طرف مشہور قبریں تھیں جو عوام کی زیارت گاہیں بنی ہوئی تھیں۔ ان میں اکثر فرضی تھیں۔ جیسے دمشق میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت اویس قرنی کی قبریں۔ لبنان میں حضرت نوح علیہ السلام کی قبر، مصر میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر اور بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام سے منسوب قبریں تھیں مگر وہ سب کی سب فرضی تھیں۔ ان میں سے کسی ایک کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ کس کی قبر ہے۔ لیکن وہاں مردوں، عورتوں اور بچوں کا میلہ لگا رہتا تھا۔ ان سے مرادیں مانگی جاتی تھیں۔

اسی طرح رجب اور شعبان کے مہینوں میں بھی کئی بدعات رائج تھیں۔ صلوۃ الرغائب وصلوۃ الالفیہ کا بھی اہتمام ہوتا تھا۔ دکانیں سجائی جاتیں۔ زرق برق لباس میں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نمازوں میں لوگ شریک ہوتے۔ پندرہ شعبان کی رات عورتیں بہت بڑی تعداد میں مقبروں اور مزاروں پر حاضری دیتیں۔ مساجد عبادت گاہوں کی بجائے بازاروں کی صورت اختیار کر جاتیں۔

ان بدعات کو ہر دور میں علمائے حق نے بند کرانے کی کوشش کی۔ مگر عوام کی عقیدت میں ایسی شدت پیدا ہوگئی تھی کہ بند ہو کر پھر جاری ہو جاتی تھیں۔ دولت ایوبیہ کے عالم فاضل فرمانروا سلطان کامل محمد بن ابی بکر نے اپنے عہد حکومت میں 615 تا 635ھ میں بدعات مذکورہ کو بند کرایا۔ لیکن اس کی موت کے بعد پھر سے اہتمام ہونے لگا۔

سلطان العلماء عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام التوفی 660ھ کے بارے میں شذارت الذہب ج5، ص302 میں منقول ہے: ابطل صلوۃ الرغائب والنصف. انہوں نے صلوۃ الرغائب اور نصف شعبان کی نماز کو باطل کر دیا۔

صحیح مسلم کے شارح امام ابوزکریا یحیٰی نووی رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ نمازوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: بدعت ہیں اور بہت ہی بُری بدعت۔ ان میں سے بہت سی برائیاں ہیں جن کی بنا پر ان کا چھوڑنا واجب ہے اور ان سے اعراض ضروری ہے۔ جو بھی ان کو پڑھتا ہے اس کی نکیر کرنا لازمی ہے۔ حاکم کو چاہیے کہ وہ اپنی رعایا کو اس بدعت سے روکے۔ کیونکہ وہ ان کا راعی ہے اور قیامت کے روز اس سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ علماء کرام نے اس کا انکار کیا ہے اور اس کی سخت مذمت کی ہے۔ اس کے ادا کرنے والے کو جاہل کہا اور اس سلسلے میں کئی کتابیں اور رسالے لکھے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس بات سے دھوکہ نہ کھایا جائے کہ اکثر شہروں میں بہت زیادہ لوگ یہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بدعت باطلہ ہونے پر مختلف احادیثؒ سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نمازیں توقیتی ہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یعنی ان کے اوقات مقرر ہیں۔ ان میں کوئی رد و بدل نہیں کر سکتا۔ نمازیں وہی نمازیں متصور ہوں گی جن کا ثبوت نبی ﷺ سے ہو۔ جبکہ ان (بدعتی نمازوں) کا اجراء پانچویں صدی میں ہوا۔

مزید تفصیل کے لیے المدخل لابن الحاج مالکی ج4، ص659-660 کو دیکھا جا سکتا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس قبیل کی اور بھی جو نمازیں پڑھی جاتی تھیں ان کے بارے میں فتوی دیا کہ اہل علم و معرفت کا اس پر اتفاق ہے کہ اس سلسلے میں مروی احادیث کا انتساب رسول اللہ ﷺ سے درست نہیں۔ اہل علم و دین کی ایک جماعت کو یہ احادیث ملیں اور انہوں نے ان کو صحیح سمجھ کر ان پر عمل کیا۔ ان کو ان کے حسن ارادہ و اجتہاد پر اجر ملے گا۔ لیکن جن کو اچھی طرح معلوم ہو کہ یہ سنت نہیں اور خیال کرتے ہوں کہ یہ نمازیں دوسری نمازوں سے بہتر ہیں تو وہ گمراہ بلکہ کافر ہوں گے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان بدعات کو بند کرانے کی زبردست کوشش کی۔ دمشق میں سلطنت کے نائب سے کہہ کر 702ھ میں ان بدعتوں کو بند کرا دیا۔ چار سال ان پر عمل متروک رہا لیکن جب امام صاحب کو عقائد کے فتنہ میں الجھا دیا گیا اور ان کو مصر بلا لیا گیا تو 702ھ میں لوگوں نے ان کو پھر سے جاری کر دیا۔

البدایۃ والنہایۃ ج4، ص235 میں حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ان بدعات کے ساتھ عوام کی عقیدت اتنی بڑھ گئی کہ لوگوں کا عقیدہ بن گیا کہ جو کوئی سلطان ان بدعتوں کو بند کراتا ہے وہ مر جاتا ہے۔ آخر کار سلطان ناصر کے بیٹے ملک حسن نے ان کو 751ھ میں بند کرا دیا۔ یہ بدعت تقریباً 450ھ سے لے کر ہمارے زمانے تک لوگوں کے اندر ایسی جڑ پکڑ گئی تھی کہ کئی بار فقیہوں، قاضیوں، مفتیوں، عاملوں، عابدوں، زاہدوں، امیروں اور سلطنت کے نائبوں وغیرہ نے اس کو بند کرانے کی کوشش کی لیکن اللہ کی طرف سے آسانی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مہیا نہ ہوئی۔ مگر اب یہ آسانی اسی سال ہوئی ہے۔ اللہ سے ہماری دعا ہے کہ وہ سلطان کی عمر زیادہ کرے تا کہ جاہل لوگوں کے ذہنوں میں جو یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ جب کسی سال نصف شعبان والی روشنی باطل کردی جائے گی تو سلطان مر جائے گا۔ وہ جان لیں کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ اس پر کوئی دلیل ہے یہ محض وہم ہے۔

## مسجد التاریخ کی چٹان کو توڑنا

البدایة والنہایة ج14، ص34 میں مروی ہے کہ 704ھ رجب کے مہینے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسجد التاریخ گئے۔ وہاں نہر قلوط پر ایک ایسی چٹان تھی جس کی زیارت کی جاتی اور نذریں چڑھائی جاتی تھیں۔ امام صاحب کے ہمراہ پتھر توڑنے والے بھی تھے۔ آپ نے ان سے وہ چٹان تڑوادی اور مسلمانوں کو اس سے اور وہاں جو شرک ہوتا تھا اس سے راحت دلائی۔ انہوں نے مسلمانوں کو اس سے بھی نجات دلائی جو اس کے شر کے شبہ میں مبتلا تھے۔ اس اور اس جیسے کاموں سے ان کے حاسدوں نے ان سے حسد کیا اور عداوت کو ظاہر کر دیا۔ اس کے باوجود اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ الشیخ ابن عربی اور ان کا اتباع کرنے والوں کے بارے میں بھی گفتگو کرنے کی وجہ سے ان سے حسد وعداوت کا اظہار کیا گیا۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کی پروا کئے بغیر اپنے مشن کو جاری رکھا۔ قید کرانے کے علاوہ وہ ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے بلکہ انہوں نے مصر اور شام میں بحث ومباحثہ کا سلسلہ جاری رکھا اور جاہ وعظمت سے تکالیف کو برداشت کیا۔

## رفاعی صوفیہ سے مناظرہ

ابن خلکان ج1، ص171-172 شذرات الذہب ج4، ص 259-260



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



البدایۃ والنہایۃ ج 12، ص 312 میں منقول ہے: الشیخ رفاعی نیک صالح شافعی فقیہ تھے لیکن ان کے پیروؤں میں اچھے اور برے بھی تھے۔ ان کے شیخ منصور بطائحی (ماموں) نے اپنے بھانجے شیخ احمد رفاعی کو اپنی وفات سے پہلے اپنا خلیفہ اور جانشیں مقرر کر دیا تھا۔ مصر وشام اور ہندوستان میں ان کے کئی حلقے قائم ہوئے۔ شیخ احمد رفاعی نے 12 جمادی الاولی 578ھ جمعرات کے دن وفات پائی۔

ان کی وفات پر ایک سو سال بھی نہ گزرے کہ ان کے حلقہ میں دجل وفریب اور دھوکہ پوری طرح سرایت کر گیا۔ ان کے پیروؤں نے اپنے آپ کو ایک مستقل گروہ اور فرقہ بنا لیا۔ دوسروں سے اپنے آپ کو ممیز وممتاز کرنے کے لیے سیاہ رنگ کے کپڑے پہننا شروع کر دیے تھے۔ ہاتھوں اور گلوں میں لوہے کی زنجیریں ڈالے نماز روزہ اور دیگر شرعی احکام سے غافل وبے پروار ہتے تھے۔

عوام کے دلوں میں اپنی ولایت وکرامت کا رعب ڈالنے کے لیے مختلف شعبدے دکھاتے تھے۔ زندہ سانپوں کو نگل جانا۔ دہکتی ہوئی آگ میں کود پڑنا اور بظاہر سامنے کچھ نہ ہوتے ہوئے خون، زعفران، گلاب، شہد وشکر کا پیش کر دینا ان کا عام معمول تھا۔ امراء کو مختلف قسم کی بشارتیں سنا کر ان کا قرب حاصل کیا کرتے تھے۔ ان کی شعبدہ بازیوں کو کرامتیں سمجھ کر لوگ ان کو اولیاء اللہ خیال کرنے لگے تھے۔ ان کو نذریں نیازیں دینے اور مرادیں پوری کرانے کی درخواستیں کیا کرتے تھے۔ عورتوں کی بہت بڑی تعداد ان کی معتقد ہو چکی تھی جو ان سے تعویذ وغیرہ لینے میں کوشاں رہتی تھی۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ ان کے عقائد واعمال کی حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور رفاعی فقیروں کو بلا بلا کر ان کو نصیحت کیا کرتے اور مکروفریب کا جامہ اتار کر شرعی لباس پہننے کی تلقین کرتے تھے۔ سچی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نیت والے تو امام رحمۃ اللہ علیہ کی بات مان لیتے اور شرعی احکام کی بجا آوری میں لگ جاتے۔ لیکن جن کے دلوں میں کھوٹ ہوتا وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آتے۔

ایک مرتبہ رفاعی فقیر نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو آگ میں کود کر حق اور باطل میں فرق کرنے کی مجمع عام میں دعوت دی۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت کو قبول کرتے ہوئے یہ شرط عائد کردی کہ کودنے سے پہلے گرم پانی سے بدن کو خوب مل کر نہانا ہوگا۔ رفاعی فقیر نے شرط قبول کرنے سے انکار کردیا کیونکہ جو دوائیں یا کیمیکل اس نے جسم پر لگا رکھے تھے وہ دھل جاتے۔

رفاعی فقیروں نے مشہور کر رکھا تھا کہ ان کا لباس اللہ کے رازوں میں سے ایک راز اور اس کی خاص نشانی ہے۔ ایک دن شیخ صالح احمد منبعی اور اس کے پیرو مخصوص لباس پہنے اور گلے میں زنجیریں ڈالے دمشق کی جامع مسجد میں آ گئے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ کسی مخصوص لباس کو اختیار کر لینا بدعت و گمراہی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مشروع نہیں کیا اور نہ سلف صالحین اور مشائخ مسلمین اس کو مشروع سمجھتے ہیں۔ اس کو اللہ کی بندگی اور قرب کا ذریعہ سمجھنا کسی حال میں جائز نہیں۔ امام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کا حوالہ دیا کہ کسی شخص کو لوہے کی انگوٹھی پہنے دیکھ کر آپ نے فرمایا: کیا بات ہے میں تیرے بدن پر دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دوزخیوں کی گردنوں میں زنجیریں ہوں گی۔ ان سے مشابہت کرنا بہت مکروہ ہے۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا: تنبیہ کے باوجود بدعتوں پر جما رہنے والا سزا کا مستحق ہے کیونکہ غیر شرعی امور کو شرعی قرار دے لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے منہ موڑنے کے مترادف ہے۔ اس پر علماء امت کا اتفاق ہے کہ غیر شرعی امور سے خدا کا قرب حاصل نہیں ہوتا اور نہ ان کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے اور ان کا کرنے والا اللہ کا دوست و محبوب نہیں ہو سکتا۔



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



8 جمادی الاولی 705ھ جمعہ کے دن جب چند رفاعی فقیر اپنے مخصوص لباس میں کڑوں اور زنجیروں کے ساتھ جامع مسجد میں داخل ہوئے تو امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فقیر کے گلے سے زنجیر اتروادی۔ جس کی وجہ سے غضبناک ہو کر فقیروں نے ہنگامہ برپا کر دیا اور گروہوں کی صورت میں مسجد میں آکر مجذوبانہ حرکتیں کرنی شروع کر دیں۔

امام رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کی نماز کے بعد ان کے شیخ کو جب شریعت اسلامیہ کی روشنی میں گفتگو کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے مسجد سے نکل کر ایسا انداز اختیار کیا گویا کہ ان پر بہت ظلم ہوا ہے اور ظالم ان کی بددعاؤں سے بچ نہیں سکتے۔ توہم پرست لوگ ان سے بہت خوفزدہ ہوئے۔

امیر افرم کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اس نے رفاعی شیخ کو بلا کر حقیقت سے آگاہ ہونا چاہا تو رفاعی شیخ نے حاضر ہو کر جھوٹ اور مبالغے سے کام لیتے ہوئے کہا کہ ان پر بہت ظلم ہوا ہے۔

امیر افرم چونکہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے تاتاری اور گمراہ فرقوں کے خلاف لڑائیوں میں اچھی طرح واقف ہو چکا تھا۔ لہٰذا اس نے رفاعی شیخ سے پوچھا: آیا ابن تیمیہ اپنی رائے سے زنجیروں کے ڈالنے سے منع کرتے ہیں یا وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سناتے ہیں۔ رفاعی شیخ نے کہا: وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سناتے ہیں۔ امیر افرم نے کہا تو اس صورت میں ان سے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

رفاعی شیخ نے امیر افرم سے کہا۔ ابن تیمیہ سے کہیں کہ ہمارے چند مخصوص مقامات اور احوال ہیں۔ اس لیے وہ ہمارے معاملات میں دخل نہ دیں۔

امیر افرم نے کہا تو پھر ہم ان کو بھی بلا لیتے ہیں۔ سب کے سامنے تم دونوں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرو۔ رفاعی شیخ نے امیر سے کہا۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حمایت کریں۔ امیر نے جواب دیا۔ یہ نہیں ہوسکتا، جس کے ساتھ حق ہوگا ہم اس کی حمایت کریں گے۔ رفاعی شیخ نے کوشش کی کہ اس کے سامنے ابن تیمیہ کو نہ بلایا جائے۔ تا کہ بالمشافہ گفتگو سے بچتے ہوئے امیر موصوف کو اپنے عقائد و خیالات کا قائل بنا لے۔ لیکن امیر افرم نے اپنا فیصلہ سنا دیا کہ کل ان باتوں کا فیصلہ دارالعدل میں ہوگا۔ چنانچہ اس نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی طلب کرلیا۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان

صوفیہ سے مناظرے کا بیان مجموع فتاوی احمد بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ج11، ص445 سے 475 تک پھیلا ہوا ہے۔ ان کا اپنا کہنا ہے کہ جب مجھے حالات سے آگاہی ہوئی تو میرے دل میں یقین پیدا ہوگیا کہ شاید کوئی عجیب و غریب واقعہ ہونے والا ہے۔ جس کے ذریعہ اللہ اپنے دین کو ظاہر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور زمین میں پھیلی ہوئی بدعتوں اور منافقوں کے حالات آشکارا کرنا چاہتا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ رفاعی فقیروں پر کسی قسم کی زیادتی ہو۔ میں تو نہایت نرمی سے ان کو راہ راست پر لانے کا خواہشمند تھا۔ لہٰذا میں نے رفاعی کو پیغام بھیج دیا کہ کل اگر مجھے دارالعدل میں حاضر ہونا پڑا تو اس کا وبال تم پر ہی ہوگا۔ لعن طعن کا نشانہ تم ہی بنو گے۔ کیونکہ اہل ایمان کے تیروں کا جو جواب دینے کی کوشش کرتا ہے وہ ہمیشہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔

چنانچہ ہمارے آدمی نے واپس آکر اطلاع دی کہ رفاعی فقیروں نے آپس میں مشورہ کیا اور اپنے ان شیوخ سے بھی رائے لی جو اسرار الٰہی کے عارف سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ شریعت محمدیہ میں جو حکم دیا گیا ہے اس کی پیروی کرو اور ان بدعات کو ترک کردو جن کے چھوڑنے کا تم سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ ان کے ایک مشہور شیخ نے یہاں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تک کہہ دیا کہ تمہاری کرامتیں تاتاریوں کے ہاں تو چل سکتی ہیں لیکن شریعت محمدیہ کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ لہٰذا فقیروں نے کڑے اور زنجیریں اتارنے اور شریعت کا اتباع کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ مجھے کل دارالعدل میں ضرور حاضر ہونا پڑے گا تو رات کو میں نے استخارہ کرتے ہوئے اللہ سے مدد چاہی اور میں نے وہ فیصلہ کر لیا جو ایسے وقتوں میں اللہ کے برگزیدہ بندے کرتے ہیں۔ میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اگر مجھے بھی آگ میں کودنا پڑے تو میں کود جاؤں گا اور وہ آگ ملتِ خلیل کا اتباع کرنے والوں پر ضرور ٹھنڈی ہو جائے گی اور ان لوگوں کو جلا کر راکھ بنا دے گی جو اس راہ سے منہ موڑتے ہیں۔

امام الحنفاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دشمن صابئین کے کچھ خاندان اب بھی بطائح میں آباد ہیں۔ ان کے ساتھ بعض نصرانی خاندان بھی رہتے ہیں۔ گمراہ عابدوں اور زاہدوں کی ان سے رشتہ داریاں بھی ہیں۔ اہل علم کو معلوم ہے کہ قرامطہ، باطنیہ نصیریہ اور اسماعیلیہ شرک اور انکار حق میں صابی فلسفیوں سے پوری مشابہت رکھتے ہیں۔ صابئین کا ایک بڑا شرک یہ ہے کہ وہ انسانوں کے مرتبے بڑھانے میں بہت غلو کرتے ہیں اور شریعت سے الگ ہو کر نئی نئی عبادتیں ایجاد کرتے ہیں۔ اس شرک میں سے اپنے اپنے مزاج کے مطابق ہمارے اتحادی، عابدوں، زاہدوں کو بھی بہت بڑا حصہ ملا ہوا ہے۔

ہفتہ کے دن امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھ کسی کو لے جانا نہیں چاہتے تھے۔ تاکہ کسی کو یہ تاثر نہ ملے کہ وہ اپنی حمایت کے لیے اپنے شاگردوں اور معتمدوں کو ساتھ لے آئے ہیں۔ لیکن ساتھیوں اور شاگردوں کو بحث سننے کا مشتاق پایا تو ساتھ چلنے کی اجازت



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دے دی۔

رفاعی فقیروں نے بہت کوشش کی کہ مناظرہ سے بچا جائے۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے برمحل شرعی دلائل کا وہ جواب نہیں دے سکیں گے۔ لہٰذا انہوں نے ایسے امیروں سے رابطہ کیا جو ان کے بڑے معتمد تھے کہ ہمارا ایک خاص طریقہ کار ہے جس کو پوری دنیا میں کوئی عالم نہیں جانتا۔ ہمارا شیخ درحقیقت خلیفۃ المشائخ کا مرتبہ رکھتا ہے اور دنیا کے تمام لوگوں پر اس کو فضیلت حاصل ہے۔ جو لوگ ہمارے طریقوں کا انکار کرتے ہیں وہ ظاہر پرست ہونے کی وجہ سے راز اور حقیقت کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہمارا اور اہل ظاہر کا طریقہ ایک دوسرے سے بالکل الگ ہے۔ اس لیے شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو ہمارے طریقہ کار کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔

رفاعی فقراء کے حمایتی امیروں نے امیر دمشق افرم سے مناظرہ نہ کرانے کے لیے جب گفتگو کی تو اس نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا۔ حق کو پانے کے لیے مناظرہ بے حد ضروری ہے۔ اس نے شہر کے رؤساء، قضاۃ، علماء، فقہاء اور کاتبوں کو مناظرہ سننے کی دعوت دے رکھی تھی اور عام لوگ بھی بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ امیر افرم نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف آدمی بھیجا تو اس نے آ کر اطلاع دی کہ دارالعدل آنے کے لیے وہ گھر سے روانہ ہو چکے ہیں۔

امام رحمتہ اللہ علیہ جب دارالعدل پہنچے تو امیر افرم ان کو اپنی مجلس خاص میں لے گیا اور رفاعی فقیروں کی جو شکایات تھیں ان سے آگاہ کرتے ہوئے پوچھا۔ کیا آپ نے ان کو آگ میں کودنے اور آگ میں تپائی ہوئی زنجیریں گلوں میں ڈالنے کو کہا تھا۔ امام موصوف نے جواب دیا۔ یہ بہت بڑی تہمت ہے۔ نہ میں نے کسی سے اس کا مطالبہ کیا اور نہ ان کے لیے ایسا کہنا جائز تھا۔ یہ بدعتی لوگ جھوٹے ہیں اور انہوں نے دین اور دنیا کو اتنا بگاڑ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دیا ہے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔لوہے کی زنجیروں کو گلوں میں ڈالنا یہ عبادت تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ شریعت کی رو سے جائز نہیں۔ ہم نے ان کو انہی بدعتوں سے منع کیا تھا اور شریعت کی پابندی کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے ان کو مختلف احادیث سنائی تھیں۔
امام رحمۃ اللہ علیہ نے امیر کو ان کی طریقت اور ان کی کرامات کی حقیقت سے آگاہ کیا۔انہوں نے امیر کو اپنے استخارے اور آگ میں کود جانے کے عزم کے بارے میں بتاتے ہوئے جب گرم پانی اور سرکہ سے نہانے کی شرط کا ذکر کیا تو اس نے اس کی وجہ پوچھی۔امام رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا: یہ لوگ مینڈک کی چربی، نارنج کا اندرونی چھلکا اور طلق کے پتھر پیس کر جسموں پر لگا لیتے ہیں جس سے آگ ان پر اثر نہیں کرتی۔خیال رہے کہ امام رحمۃ اللہ علیہ کی یہ اپنی سوچ تھی۔ ہوسکتا ہے کہ اس زمانے کے اور بھی کیمیکل وہ استعمال کرتے ہوں۔ ASBESTOS پاؤڈر ایسی چیز ہے کہ آگ اس پر اثر نہیں کرتی۔ وہ کوئی ایسی ہی چیز استعمال کرتے ہوں گے۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایمانی جذبہ اور توکل علی اللہ

امیر افرم نے تعجب سے پوچھا۔اگر سرکہ اور گرم پانی سے غسل کرنے کے بعد بھی آپ کو آگ میں کودنے کے لیے کہا جائے تو کیا آپ کود پڑیں گے۔امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے اعتماد کے ساتھ کہا۔ہاں۔کیونکہ میں نے اللہ سے استخارہ کیا ہے اور میرے دل میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ ضرورت پڑنے پر میں آگ میں کود جاؤں گا۔اگر میں نے ایسا کیا تو یہ نئی بات نہ ہوگی۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جانشینوں سے بارہا خوارق عادات کا ظہور ہو چکا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ جب یہ لوگ اپنے رموز و اشارات اور خوارق عادت سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو باطل کرنا چاہتے ہیں تو ہم پر



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فرض ہے کہ اس کی حمایت میں اپنی جانوں اور مالوں کی قربانی دینے سے دریغ نہ کریں۔ اللہ ہم کو ضرور اپنی نشانیاں دکھائے گا جن سے ہم ان کے خوارق عادت کا بخوبی مقابلہ کر سکیں گے۔

امام موصوف نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے جادوگروں کے واقعہ سے اپنے عزم کی تائید پیش کی۔ امیر افرم امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کی گفتگو سن کر بہت خوش ہوا اور اس نے ترکی زبان میں ترکی امیروں سے کہا: آج زبردست مقابلہ دیکھو گے۔

## صلح کی کوشش

امیر افرم جب مجلس خاص سے مجلس عام میں آیا تو ہال لوگوں سے بھر چکا تھا۔ عوام و خواص اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ فقرائے رفاعیہ کے شیوخ نے امیر سے درخواست کی کہ بہتر ہوگا اگر معاملے کو یہیں ختم کر دیا جائے۔ امیر افرم نے کہا۔ صلح کی بات حق کے ظہور کے بعد ہو سکتی ہے۔

رفاعی شیخ حاتم نے آگے بڑھ کر صلح والی بات کو آگے بڑھایا کہ ہم سے جو برائیاں سرزد ہوئیں۔ ہم ان کی معافی مانگتے ہیں اور آئندہ کے لیے توبہ کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ زنجیروں کو اتار دیں گے جن کے اتارنے کا ہم سے مطالبہ کیا جاتا ہے اور تمام بدعتوں کو چھوڑ کر شریعت محمدیہ کی اتباع کریں گے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے تائب ہونے پر ان کو بشارت دی کہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول ہوتی ہے اور انہوں نے سورۃ المؤمن اور سورۃ الحجر کے حوالے سے اللہ کا فرمان سنایا۔

﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ (3)﴾

(اللہ) گناہوں کو معاف کرنے اور توبہ قبول کرنے اور سخت عذاب والا ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ(49) وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ(50)﴾

میرے بندوں کو بتادیں۔ بے شک میں بہت ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں اور بے شک میرا عذاب بڑا دردناک عذاب ہے۔

شاید تائب ہونے پر صلح کی بات ہو جاتی لیکن جس رفاعی شیخ نے امیر افرم سے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی شکایت کی تھی وہ اپنی جگہ کھڑا ہوا اور اس نے زنجیریں پہننے کے جواز میں ایک اسرائیلی روایت پیش کردی کہ ایک اسرائیلی زاہد عابد گردن میں لوہے کی زنجیر ڈالے رہتا تھا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمارے لیے یہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ انہوں نے مسند احمد کے حوالے سے جابر بن عبداللہ سے مروی روایت کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کا کوئی صحیفہ دیکھا تو آپ نے فرمایا:

اے ابن الخطاب! کیا تم لوگوں کو تردد اور اضطراب میں ڈالنا چاہتے ہو۔ میں ایک پاکیزہ چمکدار شریعت تمہارے پاس لایا ہوں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر ان کا اتباع کرتے تو تم ضرور گمراہ ہو جاتے۔

ابوداؤد کی مرسل روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی صحابی کے ہاتھ میں اہل کتاب کی کوئی مذہبی کتاب دیکھی تو آپ نے فرمایا: کسی قوم کی گمراہی کے لیے اتنا ہی کافی ہے: کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہوئی کتاب کو چھوڑ کر دوسرے نبیوں پر اتری ہوئی کتابوں کا اتباع کرلے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر سورۃ العنکبوت میں فرمایا:

﴿اَوَ لَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ(51)﴾



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیا ان کو کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

اس لیے ہمارے لیے جائز نہیں کہ جو باتیں ہماری شریعت کے خلاف ہیں ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طریقوں کا ہم اتباع کریں۔ حالانکہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ طریقے اللہ کی طرف سے ان پر نازل ہوئے۔ ہمیں تو اسی شریعت کا اتباع کرنا ہے جو ہمارے نبی ﷺ پر نازل ہوئی۔ کیونکہ سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا(48)﴾

پس آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کیا کریں کہ جو اللہ نے نازل فرمایا اور ان کی خواہشات کی پیروی اس حق کو چھوڑ کر نہ کریں جو آپ کے پاس آ گیا۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک شریعت اور طریقہ بنا دیا۔

جب موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کی پیروی ہمارے لیے جائز نہیں تو بنی اسرائیل کے عابدوں کی پیروی کیونکر جائز ہو گی اور وہ بھی ایک ایسی حکایت کی بنا پر کہ جس کی صحت کا ہمیں علم نہیں۔ ہمیں بنی اسرائیل کے عابدوں سے کیا تعلق۔ سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَ لَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(141)﴾

وہ ایک امت تھی جو گزر گئی۔ اس کے لیے وہ ہے جو اس نے کمایا اور تمہارے لیے وہ ہو گا جو تم نے کمایا اور تم سے اس کا سوال نہیں ہو گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

امام صاحب نے رفاعی شیخ سے کہا: تمہارے پاس قرآن اور صحیح حدیث سے کوئی ثبوت ہے تو لاؤ۔ رفاعی نے گھبرا کر کہہ دیا: ہم شافعی ہیں۔ اس لیے ہماری درخواست ہے کہ شافعی علماء کو جمع کر کے ان سے فتویٰ لیا جائے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امام موصوف نے فوراً گرفت کرتے ہوئے کہا: یہ کوئی ضروری نہیں۔ بلکہ مسلمان علماء میں سے کوئی بھی اس کو جائز قرار نہیں دیتا۔ ہر مسلک کا عالم دوسرے انبیاء علیہم السلام کے زمانے کی شریعت محمدیہ کیخلاف عبادتوں کو بدعت کہتا ہے اور اس سے منع کرتا ہے۔ یہاں شافعیوں کے مفتی کمال الدین زملکانی بیٹھے ہوئے ہیں۔ [امام رحمۃ اللہ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔] اے کمال الدین! اس بارے تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: یہ بدعت ہے غیر مستحب ہی نہیں بلکہ مکروہ ہے۔

رفاعی شیخ نے زنجیروں کو گلے میں ڈالنے کے جواز میں ایک فتوی بھی پیش کر دیا اور ان چند باطنی امور و اعمال کا ذکر بھی کیا جو اہل ظاہر سمجھ نہیں سکتے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مجلس پر واضح کر دیا کہ شریعت محمدیہ کے کھلے نصوص کے سامنے کسی کے فتوی کی کوئی حیثیت نہیں اور نہ کسی کے لیے جائز ہے کہ کتاب و سنت سے باہر قدم نکالے۔ رہی بات باطنی امور و اعمال کی تو اس بارے معلوم ہونا چاہیے کہ ظاہر و باطن، شریعت و طریقت اور حقیقت و مجاز سب کچھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹایا جائے گا۔ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کتاب و سنت سے روگردانی کرے۔ خواہ وہ مشائخ ہوں یا فقراء یا امراء ہوں یا علماء و قضاۃ بلکہ ساری مخلوق پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واجب ہے۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا چیلنج

رفاعی شیخ نے جب کہا: ہماری چند خصوصیات ایسی ہیں جو کسی کو نصیب نہیں ہوئیں۔ ان کی وجہ سے ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دینا چاہیے اور یہ کہہ کر اس نے آگ وغیرہ کی کرامتوں کو گنانا شروع کر دیا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امام رحمۃ اللہ علیہ انتہائی غصے کی حالت میں اٹھے اور بلند آواز سے کہا: میں یورپ سے لے کر پچھم تک ہر ایک احمدی رفاعی فقیر و شیخ کو چیلنج کرتا ہوں کہ آگ کے اندر جو وہ دکھائے گا۔ میں بھی ویسا ہی کروں گا۔ ہم میں سے جو جل جائے گا اس پر اللہ کی لعنت ہوگی اور وہ مغلوب سمجھا جائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم دونوں سرکہ اور گرم پانی سے خوب جسم مل کر نہائیں گے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے جسموں پر مینڈک کی چربی، نارنج کا اندرونی چھلکا اور طلق پتھر پیس کر لگاتے ہیں جس کی وجہ سے آگ ان پر اثر نہیں کرتی۔

رفاعی شیخ نے کہا۔ اچھا آؤ۔ ہم اور تم بدن پر گندھک کا لیپ کر کے ٹاٹ لپیٹ کر آگ میں کودتے ہیں۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ اچھا یہی سہی۔ انہوں نے رفاعی شیخ کو اس کی جگہ سے اٹھایا، اس کا کرتہ اتروایا اور کہا آؤ پہلے گرم پانی سے غسل کر لیں۔

رفاعی شیخ نے آواز لگائی: کوئی ہے لکڑیوں کا گٹھا لے آئے۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ سب بے فائدہ اور وقت ضائع کرنے والی باتیں ہیں۔ آزمائش کے لیے گٹھے کی نہیں بلکہ چراغ کی چھوٹی سی بتی ہی کافی ہے۔ چلو۔ ہم اور تم دونوں چراغ کے شعلے پر اپنی انگلیاں رکھ دیتے ہیں۔ جس کی انگلی جل جائے گی وہ مغلوب ہوگا اور اللہ کی اس پر لعنت ہوگی۔ اس فوری گرفت پر وہ سخت پریشان ہوا اور اس کا رنگ پیلا ہو گیا اور خوف اس کے چہرہ پر نمایاں ہو گیا۔

## کرامتیں نہیں بلکہ اتباع شریعت اصل بات ہے

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا کہ رفاعی شیخ مغلوب ہو گیا ہے تو انہوں نے حقیقی مسلم کی پہچان کو واضح کرنے کے لیے کہا: اگر غسل کرنے کے بعد آگ میں داخل ہو کر تم صحیح سلامت باہر نکل آؤ اور ہوا میں اڑنے لگو یا پانی پر چلنے لگو، یا اور بھی کرامتیں دکھاؤ تو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



25833

بھی شرع کے خلاف تمہارے دعوؤں کی دلیل نہیں ہوسکتی اور نہ تم ان کی وجہ سے شریعت محمدیہ کو باطل کرسکتے ہو۔ کیونکہ دجال کے متعلق صحیح احادیث میں مروی ہے: وہ آسمان سے کہے گا: پانی برسا تو پانی برسے گا۔ وہ زمین کو حکم دے گا: پودے اگا۔ زمین پودے اُگائے گی۔ ویرانوں سے کہے گا: اپنے خزانے اُگل دو، وہ خزانے اگل دیں گے۔ وہ ایک آدمی کو قتل کر کے کہے گا: زندہ ہو تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ اس کے باوجود وہ دجال ہے۔ جھوٹا اور ملعون ہے اور اللہ کی اس پر لعنت ہوگی۔

ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ کا قول ہے۔ اگر تم کسی آدمی کو ہوا میں اڑتا ہوا یا پانی پر چلتا ہوا دیکھو تو اس سے ہرگز دھوکا نہ کھانا۔ تاوقتیکہ جان نہ لو کہ وہ امر و نواہی اور شریعت کا پابند ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے دلائل اور ان کے چیلنج سے رفاعی شیخ لاجواب و مغلوب ہو گیا تو اس نے امیر افرم سے صلح کی درخواست کردی۔ جبکہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر جوش انداز میں احمدیہ رفاعیہ فقراء کو آگ کی کرامتیں دکھانے کا مطالبہ کیے جا رہے تھے۔ عوام کے مجمع میں سے کسی نے سورۃ اعراف کی یہ آیت باآواز بلند پڑھ دی:

﴿فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ(118) فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ(119)﴾

حق سچ ہو گیا اور جو وہ کرتے تھے وہ ناکام ہو گیا۔ وہ وہیں مغلوب ہوئے اور ذلیل ہو کر لوٹے۔

## کتاب وسنت کے اتباع کا اقرار

مناظرے میں موجود رؤساء، امراء، علماء اور عام لوگوں کے سامنے احمدی رفاعی فقیروں کے مکروفریب کا پردہ چاک ہو گیا تو امیر افرم اور دمشق پر مقرر ہونے والے نئے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حاجب بہادر منصوری نے آپس میں کچھ مشورہ کرنے کے بعد امیر نے امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ چونکہ یہ لوگ اپنے اونچے دعووں کو ثابت نہیں کر پائے۔ لہٰذا اب ان سے کس چیز کا مطالبہ کیا جائے۔

امام موصوف نے جواب دیا۔ یہ لوگ اس بات کا اقرار کریں کہ آئندہ کتاب وسنت کا وہ ٹھیک ٹھیک اتباع کریں گے اور اپنے مشائخ کی روشنی کو چھوڑ کر شریعت کو اپنی مشعل راہ بنائیں گے اور ان پر واضح کر دیا جائے کہ آئندہ انہوں نے کتاب وسنت سے روگردانی کی تو ان کو سزا کا مستحق سمجھا جائے گا۔

رفاعی شیخ نے کہا: ہم اپنے اوپر کتاب وسنت کی پیروی لازم کرتے ہیں اور زنجیروں کو اپنی گردنوں سے ابھی اتارے دیتے ہیں۔ زنجیروں کے علاوہ کسی اور بات پر اعتراض ہو تو وہ بھی ہمیں بتا دیا جائے۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت سے کہا۔ ان کو کتاب وسنت کے واجبی احکام کا پابند کیا جائے۔ انکار کرنے پر ان کی گردن اڑا دی جائے۔

یہ لوگ نمازوں میں چیختے چلاتے ہیں۔ کل ہی کی بات ہے۔ جمعہ کی نماز میں ایک رفاعی فقیر یَا سَیِّدِی اَحْمَد شَیْئاً لِلّٰہ. اے میرے آقا احمد! اللہ کے لیے مجھے کچھ دو۔ کا ورد کر رہا تھا حالانکہ ہر نمازی اپنی نماز میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی ''ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں'' کا اقرار کرتا ہے۔

نماز میں غیر اللہ کو پکارنا، نماز کو نہ صرف باطل کرتا ہے بلکہ شرک وکفر ہے۔ ان میں وہ بھی ہیں جو اَنَا عَلیٰ بَطْنِ امْرَاَۃِ الْاِمَامِ میں امام کی بیوی کے پیٹ پر ہوں، کا ورد کرتے ہیں۔

رفاعی شیخ نے کہا: یہ اقوال وافعال ہم سے حال اور وجد میں اضطراری طور پر سرزد ہوتے ہیں۔ جس طرح چھینک کو روکنا انسان کے بس میں نہیں ہوتا اسی طرح وجد وحال



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں ایسے اقوال وافعال کا روکنا ہمارے اختیار میں نہیں ہوتا۔

امام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: چھینک تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور یہ اقوال وافعال خبیثہ شیطان کی طرف سے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان سے منع فرمایا ہے اور جن باتوں اور کاموں سے انہوں نے روکا ہے وہ کبھی محبوب نہیں ہو سکتے۔

رفاعی شیخ نے سوال کیا: اس اضطراری وجد وحال کو کس طرح روکا جا سکتا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً جواب دیا: شرعی کوڑوں سے۔ امیر افرم اس جواب پر خوب ہنسے۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے بات کو آگے بڑھایا۔ اگر شرعی کوڑوں سے کام نہ چلے تو محمدی تلواروں کو حرکت میں لایا جائے۔ پھر انہوں نے امیر افرم کے ہاتھ سے تلوار لے کر اس کو بلند کرتے ہوئے کہا۔ امیر افرم رسول اللہ ﷺ کے نائب اور ان کے ادنیٰ غلام ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار ہے۔ پس جو بھی کتاب وسنت سے منہ موڑے گا ہم اس کو اسی تلوار سے فنا کر دیں گے۔

رفاعی شیخ نے طنزیہ طور پر کہا: یہود ونصاریٰ پر جو تلوار نہیں چلتی وہ ہمارے خلاف چلے گی۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی کہ یہود ونصاریٰ جزیہ دیتے ہیں اور اپنے مذہب کو ظاہر نہیں کرتے جبکہ بدعتی اپنے مذہب کو پھیلاتے ہیں۔ اسلام میں تین طرح کے فرقے ہیں: مسلمان یا ذمی یا مشرک ومرتد وزندیق۔ ان میں پہلے دو تو از روئے شریعت محفوظ و مامون ہیں، جبکہ تیسرے مامون ومحفوظ نہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بدعت کو معصیت سے بدتر ثابت کرتے ہوئے امام سفیان ثوری کے ایک قول کا حوالہ دیا کہ ابلیس کو معصیت سے زیادہ بدعت محبوب ہے۔ کیونکہ انسان معصیت سے کبھی نہ کبھی توبہ کر لیتا ہے مگر بدعت کو شرعی فعل سمجھ کر اس سے کبھی توبہ نہیں کرتا۔ بلکہ اس کو ثواب کا کام سمجھتے ہوئے اس کے کرنے میں لگا رہتا ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رفاعی شیخ نے کہا: ہم تو لوگوں سے چوری اور زنا سے توبہ کراتے ہیں۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ تمہارے توبہ کرانے سے پہلے وہ اچھی حالت میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ توبہ سے پہلے وہ فاسق فاجر ہوتے ہیں۔ اپنے کاموں کو حرام سمجھتے ہیں اور اللہ کی رحمت کے امیدوار ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی توبہ بھی کرتے ہیں یا توبہ کرنے کی نیت رکھتے ہیں۔ مگر تمہارے توبہ کرانے سے وہ اپنی ذات کو گناہوں سے پاک صاف سمجھتے ہوئے خیال کرتے ہیں کہ شیخ احمد رفاعی کی برکت سے گناہوں کے مرتکب ہونے کے اب مجاز ہو گئے ہیں اور مرتے دم تک ان کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے امیر افرم سے مخاطب ہو کر کہا: میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ معصیت کے برعکس بدعت قتل کی مستوجب ہوتی ہے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب سے صحیح بخاری: کتاب الحدود میں مروی حدیث کا حوالہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص تھا۔ جس کا نام حمار تھا۔ وہ اپنی ظرافت اور خوش طبعی سے آپ کو ہنسایا کرتا تھا۔ لیکن اکثر شراب پیتا تھا۔ اس جرم پر اس کو کئی مرتبہ سزا ملی۔ ایک مرتبہ پھر جو گرفتار ہو کر آیا تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تم پر اللہ کی لعنت ہو۔ کتنی مرتبہ گرفتار ہو کر آتا ہے اور سزا پاتا ہے پھر بھی شراب نہیں چھوڑتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر لعنت نہ بھیجو، یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ گناہگار مسلمان لعنت کا بھی مستحق نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ اس کو قتل کیا جائے۔

دوسری حدیث امام رحمۃ اللہ علیہ نے وہ بیان کی جو صحیحین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید الخدری سے مروی ہے: ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ ایک شخص آیا جس کی پیشانی اٹھی ہوئی تھی۔ داڑھی گنجان تھی۔ سر گھٹا ہوا تھا اور اس کے دونوں ابروؤں کے درمیان سجدوں کا نشان تھا۔ اس نے مال غنیمت کی تقسیم کے بارے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا: عنقریب اس شخص کی نسل سے ایک ایسی قوم پیدا ہو گی کہ جس کی نمازوں، قرأتوں اور روزوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں، قرأتوں اور روزوں کو پیچھے سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے مگر اس کا اثر ان کے حلق سے آگے نہیں جائے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائے گی جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اگر میں ان کو پاؤں تو قوم عاد کی طرح اس کو قتل کروں گا۔

ایک دوسری روایت کے مطابق جو لوگ ان سے جنگ کریں گے۔ وہ جان لیں کہ محمد ﷺ کی زبان سے ان کے لیے کیا بدلہ مقرر ہوا ہے تو وہ عمل کرنا چھوڑ دیں۔

اور تیسری روایت کے مطابق آسمان کے گنبد کے نیچے سب سے برا قتل انہی کا ہو گا اور بہتر ان کا ہو گا جنہوں نے ان کو قتل کیا ہو گا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ ذرا غور کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی کثرتِ عبادت اور ان کے زہد و تقوی کے باوجود ان کو قتل کر دینے کی تاکید کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم نے آپ کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ کیونکہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کی سنت اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کی حدود سے تجاوز کر گئے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ شرک کے سوا بندے کا دوسرے گناہوں میں مبتلا ہونا بدعت میں مبتلا ہونے سے بہتر ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ زنا کار، ڈاکو اور شرابی سے بدعتی بدتر ہوتا ہے۔

رفاعی شیخ نے جب یہ گفتگو سنی تو اس نے کہا۔ جناب! رفاعیوں کی شان میں گستاخی نہ کریں۔ اس پر امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بہت برہم ہوئے اور کہا تمہاری شان وان کیا ہے۔ اصل شان تو اللہ جل شانہ کی شان ہے جس کی تم لوگوں نے مخالفت کی۔ تم لوگ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے دین کو باطل کرنا چاہتے ہو۔ رفاعی شیخ نے کہا۔ جناب! پھر اس کا نتیجہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ ہوگا کہ فقراء اپنے دل کی آگ سے تم کو جلا کر راکھ بنا دیں گے۔

امام موصوف نے جواب دیا: جس طرح رافضیوں نے مجھے جلا دیا تھا۔ جس وقت ان سے لڑائی لڑی تو لوگوں نے مجھے خوف دلایا تھا کہ ان کے اللہ کے نزدیک اسرار ہیں۔ جن سے کام لے کر وہ سب کو تباہ کر دیں گے۔ ان زعم باطل کے برخلاف اللہ تعالیٰ نے ہم کو جبل کسروان کی لڑائی میں کامیابی عطا فرمائی۔ جس کو یہ تمام لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔ پھر امام رحمۃ اللہ علیہ نے تیز و تند لہجے میں کہا۔ جھوٹو اور رفض کے حامیو! میں تمہاری ہر کرامت کا منکر ہوں۔ پھر انہوں نے سورۃ ھود کی یہ آیت پڑھی:

﴿مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ (55)﴾

تم سب مل کر جو تدبیر کرنی ہے کرو پھر مجھے مہلت نہ دینا۔

جب تمام رفاعیہ جواب دینے سے عاجز آ گئے اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے شبہات کو دور کر دیا تو انہوں نے پھر صلح کی درخواست کر دی۔ چنانچہ ان سے توبہ کرا کر ان پر واضح کر دیا گیا کہ جو بدعتوں کا مرتکب ہوگا وہ قتل کر دیا جائے گا۔ امیر افرم نے بھی اپنی تقریر میں امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کی تائید کرتے ہوئے رفاعیوں کو بدعات سے باز رہنے اور شریعت محمدیہ کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کی۔

## حاسدوں کے حسد میں تیزی

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی سرکاری عہدہ نہ تھا اور نہ حکومت سے کوئی مالی معاونت وصول کرتے تھے بلکہ اللہ کے دین کو ہر قسم کی آلائش سے پاک کرنے اور اسلام کی سربلندی ان کی زندگی کا مقصود و مطلوب تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص فضل و کرم یہ تھا کہ جب مشکل گھڑی میں امراء و علماء اور قضاۃ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مرتکب ہوتے اور عوام کا ساتھ دینے کی بجائے اپنی جانوں اور اہل و عیال کو بچانے کی خاطر محفوظ مقامات یا قلعوں میں منتقل ہو جاتے تو دشمن سے ٹکرانے کے لیے امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ نہ صرف خود تلوار لے کر میدان میں آجاتے بلکہ حکمرانوں کو اپنا فرض پورا کرنے کی تلقین کرتے۔ عوام الناس کو حوصلہ اور تسلی دیتے۔ افراتفری کے دور میں اعلیٰ پایے کا منتظم ہونے کا ثبوت دیتے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ بنیادی طور پر ایک عظیم علمی شخصیت تھے۔ قرآن و سنت، فقہ و اصول، فلسفہ و منطق، تاریخ و علم الرجال اور ان کے زمانے میں جو مروجہ علوم اور عقائد پائے جاتے تھے۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بے مثال عبور سے نواز رکھا تھا۔ اس لیے بحث و مباحثہ میں وہ اپنے مدمقابل پر غالب آجاتے تھے۔ رفاعی فقراء کے تائب ہونے اور تاتاریوں کی مدد کرنے والے رافضی گروہوں کو راہ راست پر لانے کی وجہ سے ان کی بڑی شہرت ہوگئی تھی۔ حکمرانوں اور عوام نے تاتاریوں کے خلاف ان کے مجاہدانہ جذبہ کا خود مشاہدہ کیا تھا۔ لہٰذا کسی حکومتی عہدہ کے بغیر ہی وہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے تھے اور لوگ ان کی بات سنتے تھے۔ انہوں نے دمشق کو بہت سی برائیوں سے پاک کر دیا تھا۔ شرک و بدعات اور خرافات ان کی وجہ سے دم توڑ رہی تھیں۔ ایسے میں ان کے حاسدوں نے ان کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو روکنے کا منصوبہ بنایا اور حکمرانوں کو ان کے خلاف بڑھکایا۔ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے میں امیر الجاشنکیر کے استاد الشیخ نصر المنبجی اور مالکی قاضی ابن مخلوف نے زبردست کردار ادا کیا۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تین مجالس

ان تینوں مجالس کی تفصیل امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کے اپنے بیان کے مطابق



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مجموع الفتاویٰ ج 3، ص 160 تا 210 اور العقود الدریة ص 206 تا 248 میں موجود ہے۔ عقائد کے سلسلہ میں لکھے گئے انکے رسالہ العقیدۃ الواسطیہ کو موضوع مجلس بنایا گیا۔ اس رسالہ کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی کہ سات سال پہلے شہر واسط کے شافعی قاضی رضی الدین کے اصرار پر انہوں نے اپنے ہاں تاتاریوں کی ظالمانہ حکومت کی وجہ سے مذہب اور علم کے مٹ چکنے اور مسلمانوں کے جہالت کی طرف لوٹنے کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا۔ مسلمان گمراہی کا شکار ہو چکے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ آپ عقائد کے متعلق مختصر سا رسالہ لکھ دیں جو میرے اور میرے خاندان کے کام آئے۔ میں نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ مجھ سے پہلے عقائد کی کسی کتاب کو منتخب کر لیں۔ لیکن انہوں نے اصرار کیا کہ میں وہی عقیدہ اختیار کروں گا جو آپ لکھ کر دیں گے۔ چنانچہ میں نے مجبور ہو کر عصر کی نماز کے بعد ان کے لیے مختصر سا رسالہ لکھ دیا۔ جس کے نسخے مصر اور عراق وغیرہ کے اکثر شہروں میں پھیل گئے۔

البدایة والنہایة ج 14، ص 36-37 میں منقول ہے: 8 رجب 705ھ پیر کے دن سلطنت کے نائب کے محل میں قضاۃ وعلماء حاضر ہوئے اور الشیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ واسطیہ پڑھا گیا۔ اس کے کئی مقامات پر بحث ہوئی اور کئی مقامات کو دوسری مجلس تک مؤخر کر دیا گیا۔ جو 12 رجب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد منعقد ہوئی۔ جس میں شیخ صفی الدین بھی شریک ہوئے اور انہوں نے شیخ ابن تیمیہ سے بہت بحث کی۔ لیکن سمندر کے سامنے ایک چھوٹی سی نہر کی کیا حقیقت ہوتی ہے۔ پھر انہوں نے مناظرے کی ذمہ داری الشیخ کمال الدین بن زملکانی کے حوالے کر دی جو اپنی فضیلت و جودت اور حسن بحث کے باوجود امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ نہ کر سکے۔ جب عقیدہ واسطیہ میں کوئی عیب نہ پایا گیا تو امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ عزت واحترام سے اپنے گھر واپس آ گئے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حافظ ابن کثیر نے اس مجلس کے انعقاد کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر شیخ نصر المنبجی پر اعتراض کرتے اور ان کو ابن عربی کے عقائد کی طرف منسوب کیا کرتے تھے۔ دوسری طرف فقہاء کی ایک جماعت شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت کے ہاں متقدم ہونے، امر بالمعروف اور نھی عن المنکر میں منفرد ہونے، لوگوں کا ان کے مطیع ہونے اوران سے محبت کرنے اوران کے اتباع کرنے اوران کے علم وعمل سے حسد کرتی تھی۔

اتفاق سے سلطنت کا نائب دمشق سے باہر گیا اوراس کی غیر موجودگی میں الشیخ ابن تیمیہ کے اصحاب کی ایک جماعت کو بلا کران کو ملامت کی گئی اور شیخ جمال الدین المزی کو ایک فقیہ کی شکایت پراس لیے قید کر دیا کہ انہوں نے صحیح بخاری کی جہمیہ کے رد میں لکھی گئی فصل پڑھ دی تھی۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب خبر ملی تو ان کو بڑی تکلیف ہوئی اور قید خانے جا کر خود شیخ المزی کو نکال لائے۔ شافعی قاضی ابن صصری امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا دشمن تھا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب نائب سلطنت کے پاس جا کر قاضی کی شکایت کی تو اس نے قسم کھا کر کہہ دیا۔ اگر شیخ المزی قید خانے نہیں بھجوائے جاتے تو میں خود معزول ہو جاتا ہوں۔ چنانچہ قاضی کو راضی کرنے کے لیے شیخ المزی کو قید خانے بھجوادیا لیکن چند روز بعدان کو چھوڑ دیا گیا۔ جب امیر افرم واپس آیا تو امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی غیر موجودگی میں جو ہوا اس سے آگاہ کیا تو وہ بہت افسردہ ہوا اوراس نے اعلان کر دیا کہ عقائد کے بارے میں جو شخص گفتگو کرے گا اس کا خون اور مال حلال ہو جائے۔ اس کا گھر یا دکان قائم نہیں رہے گی۔

7 شعبان کو نائب سلطنت کے محل میں عقیدہ واسطیہ پر تیسری مجلس منعقد ہوئی جس میں مذکورہ عقیدہ پر اتفاق کر لیا گیا۔

مجموع فتاوی میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان ہے: جب پہلی مجلس ہوئی تو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس کے انعقاد کے مقصد سے کوئی مطلع نہیں تھا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو امیر افرم نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ یہ مجلس آپ ہی کی وجہ سے بلائی گئی ہے۔ مصر سے سلطان کا حکم آیا ہے کہ آپ کے عقائد کی جانچ کروں۔ ان خطوط و رسائل کی تحقیق کروں جو آپ نے مصر اور شام کے لوگوں کے نام لکھے ہیں اور جن میں آپ نے اپنے عقائد کے قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس وقت تمام قضاۃ و علماء اور فقہاء آپ سے بحث و مباحثہ کر کے کوئی ایک بات طے کرلیں۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ عقائد کا معاملہ ایسا ہے کہ وہ نہ تو مجھ سے اور نہ مجھ سے کسی بڑے آدمی سے لیے جائیں گے بلکہ وہ صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لینے ہوں گے۔ جس طرح وہ بتائیں وہی ہمارا عقیدہ ہونا چاہیے۔

رہا خطوط و رسائل کا معاملہ تو میں نے اپنی طرف سے کسی کو خطوط و رسائل نہیں بھیجے اور نہ کسی کو اپنے عقائد قبول کرنے کی دعوت دی ہے۔ مصر و شام کے اکثر شہروں سے عقائد کے متعلق میرے پاس خطوط و سوالات آئے تو میں نے کتاب و سنت کی روشنی میں ان کو جوب لکھ بھیجے۔

امیر افرم نے کہا: بہتر ہوگا کہ آپ اپنے عقائد لکھوا دیں۔ یہ کہہ کر اس نے شیخ کمال الدین بن زملکانی کو حکم دیا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جو بیان کریں اس کو قلم بند کرلیں۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے صفات باری تعالیٰ، ایمان و عمل، تقدیر و وعید، امانت اور تفضیل خلفاء راشدین کے متعلق کتاب و سنت اور سلف صالحین کے مطابق مختصر عقیدہ لکھوا دیا۔

اس کے بعد امیر افرم اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا: میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میرے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں اور مجھ پر تہمت لگاتے ہیں۔ انہوں نے پہلے بھی کئی بار جھوٹ کہا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ میرے ایک رسالے میں تحریف و تاویل کر کے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امیر رکن الدین بیبرس جاشنکیر کو دکھایا گیا ہے۔ معلوم نہیں یہ خبر کہاں تک سچ ہے مگر میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ میرے بارے میں قصداً غلط فہمیاں پیدا کی گئی ہیں۔ مجھ پر افتراء اور بہتان باندھے گئے ہیں۔ اگر میں اس وقت اپنی یاد سے اپنے عقائد لکھوا دوں تو غالباً بعض لوگ یہ سمجھیں گے کہ میں نے کمی بیشی کر دی ہے۔ اس لیے میں اس عقیدے کو پیش کرنا چاہتا ہوں جو میں نے شام میں تاتاریوں کی آمد سے سات سال پہلے لکھا تھا۔ یہ کہہ کر انہوں نے ایک خادم کو گھر بھیجا تا کہ وہ **العقیدہ الواسطیۃ** کا رسالہ لے آئے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا: کیسا عبرت کا مقام ہے کہ آج میرے عقائد میں نقائص نکالے جا رہے ہیں اور مجھ کو نشانہ ملامت بنایا جا رہا ہے اور سلطان کے نزدیک مجھ پر طرح طرح کے بہتان لگائے جا رہے ہیں۔ مجھ کو بدعقیدہ، مبتدع اور کیا کچھ کہا جا رہا ہے۔ لیکن مجھے بتایا جائے کہ سخت سے سخت مصیبت کے وقت میں میرے سوا کس نے اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کی۔ منکرین اسلام کے سامنے کس نے اسلامی دلائل و براہین کو واضح کیا۔ اسلام کے دشمنوں سے کس نے لڑائی کی۔ وہ کون تھا جس نے ان لوگوں کے اسلام کو مضبوط کیا جو اسلام کے حلقے سے نکلے جا رہے تھے۔ ایسے وقت میں جبکہ تمام لوگوں کی زبانیں بند تھیں میں نے اپنی آواز بلند کی اور دین اسلام کے دلائل و براہین واضح کیے۔ اس کے باوجود اگر یہ لوگ میرے اسلام میں نقص نکال رہے ہیں تو دوسرے کے بارے میں کیا نہیں کریں گے۔

اگر ایک یہودی سلطان سے انصاف کا طالب ہو تو انصاف کرنا سلطان پر فرض ہو جاتا ہے۔ میں اپنے حقوق کے متعلق کبھی دستبردار ہو جاتا ہوں اور کبھی سلطان سے حقوق کا طالب ہوتا ہوں۔ سلطان کو چاہیے کہ جنہوں نے مجھ پر بہتان لگائے ہیں ان کو جمع کر کے افتراء و بہتان کی تحقیق کرے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امام رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا کہ مخالفوں کے مذاہب کو وہ ان سے بہتر طور پر جانتے ہیں مسلمانوں کا کوئی فرقہ ایسا نہیں جو ان کے عقائد سے کچھ نہ کچھ اختلاف نہ رکھتا ہو۔ لیکن ان کے اختلاف کی بنا پر کسی عقیدے کو غلط قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تاوقتیکہ وہ کتاب وسنت اور سلف صالحین کے بیان کردہ عقائد کے خلاف نہ ہو۔[1]

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جب حاضرین مجلس کے سامنے اپنا رسالہ پڑھنے لگے تو امیر افرم نے شبہات سے بچنے کے لیے کہا۔ بہتر ہے کہ رسالہ شیخ کمال الدین بن الزملکانی پڑھیں اور قابل اعتراض باتوں کا جواب امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ دیتے جائیں۔ چنانچہ العقیدہ الواسطیۃ کی جانچ پڑتال کے لیے دمشق میں سلطنت کے نائب کی صدارت میں 8 رجب، 12 رجب اور 7 شعبان 705ھ کو تین مجالس میں اس وقت کے مشہور ومعروف علماء وفقہا اور قضاۃ کے ہر قسم کے سوالوں اور اعتراضات کے جوابات امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحمل و بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے دلائل سے دیے کہ اعتراض کرنے والے لاجواب ہو گئے۔ بلکہ خود ہی آپس میں الجھ پڑے۔ دمشق میں سلطنت کے نائب نے تینوں مجالس کی کارروائی کی رپورٹ سلطان مصر کو بھیج دی تھی۔

حافظ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایہ ج14، ص37 میں لکھا ہے: اجتمع الجماعۃ علی الرضی بالعقیدہ المذکورۃ، ساری جماعت عقیدہ پر مجتمع اور راضی ہو گئی۔ اسی طرح الامام الحافظ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عبدالھادی کا العقود الدریۃ ص205 میں بیان ہے: وفی یوم الثلاثاء سابع شعبان عُقِد للشیخ تقی الدین مجلس ثالث بالقصر ورضی الجماعۃ بالعقیدۃ اور منگل کے دن 7 شعبان کو شیخ تقی الدین کے لیے تیسری مجلس محل میں منعقد کی گئی اور جماعت عقیدہ پر راضی ہو گئی۔"

البدایۃ والنہایۃ ج14، ص37 اور العقود الدریہ ص206 میں یہ بھی منقول



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ 26 شعبان کو سلطان مصر کا خط دمشق آیا۔ جس میں لکھا ہوا تھا:

اِنَّا کُنَّا رَسَمْنَا بِعَقْدِ مَجْلِسٍ لِلشَّیخ تقی الدین ابن تیمیة وَقَدْ بَلَغَنَا مَا عُقِدَ لَهٗ مِنَّا لُمَجَالِس وَاَنَّهٗ عَلیٰ مَذْهَبِ السَّلَفِ وَ اِنَّمَا اَرَدْنَا بِذٰ لِكَ بَرَاَةَ سَماحَتِهٖ مِمَّا نُسِبَ اِلَیْهِ

ہم نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے لیے مجلس کے انعقاد کا فرمان جاری کیا تھا اور ان کے لیے جو مجالس منعقد ہوئیں ان کی روئیداد ہمیں مل گئی ہے۔ بلاشبہ وہ سلف کے مذہب پر ہیں۔ ہم نے یہ ارادہ اس لیے کیا تھا تا کہ ان کی ان باتوں سے براءت ہو جائے جن کی طرف ان کو منسوب کیا جاتا تھا۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ پر ظلم کی ابتداء

26 شعبان کو سلطان مصر نے اپنے خط میں امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدہ کی سلامتی اور اس کے سلف صالحین کے مذہب کے مطابق ہونے کی گواہی دی لیکن 5 رمضان المبارک والے خط میں ان کو مصر طلب کر لیا۔ اصل میں امیر بیبرس جاشنکیر اگرچہ سلطان کا نائب تھا لیکن سلطان سے زیادہ قوت والا تھا اور اس کا استاذ شیخ نصر المنبجی اس سے جو چاہتا کروا لیتا تھا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے حسد کی آگ نے اس کی عقل پر پردہ ڈال رکھا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ دمشق میں سلطنت کا نائب امیر افرم ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا معتقد ہے۔ ان تین مجالس میں جو کچھ ہوا اس میں امیر کا بھی ہاتھ تھا۔ لہٰذا اس نے امیر جاشنکیر کے ذریعہ سلطان مصر سے وہ فرمان حاصل کر لیا جس میں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو مصر حاضر ہونے کا حکم دے دیا گیا۔ چنانچہ جب امام رحمۃ اللہ علیہ نے مصر جانے کی تیاری کی تو وہاں کے امیر افرم نے ان سے کہا۔ ابھی آپ مصر نہ جائیں مجھے خطرہ ہے کہ وہاں آپ سے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اچھا سلوک نہیں ہوگا۔ میں سلطان سے مراسلت کرتا ہوں، اس کے جواب آنے تک رکے رہیں۔ امام رحمۃ اللہ نے کہا: مصر جانے ہی میں بہتری ہے۔ کیونکہ اصل دشمن تو وہاں ہیں۔ جب ان سے بات ہوگی تو معاملہ اللہ ٹھیک کر دے گا۔ اہل دمشق بھی امام رحمۃ اللہ علیہ کے جانے سے خوش نہ تھے۔ لیکن جب وہ روانہ ہونے پر مصر رہے تو سارا شہر ان کو رخصت کرنے کے لیے باہر آ گیا اور جسورہ تک اللہ کی مخلوق پھیل گئی جو دمشق سے تقریباً 50 کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔ ان میں سے اکثر ان کے جانے سے افسردہ اور غمزدہ تھے۔ جبکہ چند ان کی جانے کی وجہ مسرور تھے۔

22 رمضان 705ھ جمعرات کے دن امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ مصر پہنچے اور جمعہ کی نماز کے بعد مصر کے قلعہ میں حکومت کے اکابر اور قاضیوں کا اجتماع ہوا۔ جس میں مالکی قاضی ابن مخلوف کی عدالت میں ایک شخص الشمس بن عدنان نے شکایت کی کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ اللہ حقیقی طور پر عرش کے اوپر ہے اور اللہ حروف اور آواز کے ساتھ کلام کرتا ہے۔

قاضی نے امام رحمۃ اللہ علیہ کو جواب دینے کا حکم دیا: امام رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دینے سے پہلے اللہ کی حمد وثنا کی تو قاضی نے فوراً ٹوکا کہ جو تم سے سوال کیا گیا ہے اس کا جواب دو۔ تمہیں خطبہ دینے کے لیے یہاں نہیں بلایا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: ہمارے درمیان فیصل کون ہوگا۔ بتایا گیا مالکی قاضی ہوگا۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی سے کہا۔ آپ میرے بارے میں کیسے فیصلہ کرنے کے مجاز ہوں گے۔ جبکہ آپ ہی میرے مدمقابل اور مجھ سے جھگڑا کرنے والے ہیں۔ قاضی اس جواب پر سخت غضبناک ہوا اور اس نے حکم تحریر کر دیا کہ ان کو چند دنوں کے لیے برج والے قید خانے میں قید کر دیا جائے۔ چنانچہ ان کو قاضی ابن مخلوف کے حکم سے قید کر دیا گیا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور عید کی رات اس قید خانے سے الجُبّ قید خانے میں منتقل کر دیا گیا۔ ان کے دو بھائیوں شرف الدین عبداللہ اور زین الدین عبدالرحمٰن کو بھی ان کے ساتھ بند کر دیا گیا۔

ایک خط کے ذریعہ اہل دمشق کو امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کے عقیدہ کی مخالفت کا حکم دے دیا گیا اور شام کے تمام شہروں میں اس کی تشہیر کر دی گئی۔ مصر میں حنابلہ پر تحقیر و تذلیل کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ (البدایة والنہایة ج 14، ص 38۔ العقود الدریہ، ص 350)

28 ذوالحجہ 706ھ کو امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کا الجُبّ قید خانہ سے لکھا ہوا خط دمشق میں سلطنت کے نائب امیر افرم کو ملا۔ اس نے امام رحمۃ اللہ کا شکر گزار ہوتے ہوئے ان کے علم و دیانت اور زہد و شجاعت کی بڑی تعریف کی۔ اس کا کہنا تھا: میں نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ اس نے بتایا: آج کل قید میں وہ صرف اللہ کی طرف متوجہ ہیں اور انہوں نے حکومت کی کسی معاونت کو قبول نہیں کیا، کپڑے وغیرہ جو قیدیوں کو دیے جاتے ہیں۔ انہوں نے لینے سے انکار کر دیا ہے۔ (البدایة والنہایة ج 14، ص 43۔ العقود الدریہ، ص 251)

البدیة والنہایة ج 14، ص 43 کی روایت ہے: 27 ذوالحجہ 706ھ جمعرات کے دن سلطان کے نائب سلار نے امام رحمۃ اللہ کے بھائیوں شرف الدین اور زین الدین دونوں کو قید خانے سے بلوا کر قاضی ابن مخلوف سے مسئلہ عرش اور مسئلہ کلام کے بارے میں مناظرہ کرایا۔ جس میں دلیل، نقل اور معرفت میں وہ قاضی پر غالب آ گئے۔

عید الفطر کے موقع پر امیر سیف الدین سلار نے شافعی، مالکی اور حنفی قاضیوں کے ساتھ فقہاء کی ایک جماعت کو جمع کر کے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کو قید خانے سے نکالنے کی بات کی تو حاضرین میں سے کسی نے شرط عائد کر دی کہ ان کو اپنے عقیدہ سے رجوع کرنے کو کہا جائے۔ اس پر بات کرنے کے لیے امام رحمۃ اللہ کو جب بلایا گیا تو انہوں نے قید خانے سے نکلنے سے انکار کر دیا۔ چھ مرتبہ پیغام رساں ان کے پاس گیا لیکن وہ نہ آئے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور مجلس بغیر کسی فیصلہ کے ختم ہوگئی۔(البدایة والنہایة ج14،ص42)

البدایة والنہایة ج14،ص45-46 میں مروی ہے: 14 صفر 707ھ کے دن قاضی القضاۃ بدرالدین ابن جماعہ نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے قلعہ جبل کے دار الاوحدی میں ملاقات کی اور دونوں کے درمیان طویل گفتگو ہوتی رہی۔ نماز سے پہلے دونوں الگ ہوگئے۔ شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ پختہ ارادہ کیے ہوئے تھے کہ وہ جبل سے باہر نہیں جائیں گے۔ جب 23 ربیع الاول کا جمعہ آیا تو شاہ عرب امیر حسام الدین مہنا بن عیسیٰ خود قید خانے آیا اور اس نے شیخ ابن تیمیہ کو قسم دی کہ وہ قید خانے سے نکل کر امیر سلار کے گھر آئیں۔ امیر سلار کے گھر میں بعض فقہاء نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور ان سے بہت سی بحثیں بھی ہوئیں۔ نماز کے وقفہ کے بعد مغرب تک گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے رات امیر سلار کے گھر میں بسر کی۔

اتوار کے دن سلطان کے حکم سے پھر فقہاء ان کے پاس جمع ہوئے لیکن قاضیوں نے کوئی نہ کوئی عذر پیش کرتے ہوئے مجلس میں شرکت نہ کی۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ شیخ ابن تیمیہ علوم اور ادلّہ میں ان پر حاوی ہیں۔

امیر حسام الدین مہنا چاہتا تھا کہ شیخ ابن تیمیہ دمشق واپس جائیں جبکہ امیر سلار کی خواہش تھی کہ شیخ مصر میں اس کے پاس قیام کریں تا کہ لوگ ان کے علم و فضل کو دیکھیں اور ان سے مستفید و مستفیض ہوں۔

البرزالی کا بیان ہے: اس سال کے شوال کے مہینے میں صوفیہ نے قاہرہ میں شیخ ابن تیمیہ کے خلاف حکومت سے شکایت کی کہ وہ ابن عربی کے بارے میں جو کہتے ہیں وہ درست نہیں۔ معاملہ شافعی قاضی کی طرف لوٹا دیا گیا۔ جس نے مجلس منعقد کی اور ابن عطاء نے شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے ایسی باتیں کہیں کہ جن میں سے کوئی بھی ثابت نہ ہوسکی۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## غیر اللہ سے استغاثہ جائز نہیں

استغاثہ کے متعلق جب بات ہوئی تو شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: استغاثہ صرف اللہ سے کیا جاسکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بمعنی مفہوم نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن آپ کے ذریعہ توسل وسفارش کی جاسکتی ہے۔ آخری حصہ ایسا ہے کہ ان کے شاگرد ابن عبدالھادی سے منقول ہے کہ یہ بات مشہور ہے کہ وہ اس کو بھی جائز نہیں سمجھتے تھے۔

مجموع الفتاوی ج 1، ص 199 میں ''الوسیلۃ'' اور ''التوسل'' پر فصل موجود ہے۔ اس میں انہوں نے اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے واضح کیا ہے کہ اس سے مراد دعا اور شفاعت ہے، ذات نہیں۔ جیسا کہ قحط سالی میں عمر فاروق رضی اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو دعا کے لیے وسیلہ بنایا اور انہوں نے دعا کی۔

ص 202 میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کے بارے میں نقل کیا ہے:

اِنَّهٗ لَا يَجُوزُ وَ نَهَوا حَيثُ قَالُوا : لَا يُسْاَلُ بِمَخْلُوقٍ وَلَايَقُولُ اَحَد : اَسْاَلُكَ بِحَقِّ اَنبِيَآءِ كَ

ذات کو وسیلہ بنانا۔ بے شک جائز نہیں اور انہوں نے اس سے منع کیا کہ مخلوق کے ذریعہ سوال کرے اور کوئی یہ کہے کہ میں تجھ سے تیرے انبیاء علیہم السلام کے حق کے ساتھ سوال کرتا ہوں۔

انہوں نے ایک روایت بھی نقل کی ہے:

قال بشر بن الولید حد ثنا ابو یوسف قال ابو حنیفة: لَا يَنْبَغِي لِاَحَدٍ اَنْ يَدْعُو اللّٰهَ اِلَّا بِهٖ

بشر بن ولید نے کہا: ہم سے امام ابو یوسف نے بیان کیا اور کہا کہ امام ابو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کسی ایک کے لیے مناسب نہیں کہ کسی اور کے واسطے سے اللہ کو پکارے۔ یعنی اللہ کو پکارنے کے لیے اس کو کسی واسطے کی ضرورت نہیں۔

ص 203 پر امام القدوری کے قول کا بھی حوالہ دیا ہے:

اَلْمَسْأَلَةُ بِخَلْقِهٖ لَا تَجُوْزُ لِاَنَّهٗ لَاحَقَّ لِلْخَلْقِ عَلَى الْخَالِقِ فَلَا تَجُوْزُ وِفَاقًا وَّ هٰذَا الَّذِىْ قَالَهٗ اَبُوحَنِيْفَة وَاَصْحَابُهٗ مِنْ اَنَّ اللّٰهَ لَايُسْأَلُ بِمَخْلُوقٍ لَهٗ۔

اللہ کی مخلوق کے ساتھ سوال کرنا جائز نہیں اس لیے کے مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں، اس سے موافقت بھی جائز نہیں۔ یہی بات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب نے کہی ہے کہ اللہ کی مخلوق کے واسطے سے سوال نہ کیا جائے۔

لہٰذا امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب توسل و شفاعت کو جائز ماننے والے الفاظ مشکوک ہیں۔ اسی لیے حافظ ابن کثیر نے ابن عبد الهادی والی وضاحت حاشیہ میں نقل کر دی ہے۔ ہوسکتا ہے صوفیہ کے دباؤ کو کم کرنے اور شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو جان کے خطرہ سے محفوظ کرنے کے لیے ایسا کیا گیا ہو۔ کیونکہ اس کے بعد شیخ ابن تیمیہ کے ساتھ جو کچھ ہوا اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

## رہائی کے بعد پھر قید کیا جانا

قاضی بدر الدین بن جماعہ کو ایک خط پیش کیا گیا کہ وہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے شریعت کے مطابق سلوک کرے۔ قاضی کا کہنا تھا کہ ان جیسے شخص سے جو کہا جاسکتا تھا میں نے کہہ دیا ہے۔ چنانچہ حکومت نے شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو اختیار دیا کہ وہ چند شروط کے ساتھ دمشق یا اسکندریہ چلے جائیں یا قید میں رہیں۔ شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے قید میں رہنے کو ترجیح



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دی۔ لیکن ایک جماعت آپ کے پاس آئی کہ دلوں پر جبر کرتے ہوئے حکومت کی عائد کردہ شروط کی پابندی کر لی جائے۔

لہٰذا 8 شوال کو شیخ ڈاک کے گھوڑے پر سوار ہو کر دمشق کی طرف روانہ ہوئے لیکن دوسرے ہی دن ان کے پیچھے ایلچی بھیج کر ان کو واپس بلا لیا گیا۔ قاضی القضاۃ کے پاس ان کو حاضر کیا گیا جس کے پاس فقہاء کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا گیا کہ حکومت ان کو صرف قید کرنے پر ہی راضی ہے اور اس میں آپ کا ہی مفاد ہے اور اس نے شمس الدین تونسی کو حکم دیا کہ ان کے متعلق قید کا فیصلہ کرے۔ تونسی مالکی نے کہا: جب ان پر کوئی جرم ثابت ہی نہیں ہوتا تو کیا فیصلہ کروں۔

دوسرے نائب کو جب حکم ملا تو وہ حیران رہ گیا۔ جب شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے عدالت کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے خود ہی کہہ دیا: میں قید خانے جاؤں گا اور مصلحت کے تقاضوں کا اتباع کروں گا۔ شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کو قاضیوں والے قید خانے بھجوا دیا گیا اور ایک خادم رکھنے کی اجازت دے دی گئی۔

یہ سب کچھ شیخ نصر المنبجی کی وجہ سے ہوا۔ کیونکہ حکومت میں اس کو وجاہت حاصل تھی۔ بلاشبہ وہ امیر الجاشنکیر کی عقل پر حاوی ہو چکا تھا جو بعد میں سلطان بنا۔ شیخ مسلسل قید خانے میں رہے۔ لوگ ان کے پاس جاتے۔ ان کی زیارت کرتے اور ان سے مشکل مشکل فتوے پوچھتے اور وہ کتاب وسنت کی روشنی میں ایسے جواب دیتے کہ لوگوں کی عقلیں دنگ رہ جاتیں۔ 708ھ کے آغاز میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو قید خانے سے نکال لیا گیا۔

## عبرتناک واقعہ

تاریخ اس لیے لکھی جاتی ہے کہ آنے والی نسلیں ان غلطیوں کو نہ دہرائیں جن کی وجہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سے پہلی قوموں کی بربادی ہوئی اور ان اچھے اعمال کو اپنائیں جن کی وجہ سے قوموں نے ترقی کی۔ لیکن ہر دور کا انسان ایسا بے حس واقع ہوا ہے کہ اس پر کسی بھی عبرتناک واقعہ کا اثر نہیں ہوتا۔ امیر رکن الدین بیبرس الجاشنکیر اچھی بھلی عزت کی زندگی گزار رہا تھا۔ لیکن اس کے استاد شیخ نصر المنبجی نے اس سے شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ پر اتنا ظلم کرایا جس کی وجہ سے نہ صرف یہ دونوں ذلیل و رسوا ہوئے بلکہ الجاشنکیر ایک سال مصر و شام کا سلطان رہنے کے بعد بری طرح قتل ہو گیا۔

البدایۃ والنہایۃ ج14، ص47 کی روایت ہے: اس سال یعنی 708ھ 26 رمضان کو سلطان مصر ملک الناصر محمد بن قلاوون حج کے ارادے سے مصر سے روانہ ہوا۔ جب وہ الکرک سے گزرا تو اس کے لیے ایک پل بنایا گیا۔ جب وہ اس پل کے وسط میں پہنچا تو اس کو توڑ دیا گیا۔ جو لوگ آگے تھے وہ بچ گئے۔ سلطان مصر نے گھوڑے سمیت چھلانگ لگا دی۔ جس سے وہ بھی بچ گیا۔ اس کے پیچھے کوئی پچاس آدمی تھے جن میں سے چار مر گئے۔ سلطان نے آگے بڑھنے کی بجائے الکرک میں ہی ڈیرے لگا لیے اور اس کی بیوی بھی وہاں پہنچ گئی۔

نائب سلطان جاشنکیر کی سرکشی اور پل کے واقعہ سے ملک اتنا بددل ہوا کہ اس نے حکومت سے دستبردار ہونے کا اعلان کر دیا۔ رکن الدین بیبرس جاشنکیر نے ملک مظفر کا خطاب اختیار کر کے اپنی بیعت کرا کر قلعہ کے تخت پر بیٹھ گیا۔ مصر میں خوشی کے شادیانے بجے اور دوسرے شہروں میں خبر پہنچا دی گئی۔ صرف ایک حنبلی قاضی کے علاوہ باقی سب قاضیوں نے بیعت میں خوب حصہ لیا۔

709ھ میں الکرک میں رہتے ہوئے سلطان الناصر نے اپنی قوت کو مستحکم کیا۔ آس پاس کے شہروں کے امراء نے بھی ساتھ دیا۔ سلطان نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوئے ان امراء کو معاف کر دیا اور ان کو عہدوں پر برقرار رکھا جنہوں نے جاشنکیر کا ساتھ دیا تھا لیکن پھر سلطان کی طرف آئے تھے۔ سلطان کا پھر سے شام اور مصر پر قبضہ ہو گیا۔ یوں سلطان اور امامؒ کو تکلیف پہنچانے والے اپنے انجام کو پہنچ گئے۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسکندریہ میں قیام

اسی سال صفر کی آخری رات شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کو امیر مقدم کے ساتھ قاہرہ سے اسکندریہ پہنچا دیا گیا۔ وسیع کونوں والے گنبد میں ان کی رہائش کا بندوست کر دیا گیا۔ جہاں وہ اپنے علمی مشاغل میں مصروف ہو گئے۔ جمعہ کے دن جامع میں حاضر ہوتے اور مقررہ جگہوں میں مجالس منعقد کرتے۔ ادھر قاہرہ میں ان کے دشمن شیخ نصر المنجی کی عداوت شدت اختیار کیے جا رہی تھی۔ کیونکہ شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے اور سلطان جاشنکیر کے خوب لتے لیتے تھے۔ ابن عربی کا اتباع کرنے میں اعتراض کرتے تھے۔ شیخ نصر المنجی کا خیال تھا کہ شاید کوئی شخص جرأت کر کے دھوکے سے شیخ ابن تیمیہ کو ختم کر دے۔ لیکن لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ان کی محبت ڈال دی اور ان کی عزت میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہو گیا۔

اتفاق سے اسکندریہ میں انہوں نے ایک ابلیس کو دیکھا جس نے وہاں انڈے بچے دے دیے تھے۔ اور السبعینیہ اور العربیہ فرقوں کو گمراہ کر دیا تھا۔ شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد سے اللہ نے ان کی جمعیت کو پریشان کر دیا اور وہ مختلف سمتوں میں بکھر گئی۔ ان میں سے بہت سے لوگوں نے اور ان کے ایک رئیس نے بھی توبہ کی۔ ان کے عوام وخواص کی ایک جماعت شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس محبت و تعظیم اور کلام سننے اور قبول کرنے کے لیے ٹھہر گئی۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر کلمۃ اللہ کا غلبہ ہوا۔ تائب ہونے والوں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نے علانیہ و پوشیدہ اور ظاہری و باطنی طور پر لوگوں کے مجموں میں جو تائب نہ ہوئے تھے ان کے نام لے کر ان پر لعنت کی۔ جس سے نصر المنبجی کی پریشانی بہت بڑھ گئی۔ اس کے باوجود شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ ماہ ایک وسیع گنبد میں رہتے ہوئے دین کی خوب خدمت کی۔ اکابر، اعیان اور فقہاء ان کے پاس آتے اور ان کی گفتگو سے فائدہ اٹھاتے۔

## امام ابن تیمیہ کا کمال عفو و درگزر

شیخ علم الدین البرزالی کا البدایۃ و النہایۃ ج14، ص53 میں بیان ہے: جب سلطان عید الفطر کے دن مصر میں آیا تو اس کا صرف یہ کام تھا کہ وہ الشیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو اسکندریہ سے اعزاز و تکریم اور تعظیم کے ساتھ طلب کرے۔ چنانچہ مصر پہنچنے کے ایک یا دو دن بعد شوال کے دوسرے دن وہ امام ابن تیمیہ کی طرف گیا۔ امام رحمۃ اللہ علیہ اس مہینے کی آٹھویں تاریخ سلطان کے پاس آئے۔ الشیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے ساتھ اسکندریہ سے ان کو رخصت کرنے کے لیے بہت سے لوگ نکلے۔ جمعہ کے دن سلطان سے ان کی ملاقات ہوئی۔ سلطان امام رحمۃ اللہ علیہ کی عزت کرتے ہوئے ان کے استقبال کے لیے بھری مجلس میں چل کر گیا۔ مصری اور شامی قاضی بھی سلطان کے ساتھ تھے۔ سلطان نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی صلح کرادی اور امام رحمۃ اللہ علیہ قاہرہ آ گئے۔ جہاں بہت سے لوگ، امراء، سپاہی، فقہاء اور قضاۃ ان کے پاس آ کر اپنے سلوک سابقہ پر معذرت کرتے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا۔ جن لوگوں نے مجھے اذیت دی میں اس کو جائز قرار دیتا ہوں۔ عربی کے الفاظ ہیں۔ اَنَا حَالَلْتُ کُلَّ مَنْ اٰذانِی جس نے بھی مجھے اذیت دی میں اس کو حلال کرتا ہو۔ اگر وہ کہتے میں تمہیں معاف کرتا ہوں تو اس سے لازم آتا تھا کہ وہ قصوروار تھے جبکہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی وسعت قلبی نے یہ بھی برداشت نہ کیا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کہ وہ کسی کو قصور وار ٹھہرائیں۔ انہوں نے اذیت دینے والوں کی عزت کو مجروح نہ ہونے دیا۔ یہ ایسی مثال ہے جو تاریخ میں شاذ شاذ ہی ملتی ہے۔

حافظ ابن کثیر کا قول ہے کہ جو کچھ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم واکرام میں ہوا جمال الدین بن القلانسی اور حنفی قاضی القضاۃ منصور الدین نے مجھے بتایا اور وہ دونوں ہی مجلس میں موجود تھے۔ لیکن ابن القلانسی کے بیان کردہ واقعات زیادہ مفصل تھے۔ کیونکہ اس وقت وہ افواج کے قاضی تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا:

جب سلطان کے پاس الشیخ تقی الدین ابن تیمیہ آئے۔ تو سلطان آپ کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور محل کی طرف پیدل ہی چل پڑا۔ دونوں نے ملتے ہی معانقہ کیا۔ پھر سلطان ان کو لیے محل کی اس جانب گیا جس کی ایک کھڑکی باغ کی طرف کھلتی تھی۔ دونوں کچھ دیر وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔ پھر آئے تو شیخ کا ہاتھ سلطان کے ہاتھ میں تھا۔ جب سلطان بیٹھا تو اس کی دائیں جانب مصر کے قاضی ابن جماعہ اور بائیں جانب ابن الخلیلی اور اس کے نیچے ابن صصری پھر صدرالدین حنفی تھے۔ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سلطان کے آگے اس کی چادر کے کنارے پر بیٹھ گئے۔

وزیر نے اہل ذمہ کو علامتی عمامے پہننے کی بجائے دوبارہ سفید عمامے پہننے کا ذکر کرتے ہوئے جب کہا کہ انہوں نے ہر سال موجودہ حال سے سات لاکھ درہم زیادہ دینے واجب کر لیے ہیں۔ جس پر لوگ خاموش ہو گئے۔ حالانکہ ان میں مصریوں اور شامیوں کے بڑے بڑے علماء اور قضاۃ موجود تھے۔ ان میں ابن زملکانی بھی تھے۔ ابن القلانسی کا بیان ہے: میں سلطان کی مجلس میں ابن زملکانی کے پہلو میں تھا۔ علماء وقضاۃ نے جب کوئی بات نہ کی تو سلطان نے ان سے کہا۔ تم کیا کہتے ہو۔ ان میں سے پھر بھی کوئی نہ بولا تو شیخ تقی الدین ابن تیمیہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور انہوں نے سلطان سے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سخت گفتگو کی اور وزیر نے جو کہا تھا: اس کا بھی سخت جواب دیا۔ گفتگو کرتے ہوئے امام موصوف کی آواز جب بلند ہو جاتی تو سلطان نرمی، آہستگی اور توقیر سے خاموش کراتا۔ لیکن شیخ نے ایسی گفتگو کی کہ کوئی کمی نہ رہنے دی اور کوئی شخص اس جیسی یا اس کے قریب جیسی بھی گفتگو نہیں کر سکتا تھا۔ انہوں نے اہل ذمہ کے بارے میں موافقت کرنے والوں کو برا بھلا کہنے میں کوئی کوتاہی نہ چھوڑی اور سلطان سے کہا: آپ کو اس بات سے بچنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ جس شاہانہ شوکت کے ساتھ پہلی مجلس میں بیٹھے ہیں اس میں اہل ذمہ فانی دنیا کے سامان کی خاطر نصرانی ہو جائیں۔ آپ اللہ کے اس احسان کو یاد رکھیں کہ اس نے آپ کو آپ کی حکومت چھن جانے کے بعد واپس کی ہے اور آپ کے دشمن کو ذلیل کر کے اس پر آپ کو فتح دی ہے۔ اہل ذمہ پر علامت کے طور جو عمامے باندھنے کا حکم الجاشنکیر نے دیا تھا وہ آپ ہی کا حکم تھا۔ کیونکہ وہ آپ کا نائب تھا۔ اس دلیل نے سلطان کو حیران کر دیا۔

www.kitabosunnat.com

## قاضیوں کو قتل ہونے سے بچانا

البدایہ والنہایہ میں سلطان کی مجلس کے بارے میں بیان کو آگے بڑھاتے ہوئے حافظ ابن کثیر نے نقل کیا ہے: تمام حاضرین میں سے سلطان کو شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دین، ان کی زینت، ان کے قیام بالحق اور ان کی شجاعت کا زیادہ علم تھا۔ اس لیے اس نے بعض قاضیوں کو قتل کرنے کے بارے میں استفسار کیا جنہوں نے سلطان کے متعلق اعتراضات کیے تھے۔ سلطان نے شیخ ابن تیمیہ کو ان قاضیوں میں سے بعض کے فتاویٰ بھی دکھا دیئے جن میں سلطان کو حکومت سے الگ کر دینے اور الجاشنکیر کی بیعت کرنے کا ذکر تھا۔

سلطان نے شیخ ابن تیمیہ کی حمایت کے حصول کے لیے یہ بھی بتایا کہ ان قاضیوں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نے ان کی بھی نگرانی کی اور ان کو اذیتیں دیں۔ سلطان کا مقصد تھا کہ امام ابن تیمیہ اس کو بعض قاضیوں کے قتل کا فتوی دے دیں۔ کیونکہ اس کو قاضیوں پر غصہ تھا کہ انہوں نے سلطان کو معزول کرنے اور الجاشنکیر کی بیعت کرنے میں کردار ادا کیا تھا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے سلطان کے مقصد کو سمجھتے ہوئے قاضیوں اور علماء کی تعریف و تعظیم کرنی شروع کردی اور انہوں نے کسی پر عیب لگانے سے انکار کردیا اور کہا اگر آپ ان کو قتل کریں گے تو ان کی مانند پھر نہیں پائیں گے۔

سلطان نے کہا انہوں نے آپ کو سخت تکلیف پہنچائی اور کئی بار آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔

امام ابن تیمیہ نے جواب دیا: مجھے جس نے تکلیف پہنچائی میں نے اس کو حلال کر دیا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچائی تو اللہ ان سے خود انتقام لے گا، میں اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لوں گا۔ امام مسلسل اس کو اس کے ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ سلطان نے درگزر کردیا۔ اس سلسلہ میں امام ابن تیمیہ کا مخالف مصر کا وہ قاضی جس کی عدالت میں ان کو پیش کیا گیا تو اس نے ان کو اللہ کی حمد وثنا کرنے سے روک دیا اور ان کا بیان سنے بغیر ہی ان کو قید خانہ بھیج دیا۔ (البدایہ ج14، ص54) میں اس کا بیان ہے: كَانَ قَاضِي الْمَالِكِيَّةِ ابن مخلوف يَقُولُ: مَا رَأَيْنا مِثْلَ ابْنَ تَيمِيَّةِ حَرَّضْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ نَقْدِرُ عَلَيْهِ وَ قَدَرَ عَلَيْنَا فَصَفَحَ عَنَّا وَ حَاجَجَ عَنَّا (العقود الدرية ص283) مالکیہ کے قاضی ابن مخلوف بیان کیا کرتے تھے: ہم نے ابن تیمیہ کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ ہم نے ان کے خلاف امراء کو اکسایا مگر ہم ان پر قابو نہ پاسکے جبکہ انہوں نے ہم پر قابو پا لیا لیکن ہم سے نہ صرف درگزر کیا بلکہ ہمارے لیے سلطان سے جھگڑا بھی کیا۔



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



غور طلب بات یہ ہے کہ ایسا کردار ادا کرنے والے انسانی تاریخ میں کتنے لوگ گزرے ہیں۔جن کے سامنے رسول ﷺ کا نمونہ تھا جب آپ نے فتح مکہ کے موقع پر ان سب کو معاف کردیا جنہوں نے آپ کو تکالیف پہنچائی اور آپ ﷺ کے خون کے پیاسے ہو گئے تھے۔یوں امام ابن تیمیہ نے اللہ کے حکم اور رسول رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی حقیقی محبت کا اظہار کرتے ہوئے آپ ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کیا۔

## فقیہ نورالدین علی البکری کا واقعہ

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو 705ھ کے رمضان المبارک میں قاہرہ بلا کر قید کر دیا گیا تھا۔ 709ھ تک ابتلاء میں مبتلا رہے۔سلطان مصر الناصر کی عقیدت و محبت کی وجہ سے قاہرہ ہی میں مشہد حسین رضی اللہ عنہ کے پاس مقیم ہو کر اللہ کے دین کی خدمت میں مصروف ہو گئے تھے۔علماء وفقہاء اور قضاۃ وعوام ان کی موجودگی سے خوب فائدہ اٹھا رہے تھے۔لیکن فقیہ البکری ان کی سخت مخالفت کرتا تھا اور ان کی علمی شہرت کی بنا پر ان سے بغض رکھتا تھا۔عوام وخواص کی طرح اہل علم میں بھی حسد اپنا کمال دکھاتا ہے۔
العقود الدریۃ ص286 میں امام ابن عبدالھاری نے لکھا ہے: ایک جماعت نے ان سے تعصب رکھتے ہوئے ایک موقع پر ان کو اکیلا پا کر مارا پیٹا۔امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل کا ورد کرتے ہوئے مسجد فخر میں چلے گئے اور بہت سے لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے۔کسی نے ان سے کہا: لوگوں کی بہت بڑی جماعت کہہ رہی ہے۔اگر آپ ان کو حکم دیں تو شہر کو پیوند خاک بنا دیں۔

امام ابن تیمیہ نے پوچھا: لوگ ایسا کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ان کو بتایا گیا آپ کی وجہ سے۔امام صاحب نے فرمایا: یہ تو جائز نہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لوگوں نے عرض کیا: جو کچھ انہوں نے آپ کے ساتھ کیا کیا وہ جائز ہے۔ ہم ضرور ان کی طرف جائیں گے۔ جو کچھ آپ کے ساتھ ہوا، ہم اس پر صبر نہیں کر سکتے۔ ہم ان کے ساتھ وہی کچھ کریں گے جو انہوں نے آپ کے ساتھ کیا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ڈانٹتے ہوئے ان کو ان کے ارادے سے روکا۔ جب انہوں نے بہت اصرار کیا تو امام صاحب نے کہا، بدلہ لینے کا حق مجھے ہے، یا تمہیں یا اللہ کو۔ اگر مجھے ہے تو میں نے اس کو حلال کیا۔ اگر تمہیں حق حاصل ہے تو جاؤ جو کرنا ہے کرو، مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔ اگر اللہ کو اس کا حق ہے تو اگر اس نے چاہا تو اپنا حق اس طرح لے گا جس طرح وہ چاہتا ہے۔

لوگوں نے کہا: انہوں نے جو آپ کے ساتھ کیا ہے، ان کے لیے حلال ہے؟

امام صاحب نے کہا: انہوں نے جو کچھ کیا اس میں ان کو اجر وثواب مل سکتا ہے۔

لوگوں نے کہا: اس طرح وہ حق پر اور آپ باطل پر ہیں۔ اگر وہ اس پر ماجور ہوں گے تو آپ ان کی بات سنیں اور ان کے کہنے کے مطابق ان کی موافقت کریں۔

امام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جس طرح تم گمان کر رہے ہو معاملہ اس طرح نہیں ہے ہو سکتا ہے وہ غلط اجتہاد کر رہے ہوں۔ انہوں نے اپنے اجتہاد کی بنا پر ایسا کیا۔ اجتہاد میں غلطی کرنے والے کو بھی اجر ملتا ہے۔

امام ابن تیمیہ کی باتیں سن کر ذرا ٹھنڈے ہوئے تو کہنے لگے: اٹھیے، ہمارے ساتھ قاہرہ چلیں۔ امام صاحب نے عصر کی نماز کا وقت پوچھا۔ انہوں نے کہا: وہ قریب ہی ہے۔ امام رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جانے لگے تو لوگوں نے کہا: یا سیدی جہاں آپ جا رہے ہیں اس مسجد میں تو انہوں نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ہوا ہے۔ آپ اس مسجد کے علاوہ کہیں اور نماز پڑھ لیں یا یہیں پڑھ لیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امام رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے نکلے اور اسی مسجد کی طرف چلنے لگے۔ جہاں آپ کو مارا پیٹا گیا تھا۔ ان کے ساتھ اتنے لوگ جمع ہو گئے کہ راستہ تنگ ہو گیا۔ ان سے کہا گیا: یہ قریب والی مسجد میں تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ اژدھام کی وجہ سے کسی کی ہلاکت ہو جائے۔ چنانچہ وہ مسجد میں داخل ہو گئے۔ بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہی انتظار کرتے رہے۔ جب لوگوں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی تو جامع عتیق کی طرف چل پڑے۔ راستے میں ایک جگہ لوگوں کو شطرنج کھیلتے دیکھ کر ان کے کھیل کو الٹ دیا۔ جامع کی طرف ان کو رواں دواں دیکھ کر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔ یہاں ان کی موت واقع ہو گی۔ جامع مسجد میں داخل ہو کر انہوں نے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں۔ اتنے میں نماز عصر کا مؤذن نے اعلان کر دیا۔ انہوں نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر کھڑے ہو کر الحمدللہ رب العالمین کی قرأت کر کے جس مسئلہ کی وجہ سے فتنہ ہوا تھا مغرب کی اذان تک اسی پر گفتگو ایسی کی کہ مخالفت کرنے والے دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک نے کہنا شروع کر دیا اللہ کی قسم ہم ہی غلط تھے۔ جو اس نے کہا وہی حق ہے۔ اگر ناحق ہوتا تو ہم اس کو بولنے نہ دیتے، بلکہ اس کو زندہ نہ چھوڑتے۔ اگر یہ دل میں کچھ اور ظاہر میں کچھ اور کہتا تو بھی بات ہم سے پوشیدہ نہ رہتی۔

البدایہ والنہایہ ج 14، ص70 اور ص114-115 کی روایت کے مطابق سلطان مصر نے فقیہ نورالدین علی البکری کو اس کی فتنہ بازیوں کی بنا پر طلب کر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ چھپ گیا۔ جن لوگوں نے اس کی سفارش کی امام ابن تیمیہ بھی ان میں سے ایک تھے۔ سلطان نے اس کا خون تو معاف کر دیا لیکن اس کو جلا وطن ہونے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ دیروط شہر میں 724ھ کے ربیع الآخر میں اس کی موت واقع ہوئی۔

اس واقعہ سے جہاں امام ابن تیمیہ کی شجاعت و دلیری اور علم کی مضبوطی کا پتہ چلتا ہے۔ وہاں مخالفوں سے بدلہ لینے کی بجائے درگزر کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی دمشق واپسی

712ھ رجب اور شعبان میں دمشق کے لوگوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ تاتاری شام پر حملہ آور ہونے کے لیے اپنے مرکز سے روانہ ہو چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے لوگ خوفزدہ ہو گئے۔ سلطان ناصر نے ان سے ٹکرانے کی تیاری پہلے ہی سے کر رکھی تھی۔ چنانچہ 8 شوال کو سلطان اپنی فوج کے ساتھ مصر سے نکلا۔ 23 شوال کو دمشق پہنچ گیا۔ جس سے اہل دمشق کے حوصلے بلند ہوئے اور بے سکونی سکون میں تبدیل ہوگئی۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ جہاد میں حصہ لینے کے لیے سلطان کے ساتھ تھے۔ امام صاحب سات سال دمشق سے غیر حاضر رہنے کے بعد واپس دمشق آئے تھے۔ اس لیے اہل دمشق نے ان کا زبردست استقبال کیا۔ امام صاحب کو جب معلوم ہوا کہ تاتاری اپنے ملک واپس چلے گئے ہیں تو انہوں نے غزہ کے مقام پر فوج سے علیحدگی اختیار کر لی اور قدس چلے گئے۔ وہاں کئی روز قیام کیا۔ پھر عجلون، بلاد سواد اور زرع سے ہوتے ہوئے ذوالقعدہ کے مہینے میں دمشق پہنچے۔

البدایہ والنہایہ ج14، ص67 اور العقود الدریہ ص321 میں منقول ہے: امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ دمشق میں مقیم ہوتے ہی بقیہ علوم میں لوگوں سے اشتغال کرنے، علم پھیلانے، کتابیں تصنیف کرنے، لوگوں کو گفتگو اور طویل تحریرات کے ذریعہ فتوے دینے اور شرعی احکام میں اجتہاد کرنے میں مصروف ہو گئے۔ بعض احکام میں انہوں نے اپنے اجتہاد سے مذاہب اربعہ کے ائمہ کے مطابق فتوے دیے اور بعض میں ان کے خلاف بھی فتوے دیے اور جو کچھ ان کے مذاہب کے بارے میں مشہور ہے اس کے خلاف بھی فتوے جاری کیے۔ امام ابن تیمیہ کے اجتہادی فتاوی کی کئی مجلدات ہیں۔ وہ کتاب وسنت اور



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہی دلیل لاتے ہیں۔ ان کا مجموع فتاوی 37 جلدوں میں مکہ مکرمہ سے طبع ہو کر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

## ملکی معاملات میں اصلاحی کردار

ہمارے ہاں علماء حضرات کی توجہ عموماً اپنے مفادات کے حصول کی طرف مبذول رہتی ہے۔ جن عوام وخواص کے وہ امام وخطیب ہوتے ہیں ان کی بھلائی اور خیر خواہی کا تصور معدوم ومقصود ہوتا ہے۔ لیکن امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کوئی سرکاری عہدہ لیے بغیر عوام کی فلاح و بہبود میں اہم کردار ادا کرنے کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیتے تھے۔ مصر میں رہتے ہوئے اپنی علمی مصروفیت کے باوجود سلطان مصر سے تین بڑے اہم کام کرائے۔

البدایہ والنہایہ ج14، ص 61 اور 66 کی روایات کے مطابق دمشق کے امیر سیف الدین کرائی نے فرمان جاری کیا کہ دمشق کے صاحب حیثیت لوگ حکومت کو ہر سال پندرہ سو گھوڑے اور ہر سوار کے لیے پانچ سو درہم فراہم کیا کریں گے۔ اس نے ذاتی اور وقف شدہ جائیدادوں پر بھی ٹیکس عائد کر دیا۔ جس سے لوگوں کو بہت تکلیف ہوئی۔ لوگ شکایت لے کر خطیب جلال الدین کے پاس گئے۔ وہ ان کو قاضی کے پاس لے آئے۔

711ھ جمادی الاولیٰ کی 13 تاریخ پیر کے دن کی صبح لوگ اکٹھے ہوئے۔ وہ اپنے ساتھ مصحف عثمانی، اثر نبوی اور خلیفہ کے جھنڈے لیے اور جماعت کی صورت میں کھڑے ہو گئے۔ امیر کرائی نے جب لوگوں کے اجتماعی جلوس کو دیکھا تو ان پر غضبناک ہوتے ہوئے قاضی اور خطیب کو خوب گالیاں دیں۔ شیخ مجد الدین کو پٹوایا اور ان کو قید کرنے کا حکم لکھ دیا۔ لوگوں کی ضمانت پر ان کو بعد میں چھوڑ دیا۔ لوگوں کو اس سے زبردست صدمہ ہوا۔ اللہ نے امیر کو صرف دس دن کی مہلت دی۔ اچانک اس کے پاس حکم آیا اور وہ



محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہو کر قید ہو گیا۔ جس سے لوگوں کو بہت خوشی ہوئی۔

بیان کیا جاتا ہے: سلطان کو اس المناک واقعہ کی خبر اہلِ شام کی طرف سے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے پہنچائی اور اس نے فوراً فوج بھیجی اور کرائی کو بری طرح گرفتار کر لیا گیا۔ جب دمشق کا نیا امیر دمشق آیا تو جمعہ کے دن سلطان کے نائب، قاضیوں اور معززین شہر کی موجودگی میں منبر پر سلطان کا خط پڑھا اور سنایا گیا جس میں سلطان کا حکم تھا کہ رعیت کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور امیر کرائی کی حکومت میں جن لوگوں کو ٹیکس نہ ادا کرنے کی وجہ سے گرفتار کیا گیا ہے اُن کو چھوڑ دیا جائے۔ اس پر لوگ نہ صرف خوش ہوئے بلکہ سلطان کے لیے بہت دعائیں کیں۔

اسلام ایک پورا ضابطہ حیات ہے۔ حکومت کو چلانے اور مالی نظام کو مستحکم کرنے کی پوری رہنمائی مہیا کرتا ہے۔ معاملہ اس وقت خراب ہو جاتا ہے جب حکمران اسلامی ضابطہ حیات کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے نمونہ کو نظر انداز کرتے ہوئے عیش و عشرت والی زندگی گزارنے میں قوم کی امانت انتہائی بے رحمی سے خرچ کرتے ہیں۔ اگر حکمران سادگی کو اپنا لیں تو سارا معاملہ خود بخود سنور جائے اور قوم کی دعائیں بھی ملیں۔

مال خرچ کر کے عہدوں کے حصول کی بیماری امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کے زمانے میں بھی موجود تھی۔ لہٰذا امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے سلطان مصر سے ملاقات کر کے اس بیماری کے بُرے نتائج سے آگاہ کیا اور سلطان پر واضح کیا کہ ایسے مالدار جب عہدوں پر قابض ہو جاتے ہیں تو اہلیت و صلاحیت والوں کا حق سلب ہو جاتا ہے۔ رشوت دے کر اہم عہدوں پر فائز ہو کر رشوت لیتے ہیں۔ حکومت کے استحکام کے لیے ضروری ہے کہ غیر مستحق لوگوں کو حکومت اور حکمرانی سے دور رکھا جائے۔ شیخ تقی الدین بن تیمیہ کے مشورہ پر سلطان کی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



طرف سے اس سلسلے میں ہدایت نامہ شیخ ابن زملکانی نے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھا کہ مال اور رشوت کے ذریعے کسی کو عہدہ نہ دیا جائے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان مصر سے ایک اور بہت ہی اہم فرمان یہ جاری کرایا کہ قاتل سے قصاص لینے کا مختار مقتول کے لواحقین کو بنانے کی بجائے اُن کو پابند کیا جائے کہ معاملے کو قاضی کے پاس لائیں اور وہ شریعت کے مطابق فیصلہ کرے۔ یہ فرمان بھی سلطنت کے نائب کی موجودگی میں منبر پر پڑھا گیا۔

سورۃ التوبہ میں مذکور مومنوں کی صفات میں سے ایک صفت ہے:

﴿يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (81)﴾

وہ اچھائی کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اسی صفت کے متصف تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# عیسائیوں کے نام

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے اپنی زندگی میں بہت سے رسالے اور خطوط لکھے لیکن ان میں سے الرسالة القبرصية کی اپنی منفرد حیثیت ہے۔ کیونکہ ان کے ہم عصر علماء وفقہاء میں سے کسی ایک کی توجہ اس اہم فریضہ کی طرف مبذول نہ ہوئی۔ عجیب اتفاق ہے کہ تاتاریوں کے ظلم وقہر سے بچنے کے لیے ساتویں اور آٹھویں صدی کے نامور علماء وفقہاء کی اکثریت مصر اور شام میں رہائش پذیر ہوگئی تھی۔ ایک طرف تاتاریوں کی تباہیوں اور فتنہ کاریوں اور ان کے خون خرابے سے اہل اسلام پریشان تھے۔ تو دوسری طرف قبرص کے عیسائی بادشاہ سرجواس کی افواج نے یہ معمول بنالیا تھا کہ وہ شام کے ساحلی شہروں پر حملہ آور ہوتیں۔ مسلمانوں کو قتل کرتیں۔ لوٹ مار کرتے ہوئے جو ان کے ہتھے چڑھتا ان کو قیدی بنا کر اپنے ساتھ قبرص لے جاتیں۔ افسوسناک بات یہ تھی کہ مسلمانوں کے گمراہ فرقے ان کی مدد کیا کرتے تھے۔

## الرسالة القبرصية

تاتاریوں کے سلطان قازان کو فیصلہ کن عبرتناک شکست میں بنیادی کردار ادا کرنے کے بعد جب امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کو قبرص میں مسلمان قیدیوں کی حالت زار کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے قبرص کے بادشاہ کو انتہائی خوبصورت اصلاحی خط لکھا جو مجموع فتاوی ج28 میں 601 تا 630 یعنی تیس صفحات کو محیط ہے۔ جو باتیں انہوں نے اختصاراً لکھیں وہ تفصیلاً تقابل ادیان پر ان کی لاجواب کتاب الجواب الصحیح



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لمن بدل دین المسیح میں بھی موجود ہیں۔ یہاں پورا خط نقل کرنے کی بجائے اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ انہوں نے عیسائی بادشاہ، اس کے دین کے روساء، علماء ورہبان، امراء اوران کا اتباع کرنے والوں کو دین حق کی دعوت دیتے ہوئے لکھا:

تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم ایک ہی ہے۔ سب کے سب توحید کو قائم کرنے کے لئے دنیا میں تشریف لائے۔ جب یہود نے تورات کے احکام کی خلاف ورزی کی اور انبیاء سابقین کی تعلیمات کو ٹھکرایا تو اللہ تعالی نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ جنہوں نے ان کو بھولا ہوا سبق یاد کرانے کی کوشش کی اور جب اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان کی طرف اٹھالیا تو ان کا اتباع کرنے کے دعویداروں نے انجیل کی تفسیر میں تاویلات باطلہ سے کام لینا اور سیدھے سادے احکام کو بدلنا شروع کر دیا۔ راہبوں، پادریوں اور پوپوں نے مکروفریب اور حیلوں سے لوگوں کے دلوں میں اپنے تقدس کا تصور ابھارتے ہوئے ان کو دھوکہ دیا۔ جس کی وجہ سے مسیحیوں میں ایسی بدعات رائج ہوگئیں جو عیسٰی علیہ السلام اوران کے حواریوں کے نزدیک جائز نہ تھیں۔

چوتھی عیسوی صدی کی ابتداء میں عیسائیت قبول کرنے والے قسطنطین نے مسیحی دین کو بدل ڈالا۔ اس نے صلیب کی پرستش کرائی اور عیسائیوں کا قبلہ مشرق کی طرف کر دیا۔ اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے اختلافات نے امت مسیحی کو ملکانیہ، نسطوریہ اور یعقوبیہ جیسے فرقوں میں تقسیم کر دیا۔

سیدالانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ جب مبعوث ہوئے تو بہت سے اہل کتاب آپ پر ایمان لائے اور آپ کی نبوت کے ثبوت میں کئی کتابیں لکھیں۔ اب تمام امتوں میں مسلمانوں کی امت درمیانی امت ہے۔ حلال وحرام کی اس کو تمیز ہے اور ہر ایک کے لئے دین ودنیا کی بھلائی چاہتی ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تمام انبیاء علیہم السلام صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا حکم دیا کرتے اور دنیاوی زندگی سے منہ موڑ کر آخرت کی فکر کرنے کی دعوت دیا کرتے تھے۔ اس لئے قوم کے بڑے سردار کا فریضہ ہے کہ وہ علم اور دین کے بارے میں اس قسم کا مذاکرہ کرے جس سے اللہ کا قرب حاصل ہو جائے اور اس بات کا خیال رہنا چاہیے کہ اللہ کا دین کسی کی نفسی خواہشات یا آباء و اجداد کی تقلید پر مبنی نہیں ہوتا۔ ایک عاقل کا کام ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کے مطابق اپنے عقائد کی اصلاح کرے اور نیک اعمال کو اپنائے۔

اگر بادشاہ کو دینی مسائل میں کچھ رغبت ہو تو میں خط و کتابت کر سکتا ہوں۔ ایک زمانے میں میرا خیال تھا کہ میں قبرص آؤں اور دین و دنیا کے مصالح پر بادشاہ اور اس کے امراء سے گفتگو کروں۔ بادشاہ کو ان باتوں میں کوئی چاہت ہو تو میں اب بھی اس کے مطابق عمل کرنے کو تیار ہوں۔ بادشاہ اور اس کی قوم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل علیہم السلام اور خاص طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اپنے دین کو حقیقی صورت میں ظاہر کیا اور کافروں اور منافقوں کو ذلیل کیا۔

میں بادشاہ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ تاتاریوں نے جب شام پر حملہ کیا تو انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ بہت سے عیسائی بھی قیدی بنا لئے۔ میں نے شاہ قازان اور اس کے دو امیروں قطلوشاہ اور بولائی کے پاس جا کر قیدیوں کو چھڑانے کی جب بات کی تو انہوں نے مسلمان قیدیوں کو آزاد کرنے پر رضامندی کا اظہار کر دیا لیکن عیسائیوں کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ ان کو وہ بیت المقدس سے گرفتار کر کے لائے تھے۔

میں نے تاتاری شاہ اور اس کے امیروں سے کہا: عیسائی بھی اسلامی حکومت کی رعایا ہیں۔ ان کے مالوں اور جانوں کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔ ان کو رہا کرانا بھی ہم پر واجب ہے۔ میری اس دلیل کو قبول کرتے ہوئے قازان نے عیسائی قیدیوں کی رہائی کا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حکم دے دیا۔

مشکلات کے اوقات میں عیسائیوں کے ساتھ ہمارا اتنا بہترین سلوک تھا تو قبرص کے عیسائیوں کے لئے کیسے جائز ہے کہ مسلمانوں کو دھوکہ اور غدر سے قیدی بنالیں اور ان کے ساتھ برا سلوک کریں۔

بادشاہ کو معلوم ہونا چاہیے کہ تاتاریوں نے اسلام قبول کرنے کے باوجود جب مسلمانوں پر اپنے حملوں کو جاری رکھا تو اس وقت بھی اسلامی لشکر نے نہ ان کو دھوکہ دیا اور نہ منافقت کا مظاہرہ کیا۔ بلکہ ہم نے واضح طور پر بتا دیا کہ وہ غلط راستے پر گامزن اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس کے باوجود جب وہ باز نہ آئے اور لڑنے پر آمادہ رہے تو اسلامی لشکر نے ان کو ایسی عبرتناک شکست دی کہ اب وہ سخت مصیبتوں میں مبتلا ہیں اور اسلام کی عزت اور شان وشوکت میں اضافہ اور کلمہ حق بلند ہو رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کے مطابق جو نصرانی ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جاتے ہیں وہ اجر کے مستحق قرار پاتے ہیں اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے خلاف مسلمانوں کا جہاد لازمی ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ جزیہ دینے پر راضی نہ ہو جائیں۔ اس کے خلاف نصرانیوں کا عمل یہ ہے کہ اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ اس کے لئے بیٹا بنا کر اس پر تہمت لگاتے ہیں۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو تین خداؤں میں سے ایک خدا قرار دیتے ہیں۔ لوگوں کو لاہوت اور ناسوت کی بحث میں الجھا کر گمراہ کرتے ہیں۔ تورات اور انجیل کی نصوص میں تحریف وتاویل کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ خون، مردار اور سور کو حلال سمجھتے ہیں۔ حالانکہ کسی پیغمبر کے نزدیک ان کا استعمال جائز نہ تھا۔ قوم کے خوف یا آبائی تقلید کی بنا پر علمائے نصاریٰ بھی ان کے حرام ہونے کا اعلان نہیں کرتے۔ اکثر نصرانی آخرت اور یوم حشر اکٹھے کئے جانے پر ایمان نہیں رکھتے اسی طرح



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



علماء کی اکثریت زندیق ہے۔ جس قوم کی یہ حالت ہو شریعت محمدیہ کے مطابق ان کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی جہاد کا حکم نہ دیا اور ان کے حواریوں نے بھی اس کو جائز نہ سمجھا۔ تو پھر اے بادشاہ! تم خون بہانے اور عورتوں کو بغیر کسی سبب و حجت قیدی بنانے اور لوگوں سے مال چھیننے کو کس طرح جائز سمجھتے ہو۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے ملکوں میں اتنے ذمی نصرانی رہتے ہیں کہ ان کی تعداد کا اللہ ہی کو علم ہے۔ مسلمانوں کا ان کے ساتھ ہمیشہ ہی اچھا سلوک رہا ہے۔ تو پھر مسلمان قیدیوں کے ساتھ وہ سلوک کیوں کیا جا رہا ہے جس کو کوئی صاحب دین و مروت پسند نہیں کرتا۔ میں یہ الزام بادشاہ پر نہیں لگا رہا ہوں۔ کیونکہ شیخ ابو العباس مقدسی آپ کے حسن سلوک کے معترف اور شکر گزار ہیں۔ یہ بات عام عیسائی رعایا کے متعلق کہہ رہا ہوں۔ کیا قیدی بھی بادشاہ کی رعایا نہیں۔ کیا حضرت مسیح اور دوسرے انبیاء علیہم السلام نے قیدیوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی وصیت نہیں کی۔ وہ وصیتیں کیا ہوئیں؟

آپ کو خوب علم ہے کہ مسلمانوں کو دھوکے سے گرفتار کیا گیا جو تمام امتوں کے نزدیک حرام ہے اور آپ کو کس طرح اطمینان ہو گیا ہے کہ مسلمان آپ پر حملہ آور نہیں ہوں گے جبکہ ان دنوں وہ جہاد کے لیے کمر بستہ ہو گئے ہیں۔ امّت محمدیہ اللہ کی اطاعت اور بندگی کرنے پر آمادہ ہو چکی ہے۔ ساحلی علاقوں کی ناکہ بندی کرنے پر ایسے امیر مقرر ہو چکے ہیں جو لڑائی کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اللہ مسلمانوں کی مدد و اعانت ضرور کرے گا۔

مسلمانوں میں ایسے جانباز بھی ہیں جو بادشاہوں کو ان کے بستروں اور ان کے گھوڑوں پر ختم کر دیتے ہیں۔ امید ہے بادشاہ مسلمانوں کی تاریخ سے ضرور واقف ہوگا۔ مسلمانوں میں اللہ کے ایسے نیک بندے بھی ہیں جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ تاتاریوں نے اپنی شان و شوکت اور کثرت پر غرور کرتے ہوئے حملہ کیا تو ان بزرگوں کی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بد دعاؤں سے وہ مصیبتوں کا شکار ہو گئے۔ لہٰذا اس قوم کا کیا حال ہو گا جو مسلمانوں سے گھری ہوئی ہے اور مسلمانوں کے ساتھ ایسا سلوک کر رہی ہے جس کو کوئی عقلمند مسلمان اور ذمی ہرگز پسند نہیں کرتا۔

دنیا بھر کے عقلاء مسلمانوں کے دین کی فضیلت پر متفق ہیں۔ یہاں تک کہ فلاسفہ بھی یہی کہتے ہیں کہ دنیا کو اسلام سے بہتر دین نہیں ملا۔ اس کی پیروی کرنے پر دلائل قائم ہو چکے ہیں۔

بادشاہ اس حقیقت سے ضرور آگاہ ہو گا کہ اس وقت تم سے انتقام لینا آسان ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر نرمی اور بہتر طریقہ سے آپ کے ساتھ گفتگو کروں اور اتباع حق میں آپ کا ممد و معاون بن جاؤں۔ اگر بادشاہ کے پاس ایسے لوگ ہوں جن کے دین و عقل پر اس کو پورا بھروسہ ہو تو اصول علم اور حقائق ادیان کے متعلق بادشاہ کو ان سے بحث کرنی چاہیے اور ان نصرانیوں کی طرف داری سے بچنا چاہیے جو صرف مقلد ہیں اور عقل و دین کی بات سوچنے اور سمجھنے کی ان میں اہلیت و صلاحیت نہیں۔ ان کی حیثیت محض چوپایوں جیسی یا ان سے بدتر ہے۔

آپ کو لازم ہے کہ اللہ کی ہدایت کے طلبگار رہیں اور دعا کرتے رہیں: اے اللہ! مجھ کو حق کی راہ دکھا اور اس کی پیروی کرنے میں میری مدد فرما اور مجھ کو باطل سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ اے جبرائیل، میکائیل، اور اسرافیل کے رب، آسمانوں اور زمین کے بنانے والے اور غیب و حاضر کی باتیں جاننے والے! تیرے بندوں کا آپس میں جو اختلاف ہے۔ اس بارے ٹھیک فیصلہ صرف تو ہی کر سکتا ہے۔ مجھے اس اختلاف میں حق کی راہ دکھا دے۔ بے شک تو ہی جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

اپنے خط میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی واضح کیا کہ بادشاہ کے لیے میں وہی



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



چاہتا ہوں جو اس کے دین اور دنیا میں کام آئے۔ اور وہ دو چیزیں ہیں:

ایک یہ کہ بادشاہ کو علم و دین کی معرفت حاصل ہو۔ اس پر حق کا انکشاف ہو اور اس کا شبہ زائل ہو۔ تا کہ وہ اللہ کی خالص عبادت کر سکے اور یہی چیز اس کو دنیا بھر کی دولت اور سلطنت سے بہتر اور مفید ثابت ہوگی۔

دوسری یہ کہ مسلمان قیدیوں کو چھڑانے اور رہا کرنے میں خود بادشاہ اور مسلمانوں کا بھلا ہے۔ کیونکہ ان کے ساتھ بُرا رویہ اختیار کرنے میں بادشاہ کے دین کو نقصان ہوگا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم ہے جو کوئی تجھے طمانچہ مارے، تو اس کے سامنے اپنا دوسرا گال بھی کر دے اور جو تیری چادر لینی چاہے تو اپنی قمیض بھی اتار کر اس کو دے دے۔ تعجب ہے کہ مسیحی اس تعلیم پر عمل کیوں نہیں کر رہے ہیں۔ مسلمان قیدی کمزور و ضعیف ضرور ہیں لیکن جب ان کی تعداد بڑھ جائے گی تو اللہ کا غصہ بھی زیادہ ہو جائے گا اور پھر ایک دن آئے گا کہ جس میں اس کا عذاب نازل ہوگا۔

قبرص میں مسلمان قیدیوں پر خاموشی کس طرح ممکن ہے جبکہ وہ فقیر و کنگال ہیں۔ ان کی کوئی مدد کرنے والا نہیں۔ شیخ ابوالعباس مسلمانوں کے بزرگ ہونے کے باوجود فقیر ہیں۔ بڑی مشکل سے اپنا فدیہ ادا کرنے کے بعد آزاد ہوئے۔ اسلام فقراء و ضعفاء کی مدد و اعانت کا حکم دیتا ہے۔ ہم سے زیادہ بادشاہ ان کی مدد کرنے کا ذمہ دار ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے انجیل میں کمزوروں کی مدد کرنے کی وصیت کی۔ نصرانیوں کی بھلائی دھوپ اور بارش کی مانند ہونی چاہیے جس سے ہر کوئی فائدہ اٹھائے اور اس میں دوست دشمن کی کوئی تمیز نہ ہو۔ اگر بادشاہ اور اس کے ساتھی مسلمان قیدیوں پر رحم کریں گے تو اس کا اجر اللہ سے پائیں گے۔ عام نصرانی جانتے ہیں کہ مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام کو رسول مانتے ہیں اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ ان کو کیونکر جائز ہوگا کہ وہ مسلمانوں سے لڑائی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کریں۔

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ مسلمانوں نے ہم سے جنگ کی، تو اس کا یہ کہنا ان کے بارے میں درست نہیں ہوسکتا کیونکہ ان کو تم نے دھوکے سے گرفتار کیا ہے۔ رہ گئے وہ مسلمان جنھوں نے تم سے جنگ کی ابتداء کی، تو اس بارے میں وہ معذور ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام کا حکم ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے لڑائی کی جائے۔ پس جو بھی اس حکم کا اتباع کرے گا وہ اللہ کے حکم کے تابع ہوگا۔ اس پر کوئی گرفت نہ ہوگی۔ شرط یہ ہے کہ وہ لڑائی اپنی نفسی خواہش کو پورا کرنے اور شیطان کی پیروی کرنے کے لیے نہ ہو۔

نصرانیوں میں کئی بادشاہ اور علماء ہوئے ہیں جو دین اور معرفت کے لحاظ سے دوسروں پر فضیلت رکھتے تھے۔ وہ مسلمانوں کی قدر پہچانتے تھے اور ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرتے تھے جس سے ان کو دنیا اور آخرت میں فائدہ حاصل ہوا۔ قیدیوں کو رہا کرنا اور غلاموں کو آزاد کرنا ایک مستحسن فعل ہے جس کی تعریف میں انبیاء اور صدیقوں کا کلام پایا جاتا ہے۔

اس دنیا میں مسلمان خیر و شر میں دوسروں کا بدلہ دینے میں سب سے زیادہ قادر ہیں۔ جو بھی ان سے لڑائی کرے گا اس کو بے پناہ مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بادشاہ کو معلوم ہوگا کہ گزشتہ زمانے میں مٹھی بھر مسلمان اپنے سے کئی گنا زیادہ دشمن پر غالب آجاتے تھے۔ ایسا بھی ہوا کہ چالیس ہزار مسلمان چار لاکھ نصرانیوں پر غالب آگئے۔ اب تو ان کی قوت و شوکت بہت بڑھ گئی ہے اور ان کے اندر جہاد کی رغبت پیدا ہوچکی ہے اور اس کے اجر عظیم پر پورا اعتقاد ہے۔ ایسی حالت میں وہ نصرانیوں پر کیوں نہیں غالب ہوں گے۔ تمہارے ملک میں مسلمانوں کی جو تعداد ہے اس سے کئی گنا زیادہ اسلامی ممالک



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں نصرانیوں کی نہ ہے۔ تمہارے ہاں مسلمان تنگ حال اور مفلس ہیں جبکہ اسلامی ممالک اور خاص کر شام کے ساحلی علاقوں کے نصرانی بڑے دولت منداور صاحب وجاہت ہیں۔ ان جیسے تو تمہارے جزیرے میں بھی نہیں پائے جاتے۔ ایسی حالت میں ان کمزور اور ضعیف مسلمانوں کو چھڑانا اور آزاد کرانا ہمارا فرض ہے۔

اس خط کے حامل ابوالعباس مقدسی نے بادشاہ اور اس کے بھائیوں کی تعریف کر کے ہمارے دلوں کو بادشاہ کی طرف مائل کیا ہے اور اسی وجہ سے بادشاہ سے خط و کتابت کی ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ بادشاہ کو بھلائی اور علم و دین سے بڑی رغبت ہے۔ میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا ایک نائب ہوں۔ بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کو اچھا مشورہ دینا اور ان سے بھلائی کی درخواست کرنا میرا فرض ہے۔ امت محمدیہ کا یہی کام ہے کہ لوگوں کے لیے دین و دنیا کی بھلائی چاہے۔ ان کو نیک کاموں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے اور اللہ کی طرف بلائے۔ دینی اور دنیاوی مصالح کے حصول کے لیے ان کی مدد کرے۔

بادشاہ کو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہوگی جس سے مسلمانوں کا دین واخلاق برا معلوم ہوتا ہوگا۔ جو یقیناً سچ نہیں بلکہ جھوٹ ہے۔ اگر مسلمانوں میں واقعی برے لوگ ہوں تو ان سے بھی زیادہ برے لوگ نصاریٰ میں پائے جاتے ہیں۔ ہر عقل والا جانتا ہے کہ اکثر نصرانی حضرت مسیح علیہ السلام اور حواریوں کی وصیتوں کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ ان میں سے بہت سے شراب پیتے اور سور کھاتے ہیں۔ صلیب کی تعظیم کرتے اور ایسی بدعتوں پر عمل کرتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے سفید منارے پر دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب توڑیں گے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوروں کو قتل کریں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے۔ اسلام کے سوا کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا۔ وہ کانے دجال کو بھی قتل کریں گے جس کا اتباع یہودی کریں گے۔ اللہ یہود پر مسلمانوں کو غلبہ دے گا۔ یہودی جھاڑ اور پتھر کے پیچھے پناہ لیں گے تو یہ چیزیں خود ہی کہیں گی: اے مسلمان! دیکھ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے۔ اس کو قتل کر۔ یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام پر جو ظلم کیے اس دن اللہ اس کا پورا بدلہ لے گا۔

ہمارے نزدیک نصرانیوں پر مسلمانوں کے غلبہ کے بارے میں جو روایات منقول ہیں اگر وہ بیان کروں تو یقیناً بادشاہ کا سینہ تنگ ہوگا اور ان کے سننے کی تاب نہ ہوگی۔ لیکن میں اتنا بتادوں کہ جو مسلمانوں کے ساتھ نیک سلوک کرے گا اس کا بدلہ ضرور پائے گا۔

آخر میں بادشاہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ ابوالعباس مقدسی اور مسلمان قیدیوں کے بارے میں نرمی کرے اور ان سے بہتر سلوک روا رکھے۔ ان کے دین کو بدلنے کی کوشش نہ کی جائے۔ مسلمان اس سے زیادہ بدلہ دیں گے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ میرا مقصد بادشاہ کو نصیحت کرنے اور ہر ایک کے لیے دین و دنیا کی بھلائی چاہنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ بادشاہ کو دین و دنیا کی وہ بھلائی عطا فرمائے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ خیر و برکت والی ہو۔

سب تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے ہیں جو جہانوں کا رب ہے اور تمام انبیاء و رسل علیہم السلام پر اس کی رحمتیں ہوں اور محمد ﷺ ہی خاتم النبیین والمرسلین ہیں۔

## کتاب الجواب الصحیح (رد عیسائیت)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے شاہِ قبرص کو خیر خواہی کے جذبہ کے تحت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ کے مطابق عمل کرتے ہوئے راہ حق دکھانے کی کوشش کی اور اللہ کے وحدہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لاشریک ہونے اور نصاریٰ کے عقائد باطلہ کی حقیقت کے بارے میں آگاہ کرنے کے لئے طویل خط لکھا لیکن اس طرف سے ایک کتاب آگئی جس میں نہ صرف عیسائیت کے حق ہونے پر عقلی نقلی اور سمعی دلائل دیے گئے تھے بلکہ محمد رسول ﷺ کی رسالت ونبوت کو وقتی اور مکانی ثابت کرنے پر زور لگایا گیا تھا۔ یہ کتاب عیسائیوں میں بہت مقبول تھی۔ امام رحمتہ اللہ علیہ نے جب اس کتاب کو پڑھا تو اس کے جواب میں تقریباً تیرہ چودہ سو صفحات پر مشتمل چار اجزاء میں "الجواب الصحیح لمن بدّل دین المسیح کے نام سے ایک ایسی کتاب لکھی جو اسلامی تاریخ میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ میرے پاس جو دار ابن الہیثم القاہرہ کی مطبوعہ نسخہ ہے۔ اس کے اور مطابع المجد التجاریہ کی طبع شدہ کتاب کے صفحوں کی تعداد میں فرق ہے۔ کہیں کہیں عنوانات کے الفاظ میں بھی معمولی فرق ہے لیکن متن میں کوئی فرق نہیں۔ اگرچہ یہ کتاب عیسائیوں کے عقائد باطلہ کے رد میں لکھی گئی تھی لیکن اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت ونبوت کو حتمی ختمی اور جہانی ثابت کرتے ہوئے جس طرح آپ کی سیرت طیبہ کے تمام پہلوؤں کو خوبصورتی سے اجاگر کیا ہے وہ بھی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا کمال تھا۔ کیونکہ یہود ونصاریٰ اسلام کے غالب ہونے کے باوجود اپنے ادیان کو ارفع واعلیٰ سمجھتے تھے۔ اسلامی ممالک کے اندر اور باہر اُن کی تبلیغ میں مصروف رہتے تھے۔ خاص طور پر نصاریٰ نے عقیدہ تثلیث یعنی اللہ، ابن اللہ اور روح القدس کو ایسی فلسفیانہ موشگافیوں سے مزین کر دیا تھا جو عام آدمیوں کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔

جو کتاب امام ابن تیمیہ کو ملی اس کا نام الکتاب المنطیقی الدولۃ خانی المبرھن عن الاعتقاد الصحیح والرأی المستقیم تھا۔ اس میں مندرجہ ذیل چھ فصلیں تھیں:



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



1- نصاری کا دعوی ہے: محمد ﷺ ان کی طرف مبعوث نہیں ہوئے تھے بلکہ عرب کے اہل جاہلیت کی طرف بھیجے گئے۔ قرآن میں اس کا ثبوت موجود ہے اور عقل بھی اس کو تسلیم کرتی ہے۔

2- ان کا دعوی ہے: محمد ﷺ نے قرآن میں ان کے دین کی جس پر وہ ہیں تعریف کر کے ان پر واجب کر دیا ہے کہ وہ اس پر قائم رہیں۔

3- ان کا دعوی ہے: پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونے والی آسمانی کتابیں تورات، زبور اور انجیل اور ان کے علاوہ دوسری کتابیں ان کے اس دین کی صداقت پر گواہ ہیں جس پر وہ ہیں یعنی اقانیم۔ تثلیث اور اتحاد وغیرہ۔ لہٰذا ان کو تھامے رکھنا واجب ہو جاتا ہے اور ان سے انحراف جائز نہیں۔ نہ شرع سابق اس کی تردید کرتی ہے اور نہ عقل عام اس کا رد کرتی ہے۔

4- ان کا دعوی ہے کہ تثلیث نظر معقول، شرع منقول اور ہر اصول سے ثابت ہے۔

5- ان کا دعوی ہے: وہ موحّد ہیں اور ان کے بعض الفاظ جیسے اقانیم سے تعدّد الٰہ کا جو اظہار ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایسی جنس سے ہیں جو نصوص میں تشبیہ و تجسیم کے اظہار کے لئے مسلمانوں کے نزدیک استعمال ہوتے ہیں۔

6- ان کا کہنا ہے: بے شک مسیح علیہ السلام موسی علیہ السلام کے بعد پورے کمال کے ساتھ آئے۔ اس کمال کے بعد کسی نئی شرع کی ضرورت باقی نہیں رہتی بلکہ اس کے بعد جو بھی شرع ہو گی وہ غیر مقبول ہو گی۔

مذکورہ دعووں پر غور کیا جائے تو عام سیدھے سادے انسان کو بہکانے ورغلانے کا یہ کتنا دلفریب جال ہے۔ حد تو یہ ہے کہ امام تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پہلے اور ان کے دور کے بے شمار جید علماء و فقہاء میں سے کسی ایک کو نصاری کے اس دجل و کذب کو آشکارا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرنے کا خیال نہ آیا اور اللہ کے عظیم بندے ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے چھ دعوؤں کے ابطال کے لئے تقریباً ڈھائی سو عنوانات قائم کر کے ہر دعوے کے جتنے پہلو ہو سکتے تھے ہر ایک پر قرآن وسنت، تورات وانجیل اور علوم مروج کی روشنی میں بحث کی۔ اسلامی علوم میں اللہ تعالیٰ نے ان کو جس عبور اور مہارت سے نواز رکھا تھا اس کے معترف ان کی شدید مخالفت کرنے والے بھی تھے۔ لیکن ان کی اس کتاب کا مطالعہ کرنے والوں پر عیاں ہوگا کہ ان کو یہود ونصاریٰ اور دیگر ادیان پر بھی اللہ تعالیٰ نے کمال عبور سے نواز رکھا تھا۔

اپنی اس لاجواب کتاب کے مقدمہ ص 31 میں امام رحمہ اللہ نے لکھا: مناسب ہے کہ ہم اس کا جواب ایسا لکھیں جو فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہو۔ جس میں غلط کو صحیح سے واضح کر دیا جائے۔ تاکہ عقل وخرد والے اس سے نفع حاصل کریں اور ظاہر ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو میزان حق اور کتاب کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

اپنے جواب کے اسلوب کی وضاحت بھی کر دی:

میں عیسائیوں کے اپنے الفاظ پہلے نقل کروں گا۔ پھر ہر فصل میں اصل یا فرع سب کا مناسب جواب دوں گا۔ یہ عیسائیوں کا ایسا رسالہ ہے جس پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ ہمارے زمانے کے مسیحیوں ہی میں نہیں بلکہ پہلے بھی عیسائی دنیا کا مرجع رہا ہے۔ کسی عیسائی نے بھی جب کوئی کتاب لکھی تو معمولی تغیّر کے ساتھ یہی بات لکھی۔ لہٰذا اس رسالے میں سب عیسائی عقائد موجود ہیں۔ بہت زمانے سے اس کی نقلیں اور نسخے متداول چلے آرہے ہیں۔ یہ رسالہ انطاکیہ کے علاقہ ''صیداء'' (شام) کے پادری پولس (پال) راہب کی طرف منسوب ہے۔ جس کو لکھ کر اس نے اپنے بعض دوستوں کی طرف بھیجا۔ اس پادری کی اور بھی تصانیف ہیں جو اس نے عیسائیت کی تائید ونصرت میں لکھیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ بعض نصرانیوں نے کتاب کے مصنف سے درخواست کی تھی کہ ان



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مسیحیوں کے عقائد کے بارے میں ایک کتاب لکھے جو مشرق سے لے کر مغرب تک اور جنوب سے لے کر شمال تک ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں یا سمندری جزیروں میں مقیم ہیں یا شمالی افریقہ کے شمالی ساحلی مقامات میں بسے ہوئے ہیں۔ اس مصنف نے رومی بادشاہ کے قاضی اور اسقف کا واقعہ نقل کیا ہے جس نے قبرص میں داخل ہونے سے پہلے بہت سے شہروں کی سیر کی اور بڑے بڑے مسیحی علماء سے ملاقات کی اور ان سے مسیحی دین کے متعلق مذاکرے کئے۔

بعض مسیحی علماء نے کہا: ہم سنتے ہیں کہ عرب میں ایک انسان پیدا ہوا ہے جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ جو کہتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور ایک کتاب کو بھی پیش کرتا ہے جس کے متعلق اس کا دعوی ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے اتاری گئی ہے۔ ہم نے بڑی کوشش کے بعد وہ کتاب حاصل کی ہے۔

اس اسقف نے ان سے کہا کہ جب تم نے اس کتاب کے بارے میں کچھ سنا اور اس شخص کے متعلق کچھ معلوم کیا اور بڑی کوششوں سے وہ کتاب حاصل کی تو پھر اس کی پیروی کیوں نہ کی۔ حالانکہ اس انسان نے صاف طور پر اپنی کتاب میں کہا ہے:

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ(85)﴾ [آل عمران]

اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے اس سے وہ ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں گھاٹے والوں میں سے ہوگا۔

مسیحی علماء نے جواب دیا۔ وہ کتاب عربی میں ہے اور رسول کا دعوی ہے کہ اگر اس کو غیر عربی میں نازل کیا جاتا تو کوئی اس پر ایمان نہ لاتا۔

سورۃ الشعراء کے الفاظ ہیں:



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ(198) فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ(199)﴾

اور اگر ہم اس کو بعض عجمیوں پر نازل کرتے اور وہ ان پر اس کو پڑھتا تو وہ اس پر ایمان نہ لاتے۔

اسی طرح کی چند اور آیات کا ذکر کرنے کے بعد انہوں نے کہا۔ اس سے ہمیں معلوم ہوا اس شخص کی رسالت صرف عربوں کی طرف تھی۔ وہ عیسائیوں کے لئے پیغمبر بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ اس لئے ان پر اس کی اطاعت واجب نہیں ہوتی اور اس سے پہلے جو رسول ان کے پاس آئے۔ انہوں نے ان سے خطاب ان کی زبان میں کیا۔ اسی بنا پر وہ عیسائی اپنی ہی کتاب اور اپنے ہی رسول کے احکام کی پابندی کر رہے ہیں۔ خود اس انسان محمد ﷺ کا کہنا ہے۔ سورۃ ابراہیم کی آیت ہے:

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ(4)﴾

اور ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول مگر وہ اپنی قوم کی زبان بولتا تھا۔ تاکہ ان کے لیے واضح کرے۔

سورۃ النحل کی آیت ہے:

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ(36)﴾

اور ہم نے آپ سے پہلے رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس وہ کھلی نشانیاں لائے۔

عیسائیوں کا کہنا تھا۔ اس سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ اس کا حکم صرف عربوں کے لیے ہے دوسروں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## پہلے دعوی کا جواب

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے نصاری پر واضح کیا کہ رسول اللہ ﷺ نہ صرف ان کی طرف بلکہ تمام انس وجن کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ عیسائیوں کے دعوی کے مطابق نہ آپ نے ایسا فرمایا اور نہ قرآن میں اس کا کوئی ثبوت ہے۔ انہوں نے جن آیات کا حوالہ مغالطہ دینے کے لیے دیا ہے یہ اسی جنس سے ہے جو انہوں نے تورات انجیل اور زبور کے ساتھ کیا کہ بہت سی واضح آیات کو چھوڑ کر چند متشابہ کو تھام لیا جن کا معنی انہوں نے نہ سمجھا۔ ان آیات میں مدعی نبوت کے صدق کو واضح کیا گیا ہے۔ کیونکہ نبی کی قوم اس کے صدق یا کذب کے بارے میں زیادہ آگاہ ہوتی ہے۔ اہل مکہ آپ کے صدق پر گواہ تھے۔

صحیح بخاری: کتاب الادب اور صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ سچائی کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ کیونکہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ جب آدمی ہمیشہ ہی سچ بولتا ہے۔ اور سچائی کا متلاشی رہتا ہے تو وہ عنداللہ صدیق لکھ لیا جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا: جھوٹ سے بچتے رہنا۔ کیونکہ جھوٹ برائی کی طرف مائل کرتا ہے اور برائی جہنم میں لے جاتی ہے۔ جب آدمی ہمیشہ ہی جھوٹ بولتا ہے تو وہ عنداللہ کذاب لکھ لیا جاتا ہے۔

---

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے نصاری پر پہلی گرفت یہ کی کہ انہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی عربوں کی طرف رسالت کا انکار نہیں کیا بلکہ اپنی طرف ان کی رسالت کو تسلیم نہیں کیا۔ ایک طرف رسالت کو تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ جب نبی کی رسالت کو مان لیا جائے تو پھر اس کا اتباع کرنا لازم ہوتا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے نصاری کی پیش کردہ آیات کے بارے میں یہ وضاحت بھی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کردی کہ ان کے ذریعہ پیغام دیا گیا کہ جس طرح پہلے رسول آئے اسی طرح میں رسول ہوں۔ رہی بات آپ کی رسالت کو اہل جاہلیت تک محدود کرنے کی تو امام رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے جزء کے ص 117 میں اس غلط فہمی کو بھی دور کر دیا۔ جب انہوں نے سورۃ سبا کا حوالہ دیا:

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (18)﴾

اور ہم نے آپ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔

سورۃ الاعراف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ(158)﴾

آپ کہہ دیں۔ اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ جس کے لئے زمین اور آسمانوں کی بادشاہت ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ پس اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ رسول وہ نبی اُمّی ہے جو اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے۔ اور اس پر ایمان رکھتے ہوئے اس کا اتباع کرو۔ تا کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔

عیسائیوں نے اپنی فطرت کے مطابق جو آیات ان کے مطلب کی تھیں ان کو پکڑ لیا اور جو ان کے دعوی کے خلاف جاتی تھیں ان کو چھوڑ کر ان سے منہ موڑ لیا۔

قرآنی آیات کی وضاحت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری مسلم کی روایات سے یوں کی:



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



صحیح مسلم: باب کتب النبیﷺ الی ملوک الکفار یدعوھم الی الاسلام ج2، ص 99

﴿عن انسؓ اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ کَتَبَ اِلٰی کِسریٰ وَ قَیصر وَالنَّجَاشِی وَ اِلیٰ کُلِّ جَبَّار یَدْعُوھُم﴾

حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ، قیصر، النجاشی اور ہر جبار کو اللہ عزوجل کی اطاعت اختیار کرنے کے لئے خطوط لکھے۔

صحیح مسلم: کتاب المساجد، ج1، ص199:

﴿عن ابی ہریرۃ أن رسول اللہﷺ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ بِسِتٍّ: اُعْطِیْتُ جَوَامِعُ الْکَلِم، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَا ئِمُ وَ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وطَھُورًا وَ اُرْسِلْتُ اِلَی النَّاسِ کَآ فَّةً وَ خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّونَ﴾

حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے انبیاء علیہم السلام پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جوامع کلمات دیے گئے ہیں اور میری رعب سے مدد کی گئی ہے اور میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں اور میرے لئے ساری زمین پاک یعنی سجدہ کرنے کی جگہ بنا دی گئی ہے اور مجھے دنیا کے تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہے اور میرے ساتھ نبیوں کے سلسلہ کو ختم کر دیا گیا۔

صحیح بخاری: کتاب التیمم ص48: کتاب الصلوۃ ص62 کی روایت کے مطابق آپ نے فرمایا:



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿ کَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلیٰ قَوْمِهِ خَاصَّةً وَ بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً﴾

ہر نبی علیہ السلام کو خاص طور پر اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا جبکہ میں تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

صحیح مسلم میں یہ بھی مروی ہے:

﴿بُعِثْتُ اِلیٰ کُلِّ اَحْمَرَ وَ اَسْوَد﴾

میں ہر سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

سورۃ ال عمران میں آپ سے اعلان کرایا گیا:

﴿ قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا(64)﴾

آپ کہہ دیں۔ اے اہل کتاب یعنی یہود و نصاری! اس کلمہ کی طرف آجاؤ جو تمہارے اور ہمارے درمیان برابر ہے یہ کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کریں۔ (ج 1، ص 62)

سورۃ الفرقان میں سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا(1)﴾

بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب نازل فرمائی۔ تاکہ وہ جہانوں یعنی جہان کے تمام لوگوں کو ڈرائیں۔ (ج 1، ص 44)

بشیر و نذیر ہونے کے ساتھ ایک اعزاز آپ کو ایسا ملا تھا جو کسی اور کو نصیب نہ ہوا۔

سورۃ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ(107)﴾

اور ہم نے آپ کو جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے قرآن وسنت کے حوالوں کے ساتھ حبشہ کے بادشاہ نجاشی اور نجران کے عیسائیوں کے واقعات بھی نقل کر کے ثابت کیا کہ سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت ونبوت عرب کے اہل جاہلیت تک محدود نہیں بلکہ دنیا کے تمام انس و جن کے لیے تھی۔

## دوسرے دعوی کا جواب

نصاری کے دوسرے دعوی کہ قرآن میں ان کے دین کی تعریف ہوئی ہے۔ اس لئے ان پر واجب ہے کہ اپنے دین پر قائم رہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے اس کے جواب میں لکھا: نصاری کی یہ دلیل درست نہیں۔ کیونکہ جن پر قرآن نازل ہوا ان کی رسالت کا یہ انکار کرتے ہیں اور ان پر نازل ہونے والی کتاب جس کو وہ محمد ﷺ کا کلام کہتے ہیں اس سے اپنے دین کی صداقت کو ثابت کر کے اس پر قائم رہنے کو واجب قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے خالصۃً منطقی اصطلاحات کے ذریعہ نصاری کی دلیل کا رد کرتے ہوئے واضح کیا کہ تم قرآن کی تصدیق کرتے ہو تو پھر جن کی طرف اس کو منسوب کرتے ہو ان کی بھی تصدیق کرنی ہوگی۔ جب ان کی تصدیق کرو گے تو تمہارے دین کا خود بخود بطلان ہو جائے گا۔ اگر محمد ﷺ کی تکذیب کرو گے تو قرآن کو حجت بنانا بے معنی ہو جائے گا۔

(ج 1، ص 183، فصل یتضمن بطلان احتجاجهم بالقرآن)

جہاں تک مسیح علیہ السلام اور ان کی ماں کی تعریف وتعظیم کا تعلق ہے تو وہ حق ہے۔ کیونکہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے جو اس دین پر تھے جس میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہوا تھا اور وہ محمد ﷺ پر ایمان لے آئے وہی مومنون مسلمون مھتدون تھے۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی اصلی شریعت پر جو تھے اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو وہ بھی مومنون مسلمون مھتدون تھے۔

لیکن یہود و نصاریٰ دونوں نے اپنے اپنے دین میں بہت سی تبدیلیاں کر دیں۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر لیا۔ جن کاموں کو کرنے کا حکم تھا ان کو ترک کر دیا اور جن سے روکا گیا تھا وہی کرتے تھے۔ غیر شرعی باتوں کو شرعی بنا لیا۔

اس کے برعکس امت محمدیہ کے بارے میں اللہ نے سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا(173)﴾

اور اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو جائے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اُمَّةً وَسَطًا کا معنی عَدْلًا خِيَارًا یعنی "عدل کرنے والی اعلیٰ و بہترین امت" کیا ہے۔

(ج 1، ص 262-267 فصل وجدنا فی هذا الكتاب من تعظيم السيد المسيح وامه)

قرآن میں مسخ اور تبدیل ہونے والے دین کی قطعاً تعریف نہیں ہوئی ہے بلکہ ان کے عقیدہ باطلہ کی سختی سے تردید کر دی گئی ہے۔ سورۃ المائدہ میں اللہ نے فرمایا ہے:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ وَ مَا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ (72) لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (73)﴾

بے شک انہوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا بلاشبہ اللہ ہی مسیح بن مریم ہے۔ حالانکہ مسیح علیہ السلام نے کہا: اے بنی اسرائیل! میرے اور اپنے رب کی عبادت کرو۔ جو بھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنائے گا اللہ نے یقیناً اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم کی آگ ہوگا۔ اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہوں گے۔ بے شک اس نے کفر کیا جس نے کہا اللہ تو تین میں سے تیسرا ہے۔ حالانکہ الہ واحد کے سوا کوئی الہ نہیں۔ (ج1، ص117)

عیسائیوں کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی طرح رسول اور معصوم تھے۔ قرآن میں ان کا ذکر ہوا ہے اور انہوں نے ہمیں ڈرایا اور پیغام پہنچایا اور انہوں نے کئی معجزے دکھائے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یوں دیا کہ عیسائی خود تسلیم کرتے ہیں کہ حواری رسول تھے لیکن نبی نہ تھے۔ جب وہ نبی نہ تھے تو پھر معصوم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ نبی کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے اللہ کے ولی کرامتیں دکھانے کے باوجود معصوم نہ تھے۔ مسلمانوں کے نزدیک ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم حواریوں سے افضل تھے لیکن وہ بھی معصوم نہ تھے۔

عیسائیوں نے حواریوں کو رسول کہا لیکن ان کی نبوت کا انکار کر دیا۔ اس دعویٰ میں ہی تناقض ہے۔ اصل میں وہ مسیح علیہ السلام کو اللہ مان کر حواریوں کو رسول کہتے ہیں۔ اور یہ اصل باطل ہے۔ مناظرے اور مجادلے میں اچھے اسلوب کا خیال رکھا جاتا ہے اور وہ حواریوں کا رسول ہونا اس وقت تک ثابت نہیں کر سکتے جب تک مسیح علیہ السلام کو اللہ ثابت نہ کریں اور یہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عقل اور سمع ہی سے ثابت ہوسکتا ہے۔ جبکہ ہماری عقل اس پر گواہی نہیں دیتی اور عیسائی بھی عقل سے عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ ہونا ثابت نہیں کرتے۔ بلکہ ان کا اللہ ہونے کو ممکن مانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ دلیل بھی باطل ہے۔ رہ گئی سمع سے ان کا اللہ ثابت ہونا تو انبیاء علیہم السلام سے ایسے الفاظ نقل کرتے ہیں جن سے ثابت ہو کہ مسیح علیہ السلام اللہ تھے۔ یہ دلیل بھی دوسری دلیلوں کی طرح باطل ہے۔ کیونکہ مسیح کے اللہ ہونے کا ثبوت ان کتابوں سے ثابت ہوسکتا ہے جن کی صحت ثابت ہو اور اسی طرح حواریوں کا رسول و معصوم ہونا اسی وقت ثابت ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت ثابت ہو، جو محال ہے۔ جب توراۃ و انجیل کی اصل کو ہی بدل دیا گیا تو الوہیت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

عیسائیوں نے ایک زبردست دھوکہ دینے کی یہ کوشش کی کہ سورۃ یٰسین میں جن رسولوں کا ذکر ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ہی تھے۔ اصل میں اس مغالطے کی بنیاد قتادہ کا قول تھا جو تفسیر طبری میں منقول ہے۔ حالانکہ امام طبری نے ان کے علاوہ قرآن کی تفسیر بیان کرنے والوں کے حوالے سے اس کی تردید کردی۔

پ22، ص155-156 میں قتادہ کا قول ہے: ذُكِرَ لَنَا اِنَّ عيسىٰ بن مَرْيَمَ بَعَثَ رَجُلَيْنِ مِنَ الحَوَ اريين اِلىٰ اِنطَاكِية مَدِيْنَة بالرُّوم فَكَذَّبُوهُمَا فعزهما بثالث "ہمارے لئے ذکر کیا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں میں سے دو آدمیوں کو روم کے شہر انطاکیہ کی طرف بھیجا تو لوگوں نے دونوں کو جھٹلایا تو آپ نے تیسرے سے ان کی مدد کی۔

امام ابن جریر طبری کے الفاظ ہیں:

وَقَالَ اٰخرُونَ بَلْ كَانُوا رُسُلًا اَرْسَلَهُمُ اللهُ اِلَيهِم

اور دیگر کا قول ہے بلکہ وہ رسول تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے بستی والوں کی طرف بھیجا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان کی کذب بیانی کو سورۃ یٰسین میں اللہ تعالیٰ کے ہی کلمات سے خوب رد کیا:

﴿اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ(14) قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا(15)﴾

جب ہم نے ان کی طرف دو کو بھیجا تو انہوں نے ان دونوں کی تکذیب کی تو ہم نے تیسرے سے ان کی مدد کی۔ پس انہوں نے کہا: ہم تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اہل قریہ نے کہا: تم تو ہماری ہی مثل انسان ہو۔

اس آیت سے واضح ہے کہ وہ تین اللہ کے بھیجے ہوئے رسول تھے نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے حواری۔

جب اہل قریہ نے رسولوں کو جھٹلایا اور ایک ایمان لانے والے کو شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی کے چراغ ایک ہی چیخ کے ذریعے بجھا دیئے۔ عجیب بات یہ ہے کہ قرآن حکیم میں بستی کا کوئی نام نہیں دیا گیا۔ شمعون اور بولص کو رسول ثابت کرنے والوں نے ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے اور شہادت پا کر جنت میں داخل ہونے والے اس آدمی کا ذکر نہیں کیا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسین میں خود فرمایا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دلائل سے ثابت کیا کہ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے پہلے کا ہے۔ کیونکہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی بستی کو عذاب سے تباہ نہیں کیا گیا بلکہ کفر پر ڈٹے رہنے والوں سے جہاد کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اصل میں جس شمعون اور بولص کا ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد انطاکیہ آئے اور سب سے پہلے ان پر ایمان لانے والے انطاکیہ ہی کے لوگ تھے۔ جبکہ قرآن میں مذکورہ بستی کو ایمان نہ لانے اور ایمان لانے والے کو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



شہید کرنے پر عذاب کے ذریعہ ختم کر دیا گیا تھا۔ حواری لغوی معنی میں پیغام بر تھے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے رسولوں کی طرح رسول تھے۔
(ج1، ص279 تا 283)

## چار اناجیل کی حقیقت

چونکہ قرآن حکیم میں توراۃ وانجیل کا ذکر آسمانی صحیفوں اور کتابوں کی صورت میں ہوا اور جو اپنی اصلی حالت میں تھیں ان کی تعریف بھی ...ب ہوئی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عیسائیوں نے مروجہ تبدیل و مسخ شدہ اناجیل ہی کو آخری شریعت قرار دیتے ہوئے کہا کہ جس کی ان کو ضرورت تھی وہ ان کو مل گئی ہے اب اور شریعت کی نہ ضرورت ہے اور نہ وہ مقبول ہوگی۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اناجیل اربعہ کی حقیقت پر روشنی یوں ڈالی کہ ان کے ہاتھوں میں جو انجیل ہے۔ اس کے بارے میں خود ان کا اعتراف ہے کہ مسیح علیہ السلام نے نہ اس کو لکھا اور نہ اس کی املاء اس کو کرائی جس نے اس کو لکھا۔ بلکہ ان کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے بعد اس کو "متی" اور "یوحنا" نے لکھوایا۔ دونوں مسیح علیہ السلام کے ساتھ رہے تھے۔ پھر اتنے لوگوں نے انجیل کو حفظ بھی نہ کیا کہ جن کی تعداد تواتر کو پہنچ جاتی۔ "لوقا" اور "مرقس" دونوں نے مسیح علیہ السلام کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ ان چاروں نے مسیح علیہ السلام کی چند باتوں اور خبروں کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ان کے تمام اقوال وافعال قلم بند نہیں کیے۔ دو یا تین یا چار نے جو نقل کیا، جائز ہے کہ وہ غلط ہو۔ خاص طور پر مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے والی بات ان پر مشتبہ ہو گئی۔ اس کے باوجود حواریوں کو عیسائی حضرت موسیٰ اور خود عیسیٰ علیہما السلام کی مثل ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ (ج1، ص346)

حواریوں کے بارے عیسیٰ علیہ السلام نے جو کہا، اس کے چند حوالے مروجہ اناجیل میں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حسب ذیل منقول ہیں:

متّی: باب 17، آیت 31۔ پطرس سے کہا۔ اے کم اعتقاد! تو نے کیوں شک کیا۔

متّی: باب 16، آیت 8۔ کم اعتقادو! تم آپس میں کیوں چرچا کرتے ہو کہ تمہارے پاس روٹی نہیں۔

مرقس: باب 16، آیت 17۔ پھر وہ ان گیارہ کو جب وہ کھانا کھانے بیٹھے دکھائی دیا تو اس نے ان کی بے اعتقادی اور سخت دلی پر ان کو ملامت کی۔

لوقا: باب 9، آیت 71۔ یسوع نے جواب دیا۔ اے بے اعتقاد اور کج رو قوم! میں کب تک تمہارے ساتھ رہوں گا۔

یوحنا: باب 13، آیت 38۔ شمعون پطرس سے کہا۔ مرغ بانگ نہ دے گا، جب تک تو میرا تین بار انکار نہ کرے گا۔ یوحنا: باب 13، آیت 21۔ تم میں سے ایک مجھے پکڑوائے گا۔ آیت 26-27۔ جسے میں نوالہ ڈبو کر دوں گا۔ وہی ہے۔ پھر اس نے نوالہ ڈبویا اور لے کر شمعون اِسکریوتی کے بیٹے یہوداہ کو دے دیا۔ اور شیطان اس میں سما گیا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان و یقین کی بھی ایک جھلک دکھادی۔ جنگ بدر سے پہلے آپ مہاجروں اور انصار سے مشاورت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ جنگ ایسی تھی جس کے لئے مسلمانوں کی کوئی تیاری نہ تھی۔ دوسری طرف قریش مکہ ساز و سامان سے لیس ہو کر ایک ہزار جانبازوں کے ساتھ بدر کے مقام پر پہنچ گئے تھے۔ مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ ایسے حالات میں اہل مکہ سے ٹکرانا واقعۃً بہت بڑی آزمائش تھی۔ صحیح بخاری کتاب المغازی میں تفصیلاً یہ عجیب واقعہ منقول ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اختصاراً اس کا حوالہ دیا۔ یعنی جب مشاورت ہوئی تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا: "اللہ کی قسم، ہم آپ سے وہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم اور تمھارا رب دونوں جاؤ اور دشمن سے قتال کرو۔ ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔"

بلکہ ہم آپ کے آگے ہو کر اور پیچھے ہو کر اور دائیں اور بائیں ہو کر لڑیں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ اگر آپ ہمیں سمندر کے کنارے لے جا کر خود اس میں داخل ہو جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ داخل ہو جائیں گے۔ اگر آپ ہمیں برک غماد تک جانے کو کہیں گے تو آپ کے ساتھ جائیں گے اور ہرگز آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ حالانکہ برک الغماد تک سفر کرنے میں کئی راتیں لگ جاتی تھیں۔ (ج2، ص283)

کیسے حواری تھے کہ کسی نے بھی اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کی کوشش نہ کی۔ بلکہ پطرس نے واقعی ان کا انکار مرغ کی بانگ دینے سے پہلے ہی کر دیا اور ایک حواری نے چند سکوں کے بدلے ان کو پکڑوا دیا۔ اس کے باوجود عیسائیوں کے نزدیک وہ رسول تھے۔

## اناجیل کا قرآن حکیم سے موازنہ

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے الجواب الصحیح کے مختلف مقامات پر اناجیل کا مختلف زاویوں اور پہلوؤں سے جائزہ لینے کے بعد قرآن حکیم کے بارے میں واضح کیا کہ اس کی آیات کے نزول کے ساتھ ہی ان کو سینوں میں محفوظ کر لیا جاتا تھا کہ لکھے ہوئے قرآن سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مستغنی رہیں۔

صحیح مسلم (رقم 2865) کی روایت ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے رب کا ارشاد ہے۔ میں آپ پر ایسی کتاب نازل کروں گا کہ جس کو پانی دھو نہیں سکے گا یعنی مٹا نہیں سکے گا۔ آپ اس کو سوتے جاگتے پڑھا کریں گے۔ یعنی جس طرح پہلی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کتابوں کے نسخے معدوم ہو گئے۔ ان لوگوں کے دلوں میں ان کی کتابیں محفوظ نہ رہ سکیں۔ قرآن حکیم کے ساتھ ایسا نہیں ہو گا۔ اگر لکھے ہوئے مصاحف کو مٹا بھی دیا جائے گا تو بھی حفاظ اپنے سینوں میں محفوظ قرآن کو تواتر سے آگے حفظ کراتے رہیں گے۔ اگر کہیں لکھے ہوئے قرآن میں کوئی تبدیلی کر دی جائے تو مسلمانوں کے بچے بھی اس سے آگاہ ہوں گے۔ کیونکہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی لے رکھا ہے اور حفاظ کے ذریعے یہ ذمہ داری ادا ہو رہی ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے یہ بھی وضاحت کر دی کہ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ کے افعال و شریعت اور معجزات کا انہوں نے مشاہدہ کیا۔ انہوں نے قرآن سنا۔ یاد کیا۔ آپ کی زندگی مبارک میں وہ پورا ضبط تحریر میں لایا گیا۔ قرآن یاد رکھنے اور رکھانے کا عملی طریقہ تین نمازوں میں اس کی جہری تلاوت بھی تھی۔ قرآن حکیم کی حفاظت جس طرح اللہ تعالیٰ نے کرائی، دنیا اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ اگرچہ قرآن حکیم یاد کرنے کے ساتھ صحابہ کے پاس کئی حصوں میں کاغذوں، چمڑوں، اونٹ بکری کی شانے کی ہڈیوں، کھجور کی ٹہنیوں، پتھر کی باریک سلیٹوں وغیرہ پر لکھا ہوا موجود تھا۔ لیکن کتابی صورت میں لانے کا شرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر سید الانبیاء محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے ایک سال بعد ہی حاصل ہوا۔

صحیح بخاری کے ''باب جمع القرآن''، میں اس کی تفصیل زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے:

جنگ یمامہ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا۔ جب میں ان کے پاس گیا تو دیکھا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ عمر میرے پاس



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آئے اور کہا: یمامہ کا دن قرآن کے قراء کے لیے بڑا سخت ثابت ہوا اور مجھے خوف ہے کہ اگر قرآن کے قراء اسی طرح دوسری جگہوں میں بھی شہید ہوئے تو قرآن کا اکثر حصہ ان کے ساتھ ہی چلا جائے گا۔ لہٰذا میری رائے ہے کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: وہ کام آپ کیسے کریں گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم اس میں بھلائی ہے۔ چنانچہ عمر اس پر گفتگو کرتے رہے کہ اللہ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور عمر کی جو رائے تھی اس سے میں بھی متفق ہو گیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے زید تم نوجوان عقلمند آدمی ہو۔ تم کو ہم جھوٹ سے متہم نہیں کرتے اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی لکھا کرتے تھے۔ اس لئے جن جن لوگوں کے پاس قرآن ہے، اس کو تلاش کر کے کتاب کی صورت میں جمع کرو۔

زید بن ثابت کا کہنا ہے۔ اللہ کی قسم، اگر وہ مجھے پہاڑوں میں سے کسی ایک پہاڑ کو کاٹ کر کسی اور جگہ منتقل کرنے کو کہتے تو میرے لیے اتنا مشکل نہ ہوتا جتنا قرآن کو جمع کرنے کا حکم مجھ پر بھاری ہوا۔ میں نے کہا: جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا وہ آپ کیسے کریں گے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم، اس میں بھی بھلائی ہے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھے سمجھاتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لیے کھول دیا۔ جس کے لئے ابوبکر اور عمر کا کھولا تھا۔ چنانچہ میں قرآن کو جمع کرنے کی کوشش میں لگ گیا۔ میں نے قرآن کو کھجور کی ٹہنیوں، پتھر کی باریک سلیٹوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کر لیا۔ سورۃ توبہ کی آخری دو آیتیں صرف خزیمہ انصاری سے مجھے ملیں۔ ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ سورۃ برأت کے آخر تک۔ پھر وہ صحیفے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے۔ جب اللہ کے قانونِ موت کے تحت انہوں نے وفات پائی تو وہ صحیفے عمر



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فاروق کی زندگی میں ان کے پاس رہے۔ ان کی وفات کے بعد عمر فاروق کی بیٹی ام المومنین حفصہ کے پاس پہنچ گئے۔

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری ج 9، ص 16 میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ہی نقل کیا ہے: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد میں نے ان صحیفوں کو ایک ہی صحیفے میں جمع کر دیا۔ یعنی کتابی صورت دے دی۔

حافظ ابن حجر نے یہ بھی لکھا ہے: جب قرآن کو جمع کرنے کا فیصلہ ہو گیا۔ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا: جس کے پاس قرآن کا وہ حصہ ہے جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر لکھا تھا وہ لے آئے۔ اور کوئی حصہ اس وقت تک نہیں لکھا جاتا تھا جب تک اس پر دو گواہیاں قائم نہ ہو جاتیں۔ زید رضی اللہ عنہ اگرچہ خود بھی قرآن کے حافظ تھے لیکن احتیاط کے طور پر دو گواہوں کی گواہی کو ضروری خیال کرتے تھے۔

سورۃ توبہ کی آخری دو آیتوں کے بارے میں واضح کیا ہے کہ وہ کسی اور کے پاس لکھی ہوئی نہ تھیں۔ جب خزیمہ نے یہ پیش کیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی تائید میں گواہی دی۔

فتح الباری میں یہ بھی منقول ہے کہ جنگ یمامہ میں شہادت پانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد سات سو یا اس سے بھی زیادہ تھی۔

صحیح بخاری: کتاب المغازی ص 586 میں بئر معونہ کے مقام پر شہادت پانے والے صحابہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر آدمیوں کو کسی حاجت کے لئے بھیجا جن کو قراء کہا جاتا تھا۔ یعنی قرآن کے وہ حافظ تھے۔ ان کو دھوکے سے شہید کر دیا گیا تھا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک میں ہی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہزاروں صحابہ رضی اللہ نے قرآن کو حفظ کر لیا تھا۔ حفظ کرنے والوں کے پاس مختلف شکلوں میں لکھے ہوئے صحیفے بھی تھے جن کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جمع کرایا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کتابی صورت دی۔ مسلمانوں کے ہاں قرآن و حدیث کے بارے میں سند کی پرکھ جس طرح کی جاتی ہے یہ اعزاز بھی دنیا میں صرف اہل اسلام کو ہی حاصل ہے۔

جبکہ اناجیل کے بارے میں ان کی سند ہی کوئی نہیں، تو اس میں وضع کردہ عقائد باطلہ کی حقیقت کیا ہوگی جن میں رومی اور یونانی عقائد کی آمیزش ہو چکی ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے: جس طرح عیسائی اپنی اناجیل کے بارے میں گمان کرتے ہیں۔ اگر بالفرض ان کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ ان کی حیثیت سیرت یا احادیث کی کتابوں جیسی ہوگی۔ حالانکہ سیرت اور احادیث کی روایات مسلمانوں کے نزدیک وہ قابل قبول ہوتی ہیں جن کی اسانید متصل ہوں اور راوی ثقہ اور عدول ہوں۔

(فصل فی بطلان قیاس کتابھم علی القران، ص371)

قرآن حکیم کی صداقت کا اہم ترین پہلو یہ ہے کہ دنیا میں بولی جانے والی زبانوں کے باوجود قرآن جس زبان میں نازل ہوا اسی میں پڑھا اور حفظ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح نماز بھی اسی زبان میں پڑھی جاتی ہے جس میں سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھائی اور پڑھائی۔ جبکہ اناجیل کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان عبرانی تھی اور کہا جاتا ہے کہ متی کی لکھی ہوئی انجیل عبرانی میں تھی۔ لیکن ساری دنیا میں متی کا لکھا ہوا ایک بھی نسخہ موجود نہیں۔ اس کے باوجود دعوی کیا جاتا ہے کہ اناجیل اللہ کا کلام ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## نصاریٰ کے تیسرے اور چوتھے دعوی کا جواب

قبرص سے آنے والی کتاب المنطیقی کا تیسرا دعوی یہ تھا کہ تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام کے صحیفے اور آسمانی کتابیں جیسے تورات، زبور اور انجیل موجودہ مسیحیت کی تعریف کرتی ہیں اور اقانیم ثلاثہ، تثلیث اور اتحاد کے عقائد کی صحت پر گواہ ہیں۔ جب پہلی شریعتیں اس کے خلاف نہیں اور ہماری عقل بھی اس کو غلط ثابت نہیں کر سکتی تو دینِ مسیحیت پر قائم رہنا کیسے مذموم ہو سکتا ہے۔

نصاریٰ کا چوتھا دعوی تھا کہ تثلیث کا مسئلہ عقل اور نقل دونوں سے ثابت ہے۔

چونکہ مسئلہ تثلیث تیسرے دعوی کا ہی حصہ ہے۔ اس لئے امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ نے دونوں کا جواب بڑی تفصیل کے ساتھ عقل اور نقل ہی سے دیا اور انہوں نے واضح کر دیا کہ جو فلسفیانہ انداز نصرانیوں نے اپنے دین باطلہ کو حق ثابت کرنے کے لئے اپنایا ہے وہ سراسر گمراہی ہے۔ کیونکہ جو اصطلاحیں انہوں نے وضع کی ہیں ان کا ذکر پہلے صحیفوں اور آسمانی کتابوں میں نہیں ملتا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے **فصل فی شهادة علمائهم على التحريف** ج 1، ص 567 میں لفظ اقانیم جو کہ اُقنُوم کی جمع ہے۔ اس کے بارے میں لکھا کہ یہ لفظ رومی ہے اور اس کا معنی "اصل" ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور حواریوں میں سے کسی نے یہ لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ بعد والوں نے اس کو کبھی بیٹے کے لیے اور کبھی اللہ کے علم کے لیے اور کبھی اللہ کی حکمت کے لیے اور کبھی اللہ کے کلمہ کے لیے اور کبھی اللہ کی بات اور روح القدس کے لیے اور کبھی حیاۃ اللہ کے لیے اور کبھی اللہ کی قدرت کے لئے استعمال کیا ہے۔

اصل میں اس کی بنیاد متی کی انجیل کے باب 28 کی آیت 19 ہے۔ جس کے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مطابق عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے گیارہ شاگردوں کو حکم دیا۔تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اوران کو باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو۔ بپتسمہ سے مراد بچے یا کسی انسان کو پانی میں ڈبکی لگوانا ہوتا ہے۔ باپ، بیٹے اور روح القدس کی بنیاد یہی آیت ہے۔ اسی کو اقانیم ثلاثہ اور اسی کو تثلیث اور اسی کو اتحاد کہا جاتا ہے۔ یعنی اللہ ایک اُقنوم، مسیح علیہ السلام دوسری اقنوم اور روح القدس تیسری اقنوم یعنی تینوں تین ہیں اور تینوں اتحاد کے ذریعے ایک ہیں۔

اس کی مثال انہوں نے یہ دی۔ جیسا کہ تورات میں ہے اِلٰهُ اِبْرَاهِیم اور اله اِسْحَاق اور اِلٰهُ یَعْقُوب اس سے تین اِلٰہ ثابت ہوتے ہیں۔ حالانکہ اِلٰہ تو ایک ہی ہے۔کوئی عقلمند ان کے تین ہونے کو تسلیم نہیں کرے گا۔

سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (133)﴾

کیا تم موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام کی موت کا وقت آیا۔ جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے کہا: ہم تمہارے الہ اور تمہارے آباؤ اجداد کے الہ یعنی ابراھیم اور اسمعیل اور اسحاق علیہم السلام کے اکیلے ایک الہ کی عبادت کریں گے۔

عیسائیوں نے جب دیکھا کہ قرآن حکیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کو خوب اچھی طرح واضح کر دیا گیا ہے تو انہوں نے تورات، زبور اور انجیل میں سے ایسی آیات لیں جن کی تفسیر میں تبدیلی کر کے اپنے عقائد باطلہ کی تائید کر سکتے تھے۔ ان میں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سے ایسی ایک مرقس کی انجیل کے باب 16 کی آیت 19-20 ہے۔ غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا اور خدا کے دائیں طرف بیٹھ گیا۔ پھر انہوں نے نکل کر ہر جگہ منادی کی اور خداوند اِن کے ساتھ کام کرتا رہا اور کلام کو ان معجزوں کے وسیلہ کے ساتھ ثابت کرتا رہا۔

عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق یسوع مسیح مصلوب ہونے کے تین دن بعد آسمان پر جا کر خدا کے دائیں جانب بیٹھ گیا۔ ان کے فلسفیوں نے یہاں لاھوت اور ناسوت کی اصطلاح میں الجھا کر خدا کو لاھوت بنایا اور عیسٰی علیہ السلام کو ناسوت بنا کر دونوں کو مریم علیھا السلام کے بطن میں متحد کر دیا۔ پھر اللہ کے دائیں جانب بٹھا کر عیسٰی علیہ السلام کو الٰہِ تام اور انسانِ تام یعنی مکمل معبود اور مکمل انسان بنا دیا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا کہ یہ عقیدہ یا ایسا قول آسمانی کتابوں میں سے کسی میں نہیں ہے اور نہ کسی نبی یا رسول علیہ السلام نے ایسی بات کہی ہے۔

عیسائیوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اللہ ہی عیسٰی تھے اور عیسٰی اللہ کے بیٹے ہیں۔ وہی رب العالمین ہیں۔ وہی آسمانوں اور زمین کے خالق ہیں۔ وہی الٰہِ حق۔ الٰہِ حق میں سے ہیں۔ اپنے باپ کے جوھر میں سے پیدا کئے گئے غیر مخلوق ہیں۔ جوہر کے اعتبار سے اپنے باپ کے مساوی ہیں۔ وہ اللہ کے اکیلے بیٹے تمام زمانوں سے پہلے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جس طرح شعاع سورج سے الگ نہیں ہوتی اور دودھ میں ملا ہوا پانی دودھ ہو جاتا ہے یا آگ میں ڈالا گیا لوہا آگ ہو جاتا ہے یا آگ کی حرارت آگ سے الگ نہیں ہوتی۔ اسی طرح حضرت عیسٰی اپنے باپ سے متحد ہیں۔

ظاہر ہے یہ ایسا عقیدہ ہے کہ کسی بھی پڑھے لکھے یا سادے انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اخبارات میں اسلام میں داخل ہونے والوں اور عیسائیت سے تائب ہونے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



والوں کی عموماً وجہ ان کا یہی گنجلک عقیدہ بیان کی جاتی ہے۔

بڑی سیدھی سی بات ہے۔ جب اللہ ہی ابن اللہ اور ابن اللہ ہی اللہ ہے تو تثلیث خود بخود ختم ہو گئی۔ اسی طرح اقانیم والا معاملہ بھی باطل ہو گیا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فصل فی تناقض ما قالوا فی الامانۃ۔ فصل فی القول فی بطلان التثلیث اور فصل فی بطلان کون الثلاثۃ الھا واحدا میں عقل ونقل سے ان کے عقائد کا رد کیا ہے۔ اسی طرح روح القدس کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے انہوں نے ایک فصل اسی عنوان سے قائم کی ہے۔ پھر اس کی ذیلی فصلوں میں ثابت کیا ہے کہ اس سے مراد جبرئیل امین ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس آتے تھے۔ سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (87اور253)﴾ ''اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو واضح نشانیاں دیں اور ان کی مدد روح القدس سے کی۔''

شاہ حبشہ النجاشی کا واقعہ تفصیل سے نقل کر کے وضاحت کی ہے کہ اس نے جب جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے سورۃ مریم سنی اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اہل اسلام کے عقیدہ سے آگاہ ہوا تو اس نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا۔ جو تم نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا وہ اس تنکے جتنے بھی اس سے زیادہ نہ تھے۔

(ج1،ص 86 سیرت ابن ہشام ج1،ص 337)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد جو مشرکانہ عقائد وضع کیے گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا ان سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس کو غلو سے تعبیر کیا ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## نصاریٰ کے پانچویں دعوی کا جواب

عیسائیوں کا کہنا ہے کہ وہ بھی مسلمانوں کی طرح توحید پرست ہیں۔ ان کے منہ سے اقانیم اور تعدد خدا کے جو الفاظ نکلتے ہیں ان کی وہی حیثیت ہے جو مسلمانوں کے منہ سے تشبیہ اور تجسیم جیسے نکلنے والے الفاظ کی ہوتی ہے۔

اس دعوی کا پہلا حصہ بہت بڑا فریب اور دھوکہ ہے۔ جس کو اپنی کتاب کی ''فصل فی بطلان کون الثلاثة الها واحدا'' میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے آشکارا کرتے ہوئے اسلام کے اہل علم کے لئے زبردست رہنمائی مہیا کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ شاہ قسطنطین کی موجودگی میں نصاریٰ کے اکابرین نے جو ''امانت'' وضع کی تھی اس میں تمہارے ایمان کا جو عقیدہ ہے تمہارا دعوی اس کے مخالف ہے۔ مناظرے کے لئے وہ کہہ رہے ہو جس پر تمہارا اعتقاد نہیں اور دو باتیں تمہارے دین میں یہ معروف ہیں کہ دین میں تناقض ہو اور مناظرے میں وہ کہہ دیا جائے جو تمہارے دین کی اصل نہ ہو۔

وہ ''امانت'' جس پر تمہارے جماہیر نصاریٰ کا اتفاق ہے۔ اس کا متن ہے: الہ واحد پر ایمان لا۔ ہر شے کا ضابط وہ باپ ہے۔ آسمانوں اور زمین کا وہ خالق ہے۔ جو دیکھا جاتا ہے اور جو نہیں دیکھا جاتا۔ اور ایمان لا۔ یسوع المسیح ایک رب پر جو اللہ کا اکیلا بیٹا ہے۔ جو تمام زمانوں سے پہلے باپ سے پیدا کیا گیا۔ نور میں سے نور ہے۔ الہِ حق میں سے الہ حق ہے۔ اپنے باپ کے جوھر سے پیدا کیا گیا غیر مخلوق ہے۔ جوہر کے اعتبار ہر شے میں باپ کے مساوی ہے۔ ہم انسانوں کے لئے اور ہماری خلاصی کی خاطر آسمان سے نازل ہوا۔ روح القدس اور مریم العذراء سے جسم لیا۔ انسان بنا اور مصلوب ہوا اور اس نے تکلیف اٹھائی اور قبر میں دفن ہوا۔ پھر تیسرے دن زندہ ہوا۔ جیسا کہ کتب مقدسہ میں ہے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور آسمان کی طرف چڑھ گیا اور باپ کے داہنی طرف بیٹھ گیا۔

اس تناقض کے باوجود ان کا دعویٰ ہے کہ وہ توحید پرست ہیں۔ اھل اسلام کی توحید کا جوہر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاخلاص میں خود ہی بیان کر دیا:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد(1) اَللّٰهُ الصَّمَد(2) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ(3) وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَد(4)﴾

"آپ کہہ دیں۔ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اس نے نہ کچھ جنا اور نہ وہ جنا گیا ہے۔ اور اس کا کوئی ایک برابر نہیں۔"

امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے پانچویں دعویٰ کے پہلے حصہ کا جواب دینے کے بعد ان کے تجسید و تجسیم کے دھوکے کا بھی پول کھول دیا کہ تم اقانیم ثلاثہ اور تثلیث میں ایک کو دوسرے اور دوسرے کو تیسرے کی صفت کہتے ہو اور ان کے تین ہونے پر ایمان بھی رکھتے ہو۔

اسلام میں یہ بات نہیں۔ ہمارا اللہ اکیلا ہے۔ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ اس کی صفات اسی سے قائم ہیں۔ جیسا اس کا بولنا۔ سننا۔ دیکھنا اور اسی طرح کی تمام صفات اس کی ذات سے متصف ہیں۔ قرآن میں جن جسدی یا جسمانی صفات کا ذکر ہوا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی صفت اس سے الگ اس کی مثل یا اس کے برابر الہ یا رب نہیں۔ اس کی صفات جیسی قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں وہ ویسا ہے۔ اس نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ سورۃ الشوریٰ کے الفاظ ہیں: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (11) "اس کی مثل کوئی شے نہیں اور وہی بہت سننے اور دیکھنے والا ہے۔"

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے نصاریٰ کو شیشہ دکھا دیا کہ تجسید و تجسیم تمہارے ہاں ہی ہے۔ تم نے اللہ کو زمین پر اتار کر اس کو عیسیٰ علیہ السلام کا جسد و جسم دیا پھر اپنے گناہوں کو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بخشوانے کے لئے اس کو زبردست تکالیف میں سے گزارا اور مصلوب کرانے کے بعد آسمان پر پہنچایا۔

رہی بات ان گمراہ مسلمانوں کی جنہوں نے نصاریٰ کی تقلید کرتے ہوئے کسی کو الوہیت کے درجہ پر فائز کیا تو وہ بھی نصاریٰ ہی کی طرح ہیں یا ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ اسلام میں جو قرآن وسنت کے مطابق عمل کرتا ہے وہی حقیقی اہل ایمان ہوتا ہے۔

## نصاریٰ کے چھٹے دعویٰ کا جواب

موسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہو کر آئے۔ انہوں نے ان کی شریعت کو مکمل کیا۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی نبی کامل کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اب اگر کوئی شخص نئی شریعت پیش کرے تو عیسائیوں کے نزدیک وہ مقبول ثابت نہیں ہو گی۔

اس دعویٰ کا جواب دینے سے پہلے امام تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ نے مروجہ اناجیل کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ شاہ قسطنطین نے (288ء-337ء) جب مسیحیت قبول کرلی تو اس نے 325ء میں اپنی سلطنت کے تمام شہروں میں سے مسیحی علماء کو ''نیقیہ'' (NICOMEDIA) کے مقام پر جمع کیا۔ جن کی تعداد دو ہزار اڑتالیس تھی جو عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ کے بارے میں مختلف مذاہب وآراء رکھنے والے تھے۔ ان میں سے تین سو اٹھارہ وہ تھے جو بولس رسول کے قول کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا رب مانتے تھے۔ بادشاہ کو ان کا یہ عقیدہ پسند آیا۔ کیونکہ رومی، یونانی عقائد سے ملتا جلتا تھا۔ چنانچہ ان کی خوب میزبانی کرنے کے بعد ان کو ایک گھر میں جمع کر کے خود ان کے درمیان بیٹھ گیا اور اپنی انگوٹھی، اپنی تلوار اور اپنی شاہی لاٹھی ان کے سپرد کرتے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوئے کہنے لگا: میں نے تم کو اپنی سلطنت کا مالک بنا دیا ہے۔ لہٰذا جو تم مناسب سمجھو کرو اور وہ کرو جس میں دین اور مومنوں کی بھلائی ہو۔ مسیحی علماء نے بادشاہ کے لئے برکت کی دعا کی اور اس کی تلوار اس کے حوالے کر دی اور کہا۔ تم نصرانیت کو دنیا میں غالب کرو اور اس کا دفاع کرو۔ اور انہوں نے چالیس کتابیں بادشاہ کو لکھ دیں جن میں سنن و شرائع اور جو علماء اور بادشاہ کے لئے مفید ہو وہ سب کچھ جمع کر دیا۔

انہوں نے امانت کے طور پر عیسائیوں کا بنیادی عقیدہ بھی لکھ دیا:

"بے شک تمام مخلوق سے پہلے بیٹا باپ سے پیدا ہوا اور بے شک طبعی طور پر بیٹا باپ سے غیر مخلوق ہے۔"

انہوں نے اس بات پر بھی اتفاق کر لیا کہ یہودی فصح کے دوسرے دن یعنی اتوار کو نصاریٰ کا فصح ہوگا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے شاہ قسطنطین کا واقعہ اسکندریہ کے ایک پادری سعید بن البطریق کی کتاب نظم الجوھر سے نقل کیا ہے۔ جس میں مخلوق کی تخلیق کے آغاز، انبیاء علیہم السلام کی تاریخ، امتوں اور بادشاہوں کے حالات کے ساتھ اس نے نصرانیت کے مختلف ادوار پر روشنی بھی ڈالی ہے۔ اناجیل کے بارے میں اس نے لکھا ہے کہ متی کی انجیل صرف عبرانی میں تھی۔ باقی تینوں رومی زبان میں لکھی گئی تھیں۔ اس سے حتمی اور قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں کوئی انجیل ضبط تحریر میں نہ آئی تھی اور نہ کوئی ایسا شخص تھا جس نے حفظ کر لی تھی۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام کو شریعت تختیوں کی صورت میں ملی اور محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت آپ کی زندگی میں نہ صرف لکھ لی گئی بلکہ ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو حفظ کر لیا اور آپ ہی کے ذریعے نافذ ہوئی۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور جو شریعت نبی کی زندگی میں محفوظ نہ ہوئی اور نہ نافذ ہوئی۔ جس کو فلسفیانہ موشگافیوں سے مسخ کر دیا گیا۔ جس میں اللہ کی عبادت کرنے کی بجائے نبی کی عبادت کو فرض قرار دے دیا گیا۔ جس میں رہبانیت، صلیب کی عظمت اور حرام کو حلال کر لینا شامل کر لیا گیا۔ اللہ کی مخلوق کو اللہ کے قریب کرنے کی بجائے دور کر دیا گیا۔ اس کے کامل ہونے کا دعوی کیسے درست ہو سکتا ہے۔

نصاری کا دعوی ہے کہ شریعت دو طرح کی ہوتی ہے: ایک شریعت العدل اور دوسری شریعت الفضل۔ موسیٰ علیہ السلام کو جو شریعت دی گئی تھی وہ شریعت العدل تھی جو انہوں نے بنی اسرائیل میں نافذ کی۔ جب وہ اپنے کمال کو پہنچی تو وہ شریعت الفضل ہو گئی۔

(ج2،ص273)

یہ بات اس وقت درست ہوتی جب عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں نافذ ہوتی اور بنی اسرائیل میں واقع ہونے والی تمام برائیوں کو اچھائیوں سے بدل دیا جاتا۔ لیکن اس کے باوجود امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو ملنے والی شریعتوں کا احترام کرتے ہوئے لکھا کہ شریعتیں تین ہیں: ایک عدل والی، دوسری فضل والی اور تیسری دونوں کو جمع کرنے والی ہے۔ لہٰذا وہی اکمل ہے۔ (ج2،ص274)

دوسری جگہ انہوں نے لکھا ہے کہ تورات والی شریعت میں اعتدال ہے (ج2، ص282)۔ تیسری جگہ اس کی وضاحت یوں کی کہ اللہ نے محمد ﷺ کو کاملہ عادلہ شریعت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور آپ کی امت کو عدل و خیار والی بنایا۔ نہ وہ اِدھر جھکتے ہیں اور نہ اُدھر جھکتے ہیں۔ بلکہ اللہ کے دشمنوں پر سختی کرتے ہیں اور اللہ کے دوستوں کے لئے نرمی اختیار کرتے ہیں۔ آپس میں عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں اور اللہ کے حق کے بارے میں بدلہ لینے اور سزا دینے کے اصول کو اپناتے ہیں۔ (ج2،ص283)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



محمدی شریعت کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا کہ اس میں انجیل سے زیادہ نرمی، عفوودرگزر اور اخلاق حمیدہ کی تعلیم ہے اور تورات سے زیادہ اس میں شدت و جہاد اور منافقوں اور کفار پر حدود قائم کرنا رکھا گیا ہے۔ اور یہی کمال کی غایت ہے۔ اسی لئے کسی نے خوب کہا: بُعِثَ موسیٰ بالجَلالِ و بُعِثَ عِیسٰی بِالْجَمَالِ وَ بُعِثَ مُحَمَّدٌ بِالْکَمَالِ موسیٰ علیہ السلام کو جلال کے ساتھ، عیسیٰ علیہ السلام کو جمال کے ساتھ اور محمد ﷺ کو کمال کے ساتھ بھیجا گیا۔ (ج2، ص284)

## عیسائیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ یا اللہ کا بیٹا ماننے کے دلائل

عیسائی علماء سے اگر پوچھا جائے کہ تم عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ یا اس کا بیٹا کیوں کہتے ہو تو ان کا جواب ہوگا کہ ان کے پیدا ہونے سے پہلے ان کی بشارت تورات میں یسعیاہ نبی نے یوں دی: کنواری حاملہ ہوگی۔ بیٹا جنے گی۔ اس کا نام عمانویل ہوگا۔ (ب7: آیت 14) حالانکہ یہ بشارت یسعیاہ کی زندگی ہی میں پوری ہوگئی۔ اگلے باب 8، آیت 3-4 میں کہا گیا ہے: میں نبیہ کے پاس گیا۔ سو وہ حاملہ ہوئی اور بیٹا پیدا ہوا۔ تب خداوند نے مجھے فرمایا۔ اس کا نام مہیر شالال حاش بز رکھ۔

تورات میں سے ایسی اور بشارتوں میں بھی مطلب کی تاویلیں کرتے ہیں۔ عیسائی علماء کی دوسری دلیل یہ ہوگی کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے۔

اس کا جواب امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا کہ ان کی مثال آدم علیہ السلام جیسی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مٹی سے ان کا پتلا بنایا۔ پھر اس سے کہا ہو جا۔ تو وہ پہلے انسان کی صورت میں زندہ ہو گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ ال عمران آیت 59 میں فرمایا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی خوبصورت دلیل دی کہ مٹی انسان کی جنس سے نہیں۔ جو



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



اللہ مٹی سے انسان تخلیق کر سکتا ہے کیا وہ انسان کی جنس سے انسان پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ جو ماں باپ دونوں کے بغیر آدم علیہ السلام کو تخلیق کرنے والا ہے اور پھر آدم کے جسم سے ان کی بیوی کو نکالنے والا ہے۔ کیا وہ عورت سے بغیر خاوند کے بیٹا پیدا نہیں کر سکتا تھا۔ جبکہ تورات میں اس کی مذکورہ مثال بھی موجود ہے۔ (ج2،ص31)

عیسائی علماء کی تیسری دلیل ان کے معجزات ہوگی کہ وہ مردے زندہ کرتے، بیماروں کو شفا دیتے، شیطانی روحوں کو انسانوں سے نکالتے، کھانے پینے کی چیزوں میں برکت ڈالتے، پانی پر چلتے۔ لہٰذا وہ خود خدا تھے یا خدا کے بیٹے تھے۔ کیونکہ جو کچھ وہ کیا کرتے تھے کوئی انسان نہیں کر سکتا تھا۔ (ج2،ص64)

## مسیحی عقائد کا جواب

امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ نے سب سے پہلے بشارت والی شرط کی نفی کرتے ہوئے لکھا کہ یہ نبوت کی شرائط میں کوئی شرط نہیں۔ ضروری نہیں کہ کوئی نبی اپنے بعد میں آنے والے نبی کی بشارت دے۔ اس کی مثال انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دی۔ تورات میں کہیں بھی منقول نہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بشارت دی۔

اس کے باوجود انہوں نے تورات میں اشعیاہ یعنی یسعیا، حزقیل، دانیال اور داؤد علیہم السلام کے حوالوں سے محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کی کئی بشارتوں کا ذکر کیا۔ اسی طرح انہوں نے اناجیل میں جس فارقلیط اور ارکون کی بشارت دی گئی ہے، اس کی دلائل سے وضاحت کرتے ہوئے ثابت کیا کہ وہ محمد ﷺ کے بارے ہی میں بشارت تھی۔ ساتھ ساتھ انہوں نے قرآن و احادیث کے بھی حوالے دیے۔ ان یہود کا بھی انہوں نے ذکر کیا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جو آپ کی بعثت سے پہلے آخری نبی کے مدینہ میں منتظر تھے لیکن بغض و عداوت کا شکار ہو کر آپ پر ایمان نہ لائے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے معجزات کے سلسلہ میں جواب دیا کہ بعض معجزے بعض نبیوں کے ساتھ ان کے وقتوں کے حالات و واقعات سے خاص تھے۔ اور ایسے تھے کہ کسی اور نبی کو نہ ملے کیونکہ ان کے زمانے میں ایسے معجزوں کی ضرورت نہ تھی جیسے موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کے ہاتھ کا سفید ہو جانا۔ سلیمان علیہ السلام کے تخت کا فضا میں بلند ہو کر سفر میں لگنے والی مدت کو کم کرنا۔ انہوں نے تورات میں سلاطین کے سفر کے حوالے سے نقل کیا کہ الیاس علیہ السلام نے ابن ارملہ کو اور مسیح نے اسرائیلی عورت کے بیٹے کو اور حزقیل نے بہت سے لوگوں کو زندہ کیا۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹائی۔

سلاطین کے سفر ہی کے حوالے سے انہوں نے یسع نبی کا ایک واقعہ بیان کیا کہ رومی امراء و علماء میں سے ایک آدمی کو برص کی بیماری لگ گئی۔ اس نے یسع کے پاس قاصد بھیجا کہ اس کو وہ ٹھیک کر دیں اور خود بھی ان کے دروازے پر پہنچ گیا۔ لیکن حاضری کی اس کو اجازت نہ ملی۔ یسع نبی سے جب کہا گیا کہ رومی علماء میں سے ایک شخص نعمان برص کی بیماری میں مبتلا ہے اور آپ کے دروازے پر بیٹھا ہوا ہے تو انہوں نے کہا اس شخص سے کہو کہ وہ سات مرتبہ دریائے اردن میں ڈبکیاں لگائے۔ چنانچہ نعمان نے دریائے اردن میں سات ڈبکیاں لگائیں تو اس کی بیماری غائب ہو گئی اور وہ اپنے شہر کی طرف لوٹ گیا۔ جس خادم نے اس کو یسع نبی کا پیغام دیا تھا وہ بھی اس کے پیچھے اس شہر پہنچ گیا اور شفاء پانے والے شخص سے گفتگو کا ایسا انداز اختیار کیا کہ جس سے ظاہر ہو کہ نبی نے اس سے مال طلب کیا ہے۔ نعمان نے اس خادم کو بہت سا مال اور جواہرات دیئے۔ جب وہ واپس یسع نبی کے پاس آیا تو مال اور جواہرات لینے کی بات اس نے پوشیدہ رکھی۔ یسع



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نبی نے اس کو اس کے مخفی معاملے کی خبر دیتے ہوئے کہا: جو تو نے کیا ہے اس کے سبب برص کی بیماری تم پر اور تیری نسل پر مسلط ہو جائے۔ چنانچہ ویسے ہی ہوا۔ (ج 2، ص 65)

کتاب سفر الملوک ہی کے حوالے سے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بیان کیا: الیاس علیہ السلام دریائے اردن کے کنارے اپنے شاگرد یسع کے ساتھ پہنچے تو انہوں نے اپنی پگڑی اتار کر دریا پر پھینکی تو پانی خشک ہو گیا یا جم گیا۔ وہ اور ان کے شاگرد دونوں دریا پر چلتے ہوئے دوسری طرف چلے گئے۔ پھر الیاس نور کے گھوڑے پر بیٹھ کر آسمان کی طرف چلے گئے۔ یسع ان کو دیکھ رہے تھے اور جاتے ہوئے انہوں نے اپنی پگڑی اپنے شاگرد کی طرف پھینک دی۔ واپسی پر یسع نے پگڑی دریا پر پھینکی جو خشک ہو گیا اور وہ اس پر چلتے ہوئے گزر گئے۔ ان کے اللہ ہونے یا اللہ کے بیٹے ہونے کا دعوی انہوں نے یا کسی اور نے نہ کیا۔ (ج 2، ص 65)

انجیل میں عیسیٰ علیہ السلام کے پانی کو شراب میں معجزانہ طور پر تبدیل کرنے کے جواب میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کتاب سفر الملوک کے حوالے سے یسع نبی کا اسی طرح کا ایک واقعہ یوں نقل کیا ہے۔ کہ وہ ایک اسرائیلی عورت کے ہاں مہمان ہوئے۔ عورت نے میزبانی کا حق ادا کر دیا۔ جب رخصت ہونے لگے تو اس عورت سے پوچھا۔ تمہاری کوئی حاجت ہو تو بیان کرو۔ اس نے کہا۔ اللہ کے نبی! میرے خاوند پر قرضہ ہے جس سے وہ پریشان ہے۔ اللہ سے دعا کریں کہ وہ قرض اتر جائے۔ انہوں نے دعا کر دی اور اس سے کہا۔ جتنے تیرے پاس برتن ہیں۔ وہ جمع کرنے کے ساتھ جتنے ہمسایوں سے عاریۃ لے سکتی ہے وہ بھی لے آ۔ جب سب برتن جمع ہو گئے۔ تو یسع نے ان کو پانی سے بھرنے کو کہا۔ جب ان کے کہنے کے مطابق اس نے سارے برتن بھر لئے تو اس سے کہا۔ رات بھر ان کو اسی طرح رہنے دینا اور خود وہاں سے چلے گئے۔ رات سونے کے بعد عورت صبح



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جب جاگی تو اس نے دیکھا۔ پانی سے بھرے ہوئے تمام برتنوں میں پانی زیتون کا تیل بن گیا ہے۔ میاں بیوی نے وہ تیل بیچ کر اپنا قرضہ اتار دیا۔ (ج 2، ص 25-26)

کتاب سفر الملوک کے حوالے سے ایک واقعہ انہوں نے الیاس علیہ السلام کا بھی نقل کیا ہے۔ وہ بھی ایک عورتؒ ارملہ کے ہاں آئے ان دنوں سخت قحط پڑا ہوا تھا اور لوگ بڑی تنگی کی زندگی گزار رہے تھے۔ انہوں نے ارملہ سے کہا۔ تیرے پاس کھانے کو کچھ ہے۔ تو اس نے کہا مٹھی بھر آٹا ہے جو بچے کی روٹی پکانے کے لیے رکھا ہوا ہے۔ اس قحط سالی سے ہمیں یقین ہے کہ ہم مر جائیں گے۔ الیاس علیہ السلام نے کہا۔ وہ آٹا لے آؤ اور تم ہلاک نہیں ہو گے۔ وہ آٹا لے آئی تو الیاس علیہ السلام نے اس میں برکت کی دعا کر دی۔ وہ آٹا ارملہ اور ساس کے گھر والوں کے پاس تین سال اور چھ مہینے رہا اور اس میں کمی نہ آئی۔ خود کھاتے اور ہمسایوں کو کھلایا کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قحط کو ختم کر کے ان پر آسانی کر دی۔

امام صاحب کا کہنا تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام تنگی اور مشکلات میں اللہ تعالیٰ کو پکارا کرتے تھے اور اللہ اپنے انبیاء علیہم السلام کی مدد فرمایا کرتا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی نبی ہوتے ہوئے اللہ ہی کو پکارا کرتے تھے اور وہ اپنے آپ کو اللہ کی طرف سے مبعوث ہونے والے نبی ہی کہا کرتے تھے۔

امام صاحب نے یہ وضاحت بھی کر دی کہ اناجیل میں باپ کا لفظ عیسیٰ علیہ السلام نے صرف اپنی ذات ہی کے لئے استعمال نہ کیا بلکہ اس کو بھی عام رکھا کرتے تھے۔ یہ اس لئے کہ تورات میں ایسے استعمال ہوا ہے جیسے یسعیاہ باب 62، آیت 16 میں ہے: اے خداوند تو ہمارا باپ ہے۔ ایک موقع پر انہوں نے حواریوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ میرا ارادہ ہے کہ میں اپنے اور تمہارے باپ اور اپنے اور تمہارے اللہ کی طرف جاؤں۔ اسی طرح لوقا کی انجیل کے باب 23، آیت 9 تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## خنزیر کے حلال ہونے کا عجیب وغریب واقعہ

اس واقعہ کا پس منظر امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان کیا ہے کہ شاہ قسطنطین نے جب عیسائی مذہب کو شاہی تحفظ دے دیا تو اس نے حکم دیا کہ بیت المقدس میں کوئی یہودی نہیں رہے گا۔ چنانچہ بہت سے یہودی عیسائی ہو گئے اور ان میں سے ایسے بھی تھے کہ ظاہری طور پر نصرانی بن گئے لیکن باطنی طور پر اپنے دین پر قائم رہے۔ پادری جب یہ بات بادشاہ کے علم میں لائے تو اس نے کہا: ہم اس میں کیا کر سکتے ہیں؟ بولس پادری نے کہا: یہودیوں کے نزدیک خنزیر حرام ہے۔ اس لئے وہ نہیں کھاتے۔ بادشاہ! تم خنزیروں کو ذبح کر کے ان کا گوشت پکواؤ اور یہود کو کھلاؤ۔ ان میں سے جو نہ کھائے، سمجھ لو کہ وہ یہودیت پر قائم ہے۔

بادشاہ نے کہا: جو چیز تورات میں حرام ہے، اس کو ہم حلال کس طرح کر سکتے ہیں۔ بولس نے بادشاہ سے کہا: بادشاہ! انجیل نے تورات کو باطل کر دیا ہے۔ لہٰذا جو انسان کے پیٹ میں جاتا ہے۔ وہ حرام نہیں بلکہ جو اس کے منہ سے نکلتا ہے وہ حرام ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں روایت بھی گھڑ لی۔

حواریوں کا رئیس پطرس ''یافا'' کے مقام پر ایک دباغ کے ہاں مقیم تھا۔ صبح چھ بجے نماز پڑھنے کے لئے چھت پر چڑھا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا کہ وہ پھٹا اور اس میں ایک تہبند نازل ہو کر زمین پر آ گیا۔ جس میں ہر قسم کے چوپائے درندے، بھیڑیئے اور آسمان میں پرواز کرنے والے پرندے تھے۔

پطرس کو حکم ملا۔ اٹھو اِن کو ذبح کرو۔ پطرس نے عرض کیا: میرے رب! میں نے کبھی کوئی نجس یا جو مال کی میل ہو نہیں کھایا۔ دوسری مرتبہ آواز آئی کہ جس کو اللہ نے پاک کر دیا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وہ نجس نہیں ہے۔ تین مرتبہ آواز سن کر پطرس تعجب کرتا رہا۔ بولس نے بادشاہ کو یہ کہانی سنا کر کہا: انجیل میں ہمارے لئے تمام چوپائے جن میں خنزیر بھی شامل ہے حلال کر دیئے گئے۔

چنانچہ بولس کی تجویز کے مطابق خنزیر ذبح کئے گئے اور ان کا گوشت پکا کر گرجوں کے باہر رکھا گیا اور ہر شخص کو وہ گوشت کھانے کے لیے کہا جاتا۔ جو کھالیتا وہ موت سے بچ جاتا اور جو انکار کرتا اس کو قتل کر دیا جاتا۔ (ج 2، ص 112-113)

## صلیب کی تعظیم

اس کی وجہ قسطنطین کی ماں ''ھیلانہ'' تھی جو بیٹے سے پہلے ہی عیسائیت اختیار کر چکی تھی۔ اس کے بیٹے نے نصرانیت کو جب مکمل طور پر اپنی سرپرستی میں لے لیا تو اس نے بیت المقدس آ کر مٹی میں دبی ہوئی صلیب کو نکلوایا اور اس کو ریشم اور سونے کے غلاف میں لپیٹ کر اپنے ساتھ لے گئی اور صلیب کی جگہ پر ''قیامت'' نامی گرجا بنوایا۔

صلیب کے سلسلہ میں ایک واقعہ شاہ قسطنطین کا بھی ہے۔ جب اہل روم نے قسطنطین کو روم پر حملہ کر کے قبضہ کرنے اور ظالم حکمران سے نجات دلانے کی دعوت دی تو وہ سوچ رہا تھا کہ حملہ کرے یا نہ کرے کہ عین دوپہر کے وقت آسمان پر سیاروں سے بنی ہوئی صلیب اس کو نظر آئی اور اس پر لکھا ہوا تھا: اس کے ساتھ تُو دشمن پر غالب آئے گا۔ (ج 2، ص 103)

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا تجزیہ

امام صاحب نے انسانی نفسیات کے حوالے سے لکھا کہ جو بات انسان کے ذہن پر بہت زیادہ غالب آجائے انسان نہ صرف خواب میں بلکہ جاگتے ہوئے بھی وہی دیکھتا ہے۔

حواریوں کے بارے میں اناجیل میں منقول ہے کہ مسیح علیہ السلام سولی چڑھائے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



گئے اور قبر میں دفنائے گئے۔ حواریوں میں سے بعض نے ان کو ایک یا دو مرتبہ دیکھا۔ پھر مسامیر کے مقام پر سب یعنی گیارہ حواریوں نے دیکھا اور انہوں نے سمجھا کہ وہ روح ہے۔

امام صاحب نے اپنے زمانے کا بھی ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ''تدمّر'' نامی مقام پر ایک عظیم الجثہ انسان کو فضا میں اڑتے ہوئے لوگوں نے متعدد مرتبہ دیکھا۔ اس کا کہنا تھا میں عیسٰی بن مریم ہوں اور اس نے ان کو ان کاموں کا حکم دیا جن سے عیسٰی علیہ السلام نے روکا تھا۔ انہوں نے واضح کیا کہ اسی طرح صلحاء کی قبروں پر بیٹھنے اور ان سے عقیدت رکھنے والوں کے ساتھ بھی ایسا ہوتا ہے۔ وہ اپنے شیخ کو قبر سے باہر آ کر یا قبر سے ہاتھ نکال کر ملتے اور مصافحہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

ایک واقعہ انہوں نے یہ بھی نقل کیا کہ ایک شخص فوت ہونے لگا تو اس نے کہا: مجھے کوئی نہ نہلائے، میں خود نہا کر کفن اوڑھ لوں گا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسی طرح کے واقعات کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ شیطانی عمل ہوتا ہے۔ شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ انہوں نے جنگ بدر کے موقع پر اہل مکہ کے ساتھ شیطان کا سراقہ بن مالک کی صورت میں شامل ہونا اور فرشتوں کو دیکھ کر وہاں سے بھاگ جانا، اپنی تائید میں نقل کیا۔ سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ کا اپنا فرمان ہے:

﴿وَ اِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَ قَالَ اِنِّىْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (48)﴾

اور جب شیطان نے ان کے لئے ان کے اعمال مزین کر دیئے اور کہا: لوگوں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں سے آج کے دن تم پر کوئی غالب نہیں ہوگا اور میں تمہارا ساتھی ہوں۔ لیکن جب دو جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو اپنی ایڑھیوں پر واپس ہوگیا اور اس نے کہا: میں تم سے بری ہوں اور میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو۔ بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

سیرت ابن ہشام ج1، ص481-482 (فی ھجرۃ الرسول ﷺ) میں مروی ہے کہ جب مدینہ میں مسلمانوں کو ٹھہرنے والی امن کی جگہ مل گئی تو مکہ کے سرداروں نے دارالندوہ میں جمع ہو کر آپ کو نعوذ باللہ ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس مجلس میں شیطان ایک نجدی شیخ کی صورت میں شامل ہوا اور حتمی اور قطعی پروگرام بن جانے پر تائید بھی اسی نے کی۔

ان دو حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب اہل مکہ کو معلوم نہ ہوسکا کہ سراقہ اصلی نہیں بلکہ شیطان ہے اور دارالندوہ میں نجدی شیخ بھی شیطان ہی ہے، تو حواریوں اور ان جیسے صالحین سے عقیدت رکھنے والوں کو کیسے معلوم ہوگا کہ شیطان ان کو گمراہ کر رہا ہے۔

## رسول اللہ ﷺ کی صفات اور آپ کے معجزات

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہود و نصاری کے عقائد کے تناظر میں سید الانبیاء محمد رسول ﷺ کی سیرت طیبہ کو جس طرح اجاگر کیا ہے وہ بھی اپنی جگہ بے مثال ہے۔ انہوں نے آپ کی پیدائش سے لے کر نبوت و رسالت سے نوازے جانے تک اور رسالت سے سرفراز ہو کر اس دنیا سے رخصت ہونے تک آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر ایسے روشنی ڈالی ہے جس سے آپ خود بخود تمام انبیاء و رسل سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔

صحیح بخاری (رقم 3549) اور صحیح مسلم (رقم 2334) میں براء بن



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عازب سے مروی ہے۔ رسول اللہ علیہ السلام لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور آپ کے اخلاق سب سے زیادہ بہتر تھے۔

سنن الدارمی: باب حسن النبی ﷺ ص 18 میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ کے اگلے دونوں دانت الگ الگ تھے۔ جب آپ گفتگو کرتے تو دانتوں کے درمیان سے نور جیسا نکلتا ہوا دکھائی دیتا۔

اسی باب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر میں نے کسی کو زیادہ جلدی مدد کرنے والا، سخی، شجاع اور زیادہ روشن چہرے والا نہ دیکھا۔

صحیح مسلم (رقم 2309) میں انس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت کا حصہ ہے۔ آپ لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے خلق والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ آپ کو نبوت و رسالت کے ساتھ اسلامی ریاست کا سربراہ بھی بنایا تھا لیکن آپ نے ایک عام آدمی جیسی زندگی گزار کر اہل زہد وتقوی کے لئے اپنا نمونہ قائم کر دیا۔

صحیح مسلم (رقم 1055) اور صحیح بخاری (رقم 6460) میں عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی ازواج مطہرات سے اعتزال کیا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، مجھے دیکھ کر بیٹھ گئے۔ چٹائی کے نشان آپ کے جسم مبارک پر دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے اپنی نظر کمرے میں دوڑائی تو مجھے تھوڑے سے جو، دو صاع کے قریب کھالوں کو رنگ دینے والے پتے اور چند لٹکی ہوئی کھالیں نظر آئیں۔ جس کے باعث میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: عمر تجھے کس بات نے رُلایا۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ کے رسول! میں کیوں نے روؤں۔ جبکہ آپ اللہ کے برگزیدہ انسان اور اس کے رسول ہیں اور اللہ نے اپنی تمام مخلوق میں سے آپ کو پسند فرمایا اور آپ کا سارا سرمایہ صرف یہی کچھ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے جو آپ کے کمرے میں ہے۔ جبکہ عجمی قیصر و کسریٰ نہروں اور پھلوں میں عیش کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے ابن الخطاب! کیا تو بھی شک میں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ان کی دنیا کی زندگی ہی میں طیبات سے نواز دیا گیا ہے۔ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ یہ سب کچھ تمہارے لئے آخرت میں ہو اور ان کو دنیا میں دے دیا جائے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی حمد بیان کرتے رہو۔ تو میں نے کہا۔ میں اللہ سے بخشش کا طلبگار ہوں۔

صحیح مسلم میں ابوھریرۃ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی:

﴿اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتاً﴾

اے اللہ! آل محمد کو اتنا ہی رزق دینا جتنا ان کو کفایت کرنے والا ہو۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید اور بھی آپ کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے کئی روایات نقل کی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک ہی آیت مبارکہ میں ان سب کا جوہر بیان کر دیا۔ سورۃ القلم کے الفاظ ہیں:

﴿وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (4)﴾

اور بے شک آپ خلق عظیم پر ہیں۔

مروجہ اناجیل میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حواریوں کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ لیکن ان میں سے کسی ایک کی ذاتی صفات کا ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں نہیں ہے۔ جبکہ محمد رسول ﷺ پر ایمان لانے والوں کے کردار و افکار اور ان کے ایمان و اعمال کے بارے میں تفصیلی واقعات سیرت و تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا پیغام جب یہود کو پہنچایا تو انہوں نے اس کو قبول نہ کیا اور ان کی زندگی میں ان کو دینی یا دنیاوی طور پر کوئی کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ مروجہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اناجیل کے مطابق مصلوب ہونے کے بعد قبر میں وہ تین دن رہے۔ اور پھر زندہ ہو کر جب آسمان کی طرف بلند ہوئے تو حواریوں کو انہوں نے زمین میں پھیل کر مسیحی دین کی تبلیغ کا حکم دیا۔ عجیب بات ہے جس مقصد کے لئے اللہ نے ان کو بھیجا وہ ان کی زندگی میں ذرا سا بھی پورا نہ ہوا۔ لیکن تین سو پچیس سال بعد ایک بادشاہ کی قوت و طاقت کے بل بوتے پر زمین میں پھیلا اور اس کے پھیلانے میں بہت سے لوگوں کا خون بہایا گیا۔ خنزیر کو حلال کرتے ہوئے صلیب کی تعظیم کرائی گئی۔ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ یا اللہ کا بیٹا یا تینوں میں سے ایک بنا دیا گیا۔ رہبانیت کو رائج کر دیا گیا اور کفارہ کے ذریعے عوام الناس کو گناہوں کا مرتکب ہونے کی کھلی چھٹی دے دی گئی۔

## صحابہ کی فضیلت

جبکہ محمد ﷺ کو نبوت سے نوازنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مخلوق تک اپنا پیغام پہنچانے کا آپ کو حکم دیا تو آپ نے مکہ میں تن تنہا تبلیغ کا آغاز کر دیا۔ امت محمدیہ اسی وقت وجود میں آ گئی کہ جب آپ پر ہجرت کرنے والے مہاجر ایمان لے آئے۔ آپ نے ایمان لانے والوں میں سے کسی کو ایک درہم نہ دیا اور نہ آپ کے ساتھ کوئی ایسا تھا کہ جس کے خوف سے ایمان لانے والے ایمان لاتے اور نہ آپ کے ساتھ تلوار کی قوت تھی۔ تیرہ سال اہل ایمان مکہ میں کمزوروں کی صورت میں رہے۔ مختلف عذابوں کے ذریعہ ان کی آزمائش ہوتی رہی۔

ان میں سے سب سے زیادہ عظمت والے ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، جو اپنی کمال عقل اور خلق کے ساتھ ایمان لائے۔ اپنے دین اور نبی ﷺ سے محبت کی وجہ سے قوم میں بلند مرتبہ تھے۔ انہوں نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ابو داؤد (رقم 1678) اور ترمذی (رقم 3685) کی روایت کے مطابق ایک موقع پر جب انہوں نے ڈھیر سارا مال آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا: مَا تَرَكْتَ لِاَهْلِكَ (تو نے اپنے اہل کے لئے کیا چھوڑا) انہوں نے عرض کیا: تَرَكْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ. (میں ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں)۔

ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے اس وقت کی عظیم سلطنتوں یعنی فارس اور روم اور مصر کو فتح کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے مسلمانوں کے امیر کبیر ابو عبیدہ بن جراح تھے جو اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ مال سے بے رغبتی رکھنے والے اور نفس کی خواہشات کے سلسلے میں سب سے زیادہ دور رہتے تھے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ﴿اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا وَ اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ﴾ ”بے شک ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔“

فارس پر ان کے امیر سعد بن ابی وقاص تھے جن کو مُسْتَجَابُ الدَّعْوَةِ کہا جاتا تھا۔ آپ جو دعا مانگا کرتے اللہ قبول فرمایا کرتا تھا۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد اہل شوری خلافت کا معاملہ طے کرنے میں مصروف تھے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے الگ تھلگ ہو کر کہا تھا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا تھا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ النَّقِيَّ الْخَفِيَّ﴾ ”بے شک اللہ تعالی پرہیزگار، دل کے غنی، گناہوں سے صاف اور پوشیدہ رہنے والے بندے کو پسند کرتا ہے۔“ (ج2، ص463-464)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تو صحابہ علیہم السلام کی ایک جھلک دکھائی ہے جبکہ آپ پر ایمان



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



لانے والے بلال حبشی، خباب بن ارت، سُمَیہ، عبدالرحمن بن عوف، زید بن حارثہ، عثمان غنی، علی، خالد بن ولید اور مہاجر انصار کے بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے تھے کہ جنہوں نے آپ کی زندگی مبارک میں ایمان لانے کا حق ادا کردیا۔ دنیا کی تاریخ میں انبیاء ورسل علیہم السلام میں سے کسی کو وہ کامیابی حاصل نہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی زندگی مبارک میں عطا فرمائی۔

حواریوں میں سے کسی ایک کو اس آزمائش میں سے نہ گزرنا پڑا جس میں مکہ میں ایمان لانے والے صحابہ رضی اللہ عنہ تیرہ سال مبتلا رہے اور ان میں سے کسی ایک نے بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اسلام میں سب سے پہلے شہادت کی سعادت پانے والی عظیم عورت سمیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ (الاصابۃ ج8، ص114)

بلال رضی اللہ عنہ کو دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر بھاری پتھر ان کے سینے پر رکھ دیا جاتا اور ان کو اسلام سے منحرف ہونے کو کہا جاتا۔ جیسے جیسے عذاب کی تکلیف بڑھتی۔ ویسے ویسے وہ احد احد کے نعرے بلند کرتے جاتے۔ (اسد الغابۃ ج1، ص243)

خباب بن ارت کے مالکوں نے جب دیکھا کہ وہ اسلام کو چھوڑنے پر کسی صورت تیار نہیں تو انہوں نے ان کو پکڑ کر جلتے ہوئے سرخ کوئلوں پر چت لٹا دیا۔ جسم کے خون اور پانی سے کوئلے ٹھنڈے ہو گئے لیکن ایمانی حرارت میں کوئی فرق نہ آیا۔

صحیح بخاری: کتاب الجهاد، ص428 میں خبیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ اہل مکہ جب ان کو شہید کرنے لگے تو انہوں نے شعروں میں کہا: مجھے اس کی پروا نہیں کہ مسلمان ہوتے ہوئے مجھے قتل کیا جائے اور اللہ کے لیے کس جانب میرا گرنا ہوتا ہے کیونکہ یہ اس اللہ کے لیے ہے جو چاہے تو میرے ہر کٹے ہوئے جوڑ اور حصے میں برکتیں نازل فرمادے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سیرت ابن ھشام ج2،ص 172 طبقات ابن سعد ج1،ص400 اور اُسْد الغابۃ ج2،ص 287 میں مروی ہے: جب زید رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ شہید کرنے لگے تو ان سے کہا گیا۔ اے زید! قسم ہے تجھے اللہ کی۔ اس وقت تم چاہ رہے ہو گئے کہ محمد ﷺ تمہاری جگہ ہوتے اور تم آرام سے اپنے اہل وعیال میں ہوتے۔

انہوں نے کہا۔ اللہ کی قسم! میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان کے بدلے ان کو ایک کانٹا چبھنے کی تکلیف ہو۔ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے اور ان کا کہنا تھا۔ میں نے لوگوں میں کسی کو کسی سے ایسے محبت کرتے اور رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے محبت کرتے اور رکھتے ہیں۔

اسی طرح کے بہت سے واقعات محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک میں ہوئے۔ قرآن حکیم میں ان شہداء کی فضیلت بیان ہوئی جنہوں نے اپنی جانوں کو اللہ کی راہ میں پیش کیا۔ کیا اناجیل میں کسی حواری یا عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا۔

## قرآن کا اعجاز

دنیا میں کوئی آسمانی صحیفہ یا کتاب ایسی نہیں جس کے بارے میں قطعی طور پر کہا جائے کہ یہ اپنی اصل میں ہے۔ قرآن حکیم ہی واحد ایسی کتاب ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی اور اللہ نے اس کی حفاظت کا خود ہی ذمہ لے لیا اور دنیا میں لاکھوں مسلمان ایسے آج بھی موجود ہیں جن کو یہ نہ مٹنے والی کتاب زبانی حفظ ہے۔ اس میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔ جن میں آیات کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ بنتی ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## دیگر معجزات

محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے جس طرح اللہ تعالی نے انبیاء علیہم السلام کو نوازا اسی طرح آپ کو بہت سے معجزات دیئے گئے۔ جن میں سے مکہ میں چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور معراج کا واقعہ ایسا ہے کہ انسانی تاریخ مین اس کی مثال نہیں ملتی۔ راتوں رات آپ کو بیت المقدس لے جایا گیا۔ جہاں آپ کو امام الانبیاء ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں سے اوپر اٹھ کر سات آسمانوں میں سے گزرتے ہوئے بارگاہ الہ میں حاضر ہونے کا شرف بھی ملا۔ امت محمدیہ کے لئے پانچ نمازوں کا تحفہ اسی رات آپ کو دیا گیا تھا۔

موجودہ سائنس نے اسی عظیم واقعہ سے رہنمائی لیتے ہوئے انسان کا زمین کی کشش سے نکل کر واپس آنا ممکن مانا۔ Lighting Speed کا تصور بھی یہی واقعہ مہیا کرتا ہے۔ جبرئیل امین کو ان کی اصلی حالت میں دیکھنے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا۔

کئی مواقع پر کھانے میں برکت کا نزول اور پانی کی قلت کا دور ہونا آپ کی دعا کا نتیجہ تھا۔ جانوروں کا آپ سے شکایت کرنا۔ درختوں کا آپ کے حکم کی تعمیل کرنا۔ مصائب میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا نازل ہونا جیسے بہت سے واقعات امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے آخری حصہ میں تفصیل سے لکھے ہیں۔

انہوں نے اپنی کتاب کا آغاز ''تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا'' سے کیا اور اسی پر کتاب کو ختم کیا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ اہل علم میں سے بہت کم حضرات اس کتاب کے بارے میں جانتے ہیں جو نہ صرف عیسائیت کا بہترین رد ہے بلکہ سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ کو انتہائی خوبصورت انداز میں اجاگر کرنے والی ہے اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی تبحر کی بہترین دلیل ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حضرت عیسی علیہ السلام سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام نے ایک ہی بات اپنی اپنی امت کو بتائی کہ تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہی بات حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہی۔ سورۃ ال عمران کے الفاظ ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (51)﴾

''بے شک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے۔ بس اسی کی عبادت کیا کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔''

سورۃ المائدۃ میں رب العالمین کا فرمان ہے:

﴿مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (75) قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (76)﴾

''مریم علیہا السلام کے بیٹے مسیح علیہ السلام رسول تھے۔ ان کی ماں صدیقہ تھی۔ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ آپ دیکھیں۔ ہم ان کے لیے کیسے آیات بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھیں کہ وہ کیسے بھٹکے جاتے ہیں۔ آپ کہہ دیں۔ کیا تم اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے لیے کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں حالانکہ اللہ ہی سننے اور جاننے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ سب کو سیدھی راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

www.kitabosunnat.com

❁ ❁ ❁



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# اِبتلاء میں شدت

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جوانی میں جب تمام مروجہ علوم سے متصف ہو کر علمی میدان میں قدم رکھا تھا تو اسی وقت حاسدوں ۔کے دلوں میں شیطان نے حسد کی آگ بھڑکا دی تھی۔ چنانچہ جب بھی ان کو موقع ملا تو انہوں نے مخالفت میں کوئی کسر نہ رہنے دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی حمایت ونصرت اور ان کا اخلاق وتوکل علی اللہ حاسدوں کے عزائم کو خاک میں ملاتا رہا اور رب العزت کے فضل وکرم سے لوگوں کے دلوں میں امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کی محبت وعقیدت اور احترام میں اضافہ ہوتا رہا۔ ظاہر ہے کہ سرکاری درباری فقہاء اس سے بہت پریشان تھے اور کوئی ایسی چال چلنے کا منصوبہ بنا رہے تھے کہ جس سے وقت کے حکمران کو ان سے بدظن کر کے ان کو سخت سزا دلوا سکیں۔

## طلاق حلفی اور طلاقِ ثلاثہ

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کے ایک طلاق ہونے کا فتوی جب دینا شروع کیا تو بہت سے فقہاء نے اپنی ناراضی کا اظہار کیا تھا اور جب امام صاحب نے طلاقِ حلفی کے بارے میں فتوی دیا کہ اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ یہ قسم کی ایک صورت ہے۔ لہٰذا قسم پوری نہ کرنے والا اگر اس کا کفارہ ادا کر دے تو اس کا معاملہ سیدھا ہو جاتا ہے۔

طلاقِ حلفی کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کہے: میں فلاں کام ضرور کروں گا اگر نہ کر



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سکا تو میری بیوی کو طلاق ہو گی یا کہے کہ میں فلاں کام نہیں کروں گا اگر میں نے وہ کام کیا تو میری بیوی مطلقہ ہو جائے گی۔ دونوں صورتوں میں اپنا عہد نبھانے میں ناکام ہونے پر اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ عام فقہاء کے نزدیک یہی بات درست تھی۔ جبکہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا تھا کہ طلاق کے لیے طلاق دینے کی نیت کے ساتھ واضح طور پر طلاق دی جائے تو طلاق ہوتی ہے۔ چونکہ کام کرنے یا نہ کرنے کی شرط میں طلاق کی نہ نیت ہوتی ہے اور نہ الفاظ واضح ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ قسم کی صورت ہوگی جس کے پورے نہ ہونے پر کفارہ دینا پڑتا ہے۔

امام صاحب کے اس فتوی پر نہ صرف فقہاء نے ہنگامہ برپا کر دیا، بلکہ سلطان سے سفارش کی کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ آپ کی بیعت سے نکلنے کا ارادہ رکھتا ہے اور لوگوں کو نکلنے کی راہ دکھا رہا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوی کا تعاقب کرتے ہوئے قاضی القضاۃ علامہ تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی (المتوفی 756ھ) نے لکھا: اَلْحَلْفُ بِاللّٰہ اور طلاق میں کوئی مماثلت نہیں کیونکہ حلف قربِ الٰہی کے لیے یا کسی ایسی شئی کے التزام کے لیے ہوتی ہے جو اللہ کے لیے واجب ہو جائے۔ لہٰذا تلزِ مُني طَلَاقُ امْرَأتي اِنْ لَمْ اَفْعَلْ كَذَا اگر میں نے ایسے نہ کیا تو مجھ پر میری بیوی کی طلاق لازم ہو جائے گی۔ اس انداز کلام کو حلف کیسے کہا جا سکتا ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ طلاق حلفی کا وجود صدر اول میں نہ تھا عہد نبوی کے ستر سال بعد حجاج بن یوسف کے عہد میں رائج ہوئی اور اس کا شریعت میں کوئی حکم بھی نہ تھا۔ لہٰذا ایسی طلاق مسلمانوں کی قسموں میں سے کیسے ہو سکتی ہے؟

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس نذر پر قیاس کیا ہے جو درست نہیں۔ کیونکہ نذر کو پورا نہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرنا معصیت ہے جبکہ ترک طلاق معصیت نہیں۔

طلاق معلّق یعنی حلفی طلاق میں اگرچہ مقصود کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے کی ترغیب ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود اس کے واقع نہ ہونے پر کفارہ کے واجب ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ سے پہلے کوئی فقیہ کفارہ کا قائل نہ تھا۔ صرف ابن حزم کی کتاب ''مراتب الاجماع'' میں ایک مبہم سی عبارت ہے جس کا طلاق معلّق سے کوئی تعلق نہیں۔

علامہ السبکی کی مذکورہ عبارت سے جو کہ ان کی بحث کا نچوڑ ہے، واضح ہوتا ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کا اختلاف وجوبِ کفارہ پر تھا نہ کہ حلفی طلاق پر جو حجاج بن یوسف کے زمانے میں ایک سیاسی چال تھی۔ خلیفہ کی بیعت کو مضبوط کرنے کے لیے یہ حلف لیا جاتا تھا کہ اگر بیعت کرنے والے نے بیعت توڑی تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی اور اس کی لونڈیاں اور غلام آزاد ہو جائیں گے۔ یہ سلسلہ اسلامی بادشاہوں کی بیعت میں بھی جاری رہا اور عام لوگوں میں بھی کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی صورت میں اپنا لیا گیا، جس کی نفی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے اپنی زندگی میں کر دی۔

اس سے پہلے کہ اس بحث پر مزید روشنی ڈالی جائے، یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ علامہ السبکی 683ھ میں پیدا ہوئے اور ان کی وفات 756ھ میں ہوئی۔ (طبقات الشافعیۃ ج5، ص149 اور ص216) جبکہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ 661ھ میں پیدا ہوئے اور 728ھ میں اپنے رب حقیقی سے جا ملے۔ یوں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ سے 22 سال بعد وہ اس دنیا میں آئے۔ اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ اپنے زمانے کے علماء و فقہاء پر اللہ کے عطا کردہ علوم باہرہ کی وجہ سے غالب رہے۔ بلکہ فقہاء ان کا سامنا کرنے سے ممکنہ حد تک بچنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ السبکی نے جو کچھ امام صاحب رحمۃ اللہ کے بارے میں لکھا وہ ان کی وفات کے بعد ہی لکھا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے طلاقِ حلفی کے بارے میں جو فتوے اپنی زندگی میں دیئے۔ ان کو مجموع فتاوی کی 33 ویں جلد میں ''الطلاق'' کے عنوان سے جمع کر دیا گیا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف و مشہور کتاب اعلام الموقعین میں فصل: هل الحلف بالطلاق يلزم: المخرج الثامن (ج4، ص98) کے تحت لکھا ہے۔ ان کا قول کہ جن کے نزدیک طلاق کی قسم سے طلاق نہ لازم ہوتی ہے اور نہ واقع ہوتی ہے اور نہ کفارہ وغیرہ دینا پڑتا ہے۔ یہی مذہب بہت سے خلف و سلف کا ہے۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی صحیح ثابت ہے۔

بعض مالکی فقہاء اور اہل ظاہر کا کہنا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی اس مسئلہ میں مخالف دکھائی نہیں دیتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ شاگرد طاؤس سے بھی اسی کا صحیح ہونا منقول ہے۔ مصنف عبدالرزاق ج6، ص406 ''باب طلاق الكرہ'' رقم 11401 میں ابن جریج سے مروی ہے۔ ان کو طاؤس نے اپنے باپ کے حوالے سے خبر دی کہ وہ کہا کرتے تھے۔ حلفی طلاق کوئی شے نہیں۔ راوی کا بیان ہے۔ میں نے کہا۔ کیا وہ اس کو قسم خیال کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: میں اس بارے نہیں جانتا ہوں۔ یہ صحیح ترین سند سے تابعین میں سے ان سے مروی ہے جو ان میں اونچے مقام پر فائز تھے اور اس میں چار سو سے زیادہ ان علماء کرام نے موافقت کی جنہوں نے قیاس کے علاوہ فقہ کی بنیاد قرآن و سنت پر رکھی۔

المحلّی ابن حزم: مسئلۃ 1969: احکام الطلاق ج10، ص211 میں منقول ہے: اَلْيَمِيْنُ بِالطَّلَاقِ لَا يَلْزِمُ سَوَآءٌ بَرَّ اَوْ حَنِثَ لَا يَقَعُ بِهٖ طَلَاقٌ۔ یعنی طلاق کی قسم سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ چاہے اس کو پوری کرے یا نہ کرے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ابن حزم نے یہ وضاحت بھی کر دی کہ طلاق اسی صورت میں ہوگی جس کا حکم اللہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نے دیا ہے۔ اور قسم بھی وہی ہوگی جس کو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان سے مشروع فرمایا۔ یعنی قسم وہی صحیح ہوگی جس کو شریعت تسلیم کرتی ہوگی۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے علی رضی اللہ عنہ کے اثر کی تفصیل یوں بیان کی ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور پھر اس نے سفر کا ارادہ کیا۔ سسرال والوں نے اس کو جانے سے روک لیا۔ اس نے کہا: اگر میں ایک مہینہ تک اس کا خرچ نہ بھیجوں تو میری بیوی پر طلاق ہوگی۔ اس کی طرف سے مقررہ مدت گزر گئی لیکن اس نے خرچ نہ بھیجا۔ جب وہ آیا تو ان نے اور اس کے سسرال والوں نے اپنے معاملے کا ذکر علی رضی اللہ عنہ سے کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ سنایا: تم نے اس کو بے بس کرتے ہوئے طلاق کہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس شخص کی بیوی کو اس کی طرف لوٹا دیا۔

چونکہ سفر پر جانے والے شخص کی نیت بیوی کو طلاق دینے کی نہ تھی بلکہ سفر پر جانے کی خاطر طلاق کی قسم کھا لی۔ اس لیے علی رضی اللہ عنہ نے اس قسم کا اعتبار نہ کرتے ہوئے طلاق کو مؤثر نہ ہونے دیا۔

مصنف عبدالرزاق ج6، ص388: رقم 11322 میں محمد بن سیرین نے قاضی شریح سے بیان کیا ہے: ان کے پاس ایک جھگڑا لایا گیا جس میں ایک آدمی نے کہا تھا، اگر اس نے اسلام میں کوئی نیا کام کیا تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ پھر اس نے ایک خچر ''حمام اعین'' تک جانے کے لیے کرایہ پر لیا۔ وہ نہ صرف اس خچر کو اصفہان تک لے گیا۔ بلکہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت کی صورت میں ملنے والی رقم سے شراب خرید کر پی لی۔ قاضی شریح نے کہا: اگر تم چاہو تو گواہی دے دو کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی۔ لیکن وہ اسی قصہ کو دوہراتے رہے۔ چنانچہ قاضی شریح نے اس کی قسم کو غیر شرعی سمجھا اور طلاق واقع نہ کی۔ کیونکہ اس آدمی کی نیت طلاق دینے کی نہ تھی۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین ج4،ص114: المخرج الثانی عشر میں لکھا ہے کہ طلاق کی قسم بھی شرعی قسموں میں سے ہے اور یہ قابل کفارہ ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تقریباً دو ہزار اوراق میں چالیس دلائل کتاب وسنت، اقوالِ صحابہ، قیاس اور قواعد ائمہ کے حوالے سے ایسے دیئے کہ جن سے اس مسئلہ میں تناقض وتباین والے تمام اقوال کا رد کر دیا اور اپنے انتقال تک اس مسئلہ پر قائم رہے اور اسی کی دعوت دیتے رہے۔ جھگڑنے والوں سے مباہلہ کرنے پر تیار رہتے۔ اپنی جان وعزت اور اپنی زندگی کے اوقات اسی میں صرف کرتے رہے۔ تھوڑے ہی وقت میں اپنے قلم اور زبان سے چالیس سے زیادہ فتوے دے دیتے۔ حلالہ کا فتویٰ دینے والوں کے قلعے گرا دیئے گئے۔ ان کے گرجوں اور کنیسوں میں آگ لگا دی گئی۔ ان کا بازار ٹھنڈا کر دیا گیا۔ ان پر لعنت کی بدلیاں برسا دی گئیں۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی وجہ سے کتاب وسنت اور آثار سلف جاگ اٹھے۔ صحابہ اور تابعین کا مذہب پھیل گیا۔ بدعتوں کی جڑیں اکھڑ گئیں۔ تقلیدی زندان سے بہت سے لوگ باہر نکل گئے۔ ہتھکڑیوں اور بیڑیوں سے وہ آزاد ہو گئے۔ لیکن ان کے دشمنوں اور حاسدوں پر قیامت برپا ہو گئی اور انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے گھر کو گھیر لیا۔ محلے پر چھاپہ مارا۔ انہیں برا بھلا کہا۔ ان کی توہین کرتے ہوئے ان پر بہتان لگائے اور انہوں نے لوگوں میں مشہور کیا کہ اس نے مسلمانوں میں سے طلاق اٹھا دی اور زنا کی اولاد دنیا میں پھیلا دی۔ خواص میں دہائی دی کہ اس نے مشروط معلّق طلاق کو باطل کر دیا۔ بادشاہوں اور حاکموں سے کہا: آپ کی بیعت کی قَسمیں اس نے تڑوا دیں۔ حالانکہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے صاف طور پر لکھا کہ قسم کھانے والوں کی قسمیں شریعت کو نہیں بدل سکتیں۔ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ وہ کسی کے فتویٰ سے سلطان کی بیعت توڑ دے۔ جو ایسا فتویٰ دے گا وہ کذّاب ومفتری ہوگا۔ امام رحمہ اللہ پر اس بارے وہی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آزمائشیں آئیں جو ایسے بھلے لوگوں پر آیا کرتی تھیں۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال

طلاقِ حلفی کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے استدلال کی بنیاد سورۃ المائدہ کی وہ آیت مبارکہ تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَ احْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (89)﴾

اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر تمہارا مواخذہ نہیں کرتا۔ بلکہ تمہارا مواخذہ ان قسموں پر کرتا ہے جو تم پکی کر کے اٹھاتے ہو۔ پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو وہ درمیانے درجے کا کھانا کھلانا ہوگا جو تم اپنے اہل کو کھلاتے ہو یا ان کو لباس دینا ہوگا یا ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ پس وہ جو اس کی استطاعت نہ پائے تو اس کو تین دن کے روزے رکھنے ہوں گے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہوگا جو تم اٹھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنی آیات اسی طرح تمہارے لیے بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر کرو۔

صحیح بخاری: کتاب الایمان والنذور ص980 میں اسی آیت کے شان نزول کے بارے میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنی قسم کو پورا کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے قسم کے کفارہ کی آیت نازل کر دی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں کسی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کام کے بارے میں قسم کھاؤں اور کوئی دوسرا کام اس سے بہتر دیکھوں تو میں بہتر ہی کروں گا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کردوں گا۔

اس باب میں رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن سمرہ کو یہی نصیحت فرمائی اور خود بھی ایسا ہی کرنے کا اعلان کیا۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی قید اور رہائی

البدایہ و النھایہ ج14، ص87-93-97 اور دارالکتب العلمیہ، بیروت کی مطبوعہ مجموعہ کُتُب: العقود الدریہ ص302 اور الکواکب الدریہ ص371 کے مطابق قاضی شمس الدین بن مسلم حنبلی نے بڑے بڑے مفتیوں کے کہنے پر 15 ربیع الاول 718ھ جمعرات کے دن شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرکے ان کو مشورہ دیا کہ وہ حلف بالطلاق کے مسئلہ پر فتوی دینا ترک کردیں۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی خیر خواہی کی قدر کرتے ہوئے اور مفتیوں کی دلداری کی خاطر مشورہ قبول کرلیا اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اس کا مقصد فتنہ و شر کے جوش کو ختم کرنا ہے۔

جمادی الاولی ہفتہ کے دن سلطان کی طرف سے جب یہ خط آیا کہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو حلف بالطلاق سے روکا جائے، تو اس سلسلہ میں ایک مجلس کا دارالسعادہ میں انعقاد ہوا۔ سلطان کے حکم کے مطابق نہ صرف امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو حکماً منع کردیا گیا بلکہ اس کا اعلان بھی شہر میں کردیا گیا۔ جس کی وجہ سے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فتوی دینا شروع کردیا۔ ان کا کہنا تھا: اب یہ علمِ حق کو چھپانے والی بات ہے۔

719ھ رمضان کے مہینے میں حکومت کے امراء اور علماء و فقہاء کا دارالسعادہ میں پھر اجلاس ہوا جس میں سلطان کا خط سنایا گیا۔ چنانچہ شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو مجلس میں بلایا گیا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور فتوی دینے سے منع کرنے کے باوجود فتوی دینے پر ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے سرزنش کی گئی اور پھر سے ان کو تاکیداً فتوی نہ دینے پر مجلس ختم ہوگئی۔

دو مرتبہ منع کیے جانے کے باوجود جب امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ حلف بالطلاق پر فتوی دیتے رہے تو تیسری مرتبہ دمشق میں سلطنت کے نائب، امراء وقضاۃ اور فقہاء وعلماء پھر دارالسعادہ میں جمع ہوئے اور شیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے بعد ان کو قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ پانچ مہینے اور اٹھارہ دن قید میں رہنے کے بعد سلطان کے حکم سے ان کو رہا کر دیا گیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جو حق اور سچ سمجھتے تھے۔ اس پر ڈٹ جاتے تھے۔ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی خیال نہ کیا کرتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے کسی بھی موقع پر نہ حکومت کا کوئی عہدہ قبول کیا اور نہ حکومت یا امراء کی کوئی اعانت قبول کی۔ اس کے باوجود ان کے اعلیٰ علمی مقام کی وجہ سے عوام الناس میں بہت مقبولیت تھی اور خاص احترام وعقیدت کی نظر سے ان کو دیکھا جاتا تھا۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی آخری ابتلاء

طلاقِ حلفی کے سلسلہ میں قید سے رہائی پانے کے بعد امام صاحب کتابیں لکھنے، لوگوں کے سوالوں کا جواب دینے، قرآن وسنت کے خلاف عقائد کا رد کرنے اور درس دینے میں مصروف ومشغول ہو گئے۔ لیکن ان کے حاسدوں اور دشمنوں کو جب ان کی منصوبہ بندی کے مطابق مطلوبہ کامیابی حاصل نہ ہوئی تو انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوی کو اچھالنا شروع کر دیا جو انہوں نے سترہ سال پہلے دیا تھا۔ حالانکہ ویسا ہی فتوی کئی دوسرے فقہاء بھی دے چکے تھے۔ وہ فتوی انبیاء وصلحاء کی قبروں کی زیارت کے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بارے میں تھا۔ جس کو اس کی اصلی صورت میں امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عبدالھادی المتوفی 744ھ نے اپنی کتاب العقود الدریۃ میں ''امر السلطان بحبس الشیخ لقلعۃ دمشق'' کے تحت یوں نقل کیا ہے۔ (ایضاً مجموع فتاوی ج27 ص182 تا 192)

## سوال

جید علماء اور دین کے ائمہ...... اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مسلمانوں کو نفع دے...... اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو انبیاء و صلحاء مثل ہمارے نبی ﷺ وغیرہ کی قبروں کی زیارت کی نیت سے سفر کرے۔ کیا اس کے لیے جائز ہوگا کہ وہ اپنے سفر میں نماز قصر کرلے۔ ایسی زیارت شرعی ہوگی یا غیر شرعی ہوگی؟

نبی ﷺ سے روایت کی گئی ہے: ''جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی۔ بے شک اس نے مجھ سے جفا کی اور جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی۔ وہ اس جیسا ہوگا کہ جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔''

اور آپ ﷺ سے یہ بھی روایت کی گئی ہے: ''تین مساجد کے لیے سفر کے علاوہ کجاوے نہ باندھے جائیں۔ وہ مسجد حرام اور میری مسجد اور مسجد اقصیٰ ہیں۔

اجر پانے کے لیے ہمیں فتویٰ دیں اللہ آپ پر رحم کرے۔

## سوال کا جواب

سب تعریفیں اس اللہ کے لیے جو رب العالمین ہے۔ جو شخص محض انبیاء و صلحاء کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرے۔ اس کے لیے دوران سفر نماز قصر کرنی جائز ہے کہ نہیں۔ اس بارے دو معروف قول ہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ان دو میں سے پہلا قول ان پہلے علماء کا ہے جو معصیت کے سفر میں نماز قصر کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ جیسے ابو عبداللہ، ابو الوفاء بن عقل اور بھی پہلے علماء کے بہت سے لوگ ہیں۔ ان کے نزدیک ایسے سفر میں قصر جائز نہیں کیونکہ ایسے سفر سے منع کیا گیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ شریعت میں جس سفر سے منع کیا گیا ہو اس میں قصر نہ کی جائے۔

دوسرا قول ہے کہ قصر کی جائے۔ یہ ان کا کہنا ہے جو حرام سفر میں قصر کو جائز سمجھتے ہیں۔ جیسے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد میں آنے والے ان کے بعض اصحاب ہیں۔ ان میں سے وہ بھی ہیں جو انبیاء و صلحا کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنے کو جائز کہتے ہیں۔ جیسے امام ابو حامد الغزالی، ابو الحسن بن عبدوس الحرانی اور ابو محمد بن قدامہ المقدسی۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ سفر حرام نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عمومی طور پر فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو۔ (ابن ماجہ) نبی ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے بارے میں ان مروی احادیث سے بعض نے دلیل لی جو حدیث کو نہیں پہچانتے۔

جیسے الدارقطنی ج2، ص268 کی روایت ہے: جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

بعض لوگوں نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ سے جفا کی۔ علماء میں سے کسی نے اس کو روایت نہ کیا۔ یہ اسی کی مثل قول ہے: جس نے میری زیارت کی اور ابو ابراھیم کی ایک سال میں زیارت کی تو اللہ سے میں اس لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی نے اس کو روایت نہیں کیا اور نہ اس سے دلیل لی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ ان کے بعض نے الدار قطنی کی حدیث اور اسی طرح کی دوسری حدیث سے استدلال کیا ہے۔

ابو محمد المقدسی کا زیارت قبور کے بارے میں استدلال ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد قباء کی زیارت کیا کرتے تھے۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ یعنی سفر کے لیے کجاوے نہ باندھے جائیں۔ یہ استحباب کی نفی پر محمول ہے۔ پہلے قول والوں کی دلیل وہ حدیث ہے جو بخاری و مسلم میں مروی ہے۔ سفر کے لیے تین مساجد کے علاوہ کجاوے نہ باندھے جائیں۔ یعنی حصول ثواب کی خاطر سفر نہ کیا جائے۔ تین میں سے ایک مسجد حرام، دوسری میری یہ مسجد اور تیسری مسجد اقصیٰ۔ خیال رہے کہ مذکورہ تین مساجد کے علاوہ حصول ثواب کی خاطر سفر کی ممانعت میں تجارتی یا عزیز و اقارب سے ملاقات کرنے یا دوسرے دنیاوی سفر شامل ہیں۔

امام صاحب نے واضح کر دیا کہ بخاری و مسلم کی اس حدیث کی صحت پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے اور اسی کے مطابق عمل ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص نذر مانے کہ کجاوہ باندھ کر کسی مسجد یا مشہد (مزار یا مقبرے) میں نماز پڑھے گا یا اس میں اعتکاف کرے گا۔ مذکورہ تین مساجد کے علاوہ ان کی طرف سفر کرے گا۔ ائمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ نذر کو پورا کرنا اس پر واجب نہیں ہوگا۔ اگر وہ نذر مانے کہ حج یا عمرہ کے لیے جائے گا تو علماء کے نزدیک باتفاق اسے پورا کرنا واجب ہوگا۔ اگر اس نے نذر مانی کہ وہ مسجد نبوی یا مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے یا اعتکاف کرنے جائے گا۔ تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قولوں میں سے ایک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اس پر نذر کو پورا کرنا واجب ہوگا۔ جبکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نذر کو پورا کرنا واجب نہ ہوگا۔ ان کا کہنا ہے۔ اسی نذر کا پورا کرنا واجب ہوگا کہ جس کو شرع نے واجب کیا ہو۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جبکہ جمہور ہر اطاعت والی نذر کو پورا کرنا واجب کرتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری: کتاب الایمان والنذور: باب النذر فی الطاعۃ ص990 میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: مَنْ نَذَرَ اَنْ یُطِیْعَ اللّٰہَ فَلْیُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ یَعْصِیَهُ فَلَا یَعْصِهٖ جس نے نذر مانی کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اس کو چاہیے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے اور جس نے نذر مانی کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا تو اس کو اللہ کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔

لہٰذا دونوں مذکورہ مساجد کی طرف اطاعت الٰہی کے لیے سفر کرنے کی اگر نذر ہو گی تو اس کا پورا کرنا واجب ہو گا۔

جہاں تک مذکورہ تین مساجد کے علاوہ کسی اور جگہ کا سفر کرنے کی نذر کا تعلق ہے، تو علماء میں سے کسی ایک نے بھی اس نذر کو پورا کرنا واجب قرار نہیں دیا۔ بلکہ علماء نے شک وشبہ سے بالا یہ وضاحت بھی کر دی کہ دور دراز سے مسجد قباء کے لیے بھی سفر نہ کیا جائے کیونکہ وہ بھی مذکورہ تین مساجد میں سے نہیں ہے۔ حالانکہ جو مدینہ میں ہو گا اس کے لیے مسجد قباء کی زیارت مستحب ہے اور وہ ایسی زیارت ہے کہ اس کے لیے کجاوہ باندھنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔

اس سلسلے میں السنن الکبری ج5، ص248، ابن ماجہ: باب ماجاء فی الصلوۃ فی مسجد قباء ص101-102، جامع الترمذی ج1، ص27 کی صحیح حدیث ہے۔ جس نے اپنے گھر میں وضو کیا اور صرف نماز پڑھنے کے ارادہ سے مسجد قباء آیا تو وہ نماز اس کے لیے عمرہ کے ثواب کی مثل ہو گی۔

بخاری: باب مسجد قباء ص159 مسلم: باب فضل مسجد قباء ج1 ص248 میں عبداللہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ ہر ہفتہ کے دن پیدل یا سوار ہو کر مسجد قباء آیا کرتے تھے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پہلے قول والوں کا کہنا ہے محض انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنا بدعت ہے۔ کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں ایسا کسی ایک نے نہیں کیا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا۔ مسلمانوں کے ائمہ میں سے بھی کسی نے اس کو مستحب نہیں سمجھا۔ جو ایسا سفر کرنے کو عبادت کا اعتقاد رکھتے ہوئے سفر کرلے تو یہ سنت کی مخالفت ہو گی۔ ائمہ کا اسی پر اجماع ہے۔

ابو عبداللہ بن بطہ نے "الابانة الصغرى من البدع المخالفة للسنة والاجماع" میں ایسا ہی ذکر کیا ہے اور اسی سے ابو محمد المقدسی کی حجت کا بطلان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد قباء کی زیارت کرنا کجاوے باندھنے کے زمرہ میں نہیں آتا تھا اور اس سفر کے لیے نذر کی بھی ضرورت نہ تھی۔

جہاں تک لاتشدالرحال حدیث کا استحباب کی نفی پر محمول ہونا ہے تو اس کا دو طرح سے جواب ہے۔

پہلا جواب یہ ہے کہ اگر تسلیم کرلیا جائے تو ایسا سفر نہ تو عمل صالح ہے۔ اور نہ قربت واطاعت اور حسنات میں سے ہے۔ پس جس نے قربت وطاعت اور عبادت کے اعتقاد کے ساتھ انبیاء وصلحاء کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کیا تو اس نے اجماع کی مخالفت کی۔ اگر اس نے اس عقیدہ کے ساتھ سفر کیا کہ وہ طاعت ہے تو مسلمانوں کے اجماع کے مطابق وہ حرام ہوگا۔ اس کو قربت کا ذریعہ بنانے پر بھی وہ حرام ہو جائے گا اور یہ بات بھی عام معلوم ہے کہ جو بھی ایسا سفر کرتے ہیں وہ اسی لیے کرتے ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ لاتشدالرحال والی حدیث تقاضا کرتی ہے کہ ایسا سفر نہ کیا جائے اور ممانعت حرام کی متقاضی ہے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے بارے میں جن احادیث کا ذکر کیا ہے وہ سب ضعیف ہیں بلکہ موضوع ہیں اور حدیث



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کا علم رکھنے والوں کا اس پر اتفاق ہے۔ معتمد اہل السنن میں سے کسی نے ان کو روایت نہیں کیا اور ائمہ کرام میں سے کسی ایک نے بھی ان میں سے کوئی حجت نہیں لی ہے۔ بلکہ مدینہ نبویہ کے رہنے والے جو اس مسئلہ میں لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے، ان کے امام، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تو اس کو بھی مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی آدمی یہ کہے: میں نے نبی ﷺ کی قبر کی زیارت کی۔ اگر لفظ زیارت ان کے نزدیک معروف و مشروع ہوتا یا نبی ﷺ سے ماثور ہوتا تو اہل مدینہ کے امام اس کو مکروہ نہ سمجھتے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے زمانے میں سنت کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ جانتے تھے۔ جب اُن سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا تو احادیث میں سے ان کے پاس سوائے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے علاوہ کوئی حدیث نہ تھی جس پر وہ اعتماد کرتے۔ جس کے مطابق رسول ﷺ نے فرمایا: جب بھی کوئی مسلم مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ میری روح مجھ پر لوٹاتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

امام ابو داوٗد نے اس پر اعتماد کرتے ہوئے اسی کو اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔ (کتاب المناسک: زیارۃ القبور، ص279) اسی طرح الموطا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو کہتے۔ اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ پر سلامتی ہو، ابا جان آپ پر سلامتی ہو۔ پھر وہ واپس ہو جاتے۔ (ایضا مصنف عبدالرزاق ج3، ص577، مصنف ابن ابی شیبہ ج3، ص341، السنن الکبری ج5، ص245)

سنن ابی داوٗد کے باب زیارۃ القبور، ص279 میں یہ بھی مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِی عِیدًا وَ صَلُّوا عَلَیَّ فَإِنَّ صَلَاتَکُمْ تَبْلُغُنِی حَیْثُمَا کُنْتُمْ﴾



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میری قبر کو عرس گاہ نہ بنا لینا اور مجھ پر درود بھیجتے رہنا، بے شک تمہارا درود مجھ تک پہنچتا رہے گا جہاں بھی تم ہو گے۔ (یہ روایت مصنف عبدالرزاق ج3، ص577 اور مصنف ابن ابی شیبہ ج3، ص345 میں بھی مذکور ہے)۔

سنن سعید بن منصور کی روایت ہے: عبداللہؓ بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نبی ﷺ کی قبر کی طرف آتا جاتا رہتا ہے، تو انہوں نے اس سے کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری قبر کو عید نہ بنا لینا اور مجھ پر درود بھیجا کرنا۔ تمہارا درود مجھے پہنچتا رہے گا جہاں بھی تم ہو گے۔ پس تم اور وہ آدمی جو اندلس میں ہو دونوں برابر ہیں۔

بخاری: کتاب الجنائز: باب مایکرہ من اتخاذ المسجد ص 177 مسلم: کتاب المساجد: باب النهی عن بناء المسجد علی القبور ج2، ص 201 میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ نبی ﷺ نے اس بیماری میں فرمایا جس میں آپ نے وفات پائی: اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ آپ ان سے ڈراتے تھے جو انہوں نے کیا۔ اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو میں آپ کی قبر مبارک پر لوگوں کو آنے کی عام اجازت دے دیتی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے پسند نہ کیا کہ آپ کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیا جائے۔ اسی لیے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو صحراء میں دفن کرنے کی بجائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن کیا۔ تا کہ کوئی آپ کی قبر مبارک کے پاس نماز نہ پڑھے اور نہ اس کو سجدہ گاہ بنائے۔ اور اس بت کی طرح بھی نہ بنا لے جس کی عبادت کی جاتی ہے۔

جب حجرہ نبویہ ولید بن عبدالملک کے زمانے تک مسجد سے الگ ہوتا تھا تو صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے کوئی بھی اس میں نماز پڑھنے، قبر مبارک کو چھونے اور وہاں دعا کرنے کے لیے اس میں داخل نہ ہوتا تھا۔ یہ سب کچھ وہ مسجد میں کیا کرتے تھے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سلف صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین جب نبی ﷺ پر سلام بھیجنے کے بعد دعا کرنے کا ارادہ کرتے تو اپنا رخ قبر کی بجائے قبلہ کی طرف کر لیتے۔ قبر کی طرف چہرہ کر کے دعا نہیں کیا کرتے تھے۔

درود و سلام اور دعا کرنے کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ قبر کی بجائے قبلہ کی طرف منہ کیا جائے۔ لیکن ائمہ کی اکثریت کا کہنا ہے کہ دعا کے لیے قبلہ کی طرف رخ رکھا جائے۔ اس بارے میں ایک جھوٹی حکایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی جاتی ہے، حالانکہ ان کا مذہب اس کے خلاف تھا۔ ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ قبر مبارک کو نہ چھوا جائے اور نہ چوما جائے۔

جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا مقصد توحید کی محافظت ہے۔ کیونکہ قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لینا اللہ کے ساتھ شرک کے اصول میں سے ہے۔ سورۃ نوح میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا (23)﴾

اور انہوں نے کہا۔ ہرگز تم اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ودّ اور نہ سواع اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑنا۔

سلف کی ایک جماعت کا اللہ کے اس قول کے بارے میں کہنا ہے: وہ نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگ تھے۔ جب وہ مر گئے تو قوم ان کی قبروں کے پاس بیٹھ گئی۔ پھر ان کے بت بنا لیے۔ جب کچھ وقت گزر گیا تو انہوں نے ان کی عبادت کرنی شروع کر دی۔

صحیح بخاری: کتاب التفسیر: سورۃ نوح ص 732 میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب مذکورہ قوم کے صالح لوگ مر گئے تو شیطان نے ان کی طرف وحی کی کہ ان کے بت بنا اپنی مجالس میں رکھ لو اور ان کے نام بھی صلحاء کے ناموں پر رکھ لو۔ قوم نے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ان کے بت بنا کر ان کے نام تو رکھ لیے لیکن ان کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ پھر جب بت بنانے والے ہلاک ہو گئے اور حقیقت سے آگاہی بھی نہ رہی تو ان بتوں کی عبادت ہونے لگی۔

محمد بن جریر الطبری وغیرہ اور سلف میں سے کئی ایک نے ایسی ہی تفسیر بیان کی ہے۔

ان مسائل کے اصول پر اس مقام کے علاوہ اور بہت کلام ہو چکا ہے۔

قبروں پر مشاہد کی زیارت کے لیے سفر کرنے میں سب سے پہلے احادیث بدعتی رافضیوں اور ان جیسوں نے وضع کیں جو مساجد کو ویران کرتے اور مشاہد کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ کے جن گھروں کے بارے میں اللہ نے حکم دیا کہ ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے اور وَحْدَہٗ، لَا شَرِیْکَ لَہٗ، کی عبادت کی جائے ان کو تو چھوڑ دیتے ہیں اور جن مشاہد (مزاروں اور مقبروں) میں شرک ہوتا ہے، جھوٹ بولا جاتا ہے، بدعت کے کام ہوتے ہیں، ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے ایسے دین پر کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ جبکہ کتاب وسنت دونوں میں مساجد کا ذکر ہوا ہے۔ مشاہد (مزاروں اور مقبروں) کا کوئی ذکر نہیں۔

سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ وَ اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ(29)﴾

آپ کہہ دیں۔ میرے رب نے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور تم اپنے چہروں کو ہر مسجد میں سیدھا رکھا کرو۔ یعنی نماز میں قبلہ کی طرف اپنے چہروں کو کیا کرو اور اس کے دین کو خالص کرتے ہوئے اس کو پکارا کرو۔

سورۃ التوبۃ میں ارشاد ہوا ہے:



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ(18)﴾

بے شک مساجد وہ آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔

سورۃ البقرہ میں اسی کا فرمان ہے:

﴿وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ(187)﴾

اور تم ان سے مباشرت نہ کرنا جب کہ تم مساجد میں اعتقاف کر رہے ہو۔

سورۃ الجن کے الفاظ ہیں:

﴿ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا(18)﴾

اور بے شک مساجد اللہ ہی کے لیے ہیں۔ پس تم اللہ کے ساتھ کسی ایک کو نہ پکارنا۔

سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِیْ خَرَابِهَا(114)﴾

اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مساجد سے منع کرے کہ ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے اور ان کو خراب کرنے کی کوشش کرے۔

صحیح مسلم: باب النهي عن بناء المسجد على القبور ج1، ص201 میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے: آپ فرمایا کرتے تھے:

﴿اِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ فَاِنِّی اَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ﴾

بے شک جو تم سے پہلے تھے وہ قبروں پر مساجد بنا لیا کرتے تھے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ تم قبروں کو مساجد یعنی سجدہ گاہیں نہ بنا لینا۔ بلاشبہ میں تمہیں اس سے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



منع کر رہا ہوں۔

حافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عبدالھادی کا کہنا ہے کہ یہ آخری جواب تھا جو شیخ الاسلام نے دیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا اس مسئلے میں بہت سا کلام موجود ہے۔ جیسے کہ انہوں نے اپنے جواب میں خود ہی اشارہ کیا ہے۔

جب دمشق میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ جواب حاصل کرنے میں ان سے حسد وبغض رکھنے والے کامیاب ہوگئے تو شافعی قاضی نے اسے مصر بھیجتے ہوئے یہ نوٹ لکھ دیا۔ میں نے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے جواب کو ان سے پوچھے گئے سوال کی روشنی میں دیکھا تو صحیح بات یہی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور انبیاء علیہم السلام کی قبروں کی زیارت کو قطعی طور پر معصیت بالاجماع کہا ہے۔

حافظ محمد بن احمد بن عبدالھادی کی العقود الدریۃ میں اور حافظ ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ ج14، ص124 میں دمشق کے شافعی قاضی نے جو نوٹ اپنی طرف سے لکھا تھا اس کے بارے میں منقول ہے: اب دیکھئے۔ یہ شیخ الاسلام پر کھلی تحریف ہے۔ یعنی جو انہوں نے کہا نہ تھا یا لکھا نہ تھا ان کی طرف اس کو منسوب کر دیا حالانکہ اس مسئلے میں انہوں نے جو جواب دیا تھا اس میں انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی قبور کی زیارت سے منع نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس میں محض قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنے کے متعلق دو قول بیان کیے تھے۔

محض زیارت کے لیے سفر کرنا ایک مسئلہ ہے اور قبروں کی زیارت بغیر کجاوے باندھے کرنا دوسرا مسئلہ ہے۔ شیخ الاسلام نے سفر کے بغیر زیارت سے منع نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس کو مستحب اور مندوب قرار دیا تھا اور نہ انہوں نے کہا کہ یہ معصیت ہے اور نہ اس سے منع ہی کیا تھا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



البدایہ والنہایہ کے الفاظ ہیں: ولا ھو جاھل قول الرسول ﷺ ﴿زُورُوا الْقُبُورَ فَاِنَّھَا تُذَکِّرُکُمُ الْاٰخِرَۃَ﴾ اور نہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد مبارک سے نا آشنا تھے۔ ''قبروں کی زیارت کیا کرو۔ بے شک وہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔''

شیخ الاسلام کے بارے میں عزم کے ساتھ کی گئی تحریف کو دونوں نے اللہ کے حوالے اس طرح کیا کہ سبحانہ وتعالیٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں اور نہ کوئی چھپنے والی چیز مخفی ہوگی۔ سورۃ الشعراء کی آخری آیت کا حصہ ہے: ﴿وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ﴾ اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہوگا کہ کونسی لوٹنے والی جگہ میں وہ لوٹتے ہیں۔

امام ابوالعباس تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے قبروں کی زیارت اور زیارت کے لیے سفر کرنا، اہل قبور کو مشکلات میں پکارنا اور ان کی قبروں کے پاس دعاؤں کے قبول ہونے کا عقیدہ رکھنا جیسے مسائل پر بہت کچھ لکھا ہے۔ جس کو مجموع فتاوی کی مختلف جلدوں میں عموماً اور جلد 1، جلد 4 اور جلد 27 میں خصوصا جمع کر دیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب کے دوسرے حصہ میں اس کو اختصاراً بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

## مصر میں مفتیوں کا ہنگامہ

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے بغض و کینہ رکھنے والوں نے پہلے ہی ان کے خلاف سلطانِ مصر اور امراء کو بدظن کرنے کی سازش کی باقاعدہ ابتداء کر دی تھی۔ جب شافعی قاضی کے تحریفی نوٹ کے ساتھ زیارت قبور کا فتوی مصر پہنچا تو وہاں کے اٹھارہ مفتیوں نے ان کے کافر ہونے کا فتوی دے دیا۔ جن کی قیادت مالکی قاضی تقی الدین محمد بن ابی بکر الاخنائی کر رہے تھے۔ ان کی بھی دلیل یہ تھی کہ انبیاء علیہم السلام اور خاص کر نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے سفر سے روکنا، درحقیقت نبی ﷺ کی تنقیص ہے جو کہ صریحی طور پر کفر



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے اور کفر کی سزا قتل ہے۔ (طبقات حنابلہ ج4، ص331) العقود الدریہ ص329 اور الکواکب الدریۃ: ''باب ذکر حبس الشیخ بقلعۃ دمشق'' کے تحت منقول ہے:
اس سلسلے میں ایک جماعت نے خوب ہنگامہ کیا اور انہوں نے سلطان مصر سے مطالبہ کیا کہ ابن تیمیہ کو قتل کر دیا جائے۔ سلطان نے قتل کرنے پر تو اتفاق نہ کیا البتہ ان کی خاطر امام ابن تیمیہ کو قید کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

العقود الدریۃ کی روایت کے مطابق جب قاضی مذکور کا خط مصر پہنچا تو لوگوں نے اس پر خوب کلام کیا اور ایک عظیم فتنہ برپا ہوا۔ قاضیوں کو اس بارے فیصلہ کرنے کو کہا گیا۔ اس اجتماعی شور شرابے میں کسی نے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو قید میں ڈالنے کا اشارہ کیا، جس پر سلطان مصر نے ان کو قید کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

## قید خانہ میں علمی مصروفیت

مصر کے سلطان کے حکم سے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو 2 شعبان 726ھ کے دن عصر کے وقت دمشق کے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ جب ان کو لے جانے کے لیے سواری لائی گئی تو اس کو دیکھ کر انہوں نے مسرت وخوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں اسی کا منتظر تھا۔ اس میں بڑی بھلائی اور مصلحت ہے۔ ان کے لیے ایک اچھی جگہ خالی کرا کر وہاں پانی کی سہولت مہیا کر دی گئی اور ان کے بھائی زین الدین کو ان کی خدمت کرنے کے لیے ان کے ساتھ رہنے کی اجازت بھی مل گئی۔

10 شعبان جمعہ کے دن دمشق کی جامع مسجد میں نماز کے بعد اعلان کر دیا گیا کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو انبیاء علیہم السلام کی قبروں کی زیارت سے منع کرنے پر قید کر دیا گیا ہے۔

نصف شعبان کے قریب امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں اور عقیدتمندوں کی ایک



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جماعت کو بھی گرفتار کر کے ان کو سزا دینے کے بعد رہا کر دیا لیکن ان کے شاگرد خاص حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے استاد کے ساتھ قید خانے میں ڈال دیا گیا۔

(البدایہ والنہایہ ج14، ص 123 الکواکب الدریہ: ذکر حبس الشیخ)

علمی آدمی جہاں بھی ہوتا ہے علم کی شمع کو روشن ہی رکھتا ہے۔ امام صاحب دمشق کے قلعہ میں دو سال تین مہینے اور چند دن قید رہے لیکن اس عرصے میں عبادت و تلاوت کے ساتھ انہوں نے بہت کچھ لکھا۔ جس میں قرآنی تفسیر اور جس مسئلہ کی وجہ سے ان کو قید کی سزا دی گئی خوب لکھا۔ خاص طور پر مالکی قاضی ابن الاخنائی کا رد انہوں نے ایسا کیا کہ وہ تلملا اٹھا اور قید کے آخری دنوں میں ان سے ان کی کتابیں چھنوانے اور قلم و دوات اور کاغذات سے محروم کرنے کا سبب بنا۔ لیکن امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جلے ہوئے کوئلوں اور ردی کاغذوں پر علمی کام کو جاری رکھا۔ کوئلے سے لکھے ہوئے خطوط کا ذکر حافظ ابن عبدالھادی کی کتاب العقود الدریۃ میں موجود ہے۔

قاضیوں میں سے جنہوں نے ان کی مخالفت کی اور قید کروانے میں زبردست کردار ادا کیا امام صاحب نے ان کی تحریروں کا قرآن وسنت کے حوالوں سے خوب جواب دیا۔

## ابتلاء میں ثابت قدمی

امام زین الدین ابن رجب المتوفی 795ھ نے طبقات الحنابلتہ ج4، ص332 میں اور الحافظ الامام البزّار المتوفی 749ھ نے الاعلام العَلِیّۃ میں حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے شیخ الاسلام سے زیادہ کسی کو اتنا ہشاش بشاش نہیں دیکھا۔ حالانکہ قید میں ان کو قتل کی دھمکیاں دی جاتی تھیں۔ اس کے باوجود وہ شاداں و فرحاں رہتے تھے۔ ان کا سینہ ہر مصیبت کے لیے کھلا ہوا تھا۔ ان کا دل مضبوط اور ان کا نفس خوش



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تھا۔ ان کے چہرے پر جنتیوں جیسی تروتازگی رہتی تھی۔ جب کبھی ہم پر خوف طاری ہوتا اور پریشان خیالی ہم کو ہر طرف سے گھیر لیتی اور ہم پر زمین تنگ ہونے لگتی تو ہم ان کے پاس جا کر بیٹھ جاتے اور وہ اپنی جوشیلی باتوں سے ہمارے دلوں میں وہ گرمی اور ہمت پیدا کر دیتے کہ جس سے ہمارا سارا خوف دور ہو جاتا اور ہمارے دلوں میں یقین واطمینان کی انشراحی کیفیت پیدا ہو جاتی۔

خود اپنے سجدوں میں یہ دعا کیا کرتے تھے: ﴿رَبِّ اَعِنِّی عَلیٰ ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ﴾ اے میرے رب! تیرا ذکر وشکر اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔ ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا۔

ص 331 میں حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ سے یہ بھی مروی ہے: ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ سے یہ بھی سنا۔ اللہ ان کی روح پاک کرے اور ان کی قبر کو نور سے منور کرے۔ وہ کہا کرتے تھے: بے شک دنیا میں بھی جنت ہے۔ جو اس میں داخل نہیں ہوتا: وہ آخرت والی جنت میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ اس سے مراد دین میں پوری طرح داخل ہو جانا ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ(208)﴾ ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی اتباع نہ کرنا۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اتباع کو ہی وہ جنت سمجھتے تھے۔

چنانچہ ایک موقع پر شیخ الاسلام نے کہا: میرے دشمن مجھے کیا تکلیف پہنچا سکتے ہیں۔ میں تو خود اپنی جنت ہوں اور میرا باغ میرے سینے میں ہے۔ جہاں بھی جاتا ہوں میرے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ مجھ سے کبھی الگ نہیں ہوتا۔ میرا قید ہونا میرے لیے گوشہ تنہائی ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میرا قتل میری شہادت ہوگی۔ میری جلاوطنی میری سیاحت ہوگی۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قید کی مدت میں علم و تصنیف کا بہت کام کیا۔ اپنے ساتھیوں کی طرف بہت سے رسائل لکھ کر بھیجا کرتے تھے۔ جن میں یہ ذکر بھی ہوتا تھا کہ اس دفعہ قید میں اللہ نے ان پر بہت سے علوم عظیمہ اور احوال جسیمہ کے راز کھولے ہیں۔ قرآن کی تفسیر کے جو حقائق و نکات سمجھ میں آئے ہیں وہ پہلے نہیں آئے اور بہت سے علماء اُن کی تمنا کیا کرتے تھے۔ مجھے اس پر ندامت ہے کہ مَیں قرآن چھوڑ کر دوسرے علوم پر اپنا اتنا وقت صرف کیا کرتا تھا۔

میں اس قلعہ کے برابر سونا خرچ کردوں تو بھی اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ میں اپنے حریفوں اور دشمنوں کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے قید کرا کر بہت فائدہ پہنچایا ہے۔ میں اس کا بدلہ دینے سے قاصر ہوں۔

البدایہ و النھایہ ج14، ص134 میں حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے: 9 جمادی الآخرۃ پیر کے دن الشیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں، اوراق اور قلم و دوات کو ان کے پاس سے اٹھوا دیا گیا۔ ان کو لکھنے اور مطالعہ کرنے سے منع کر دیا گیا۔ رجب کے آغاز میں ان کی کتابوں کو العادلیۃ الکبیر منتقل کر دیا گیا۔ امام البرزالی کا کہنا ہے۔ کتابوں کی تعداد تقریباً ساٹھ تھی جبکہ چودہ بستے کاغذات کے تھے۔ قاضیوں اور فقہاء نے ان کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد ان کو آپس میں تقسیم کر لیا۔

کتابوں اور کاغذات کی ضبطی کا سبب امام صاحب کا وہ ردّ تھا جو انہوں نے مالکی قاضی تقی الدین الاخنائی کا قبروں کی زیارت کے مسئلہ پر کرتے ہوئے اس کو جاہل اور بے علم قرار دیا تھا اور یہ ردّ امام صاحب نے قید خانے میں ہی کیا تھا۔ مالکی قاضی کی شکایت پر سلطان نے علمی سرمایہ کی ضبطی کا حکم دیا تھا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



العقود الدریہ میں کوئلے سے لکھے ہوئے ان کے ایک خط میں منقول ہے: انہوں نے یعنی ان کے حاسدوں اور دشمنوں نے کوشش کی کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے گروہ کی طرف سے کچھ لکھا اور کہا نہ جائے۔ ''الاخنائیہ'' کے شائع ہوئے پر انہوں نے شور شرابہ کیا۔ لیکن اللہ نے کئی گنا بڑھا کر ان تک پہنچایا اور انہوں نے اس کے عیوب تلاش کرنے میں اس کا مطالعہ اور تفتیش کی۔ تا کہ ہمارے خلاف کوئی حجت پالیں۔ لیکن اس میں ان کو اپنے ہی خلاف حجت ملی اور ان کی جہالت اور ان کا جھوٹ اور ان کا عاجز آنا ظاہر ہو گیا اور رسالہ زمین میں پھیل گیا۔ اللہ کے سوا یہ کام کوئی اور نہیں کر سکتا تھا۔

## قاضی القضاۃ علامہ السبکی کی کتاب کے بارے میں

قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنے کے بارے میں علامہ تقی الدین السبکی (المتوفی 756ھ) نے بھی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ردّ میں ایک کتاب لکھی جس کا پہلے نام شنّ الغارۃِ علی من انکر سفر الزیارۃ تھا۔ بعد میں شِفاء السقام رکھ دیا گیا۔ علامہ موصوف امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے 22 سال عمر میں چھوٹے تھے۔ اور ان کی وفات کے گیارہ سال بعد دمشق کے قاضی القضاۃ بنے۔ البدایہ و النہایہ ج14، ص105 میں منقول ہے: 723ھ میں انہوں نے قاضی جمال الدین الزرعی کی جگہ منصوریہ قاہرہ میں درس دیا جو دمشق منتقل ہو گئے تھے۔ اگر علامہ موصوف کی کتاب سے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ آگاہ ہوتے تو اس کا ضرور جواب دیتے۔ جیسا کہ انہوں نے قاضی الاخنائی کا زبردست ردّ کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ السبکی نے قبروں کی زیارت کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد یہ کتاب لکھی۔ اس کا جواب امام کے شاگرد حافظ ابن عبدالہادی نے الصارم المنکی فی الرد علی السبکی میں دے دیا۔ دونوں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کتابوں پر تفصیل سے وضاحت ان شاء اللہ کتاب کے دوسرے حصے میں ہوگی۔

## بغداد اور شام کے علماء کے تائیدی خطوط

دارالکتب العلمیۃ کی ترجمہ شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کے مجموعہ میں العقود الدریۃ ص 221 اور الکواکب الدریۃ ص 383 میں منقول ہے: بلاد شرقیہ اور نواحِ عراق کے لوگوں کو امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ پر کی جانے والی سختی کی جب خبر پہنچی تو مسلمانوں پر بہت گراں گزری اور دین کے حامیوں کو بڑی پریشانی ہوئی۔ ملحدوں کے سر اونچے ہو گئے۔ بدعتیوں اور نفس پرستوں کے دل خوش ہو گئے۔ جب وہاں کے علماء کو اس حادثہ عظیم کی خبر ملی تو انہوں نے محسوس کیا کہ اہل بدعت اور نفس پرست امام صاحب کی اس مصیبت کی وجہ سے اکابر فضلاء اور ائمہ علماء پر طنز و طعن کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنا فرض سمجھا کہ اس امر قبیح اور انتہائی برے حال کی خبر بارگاہ سلطانی میں پہنچائیں۔ اللہ ان کے شرف میں اضافہ کرے۔

بارگاہ سلطان میں درخواست کرنے والوں نے شیخ الاسلام کے فتوی کی تائید و توثیق کے سلسلہ میں اپنے جواب بھی لکھے۔ انہوں نے امام صاحب کے علم و فضل اور فکر و بصیرت کے متعلق اپنے مداحانہ خیالات کا اظہار بھی کیا۔ انہوں نے سارا معاملہ ہمارے آقا بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اللہ ان کے اقتدار میں اضافہ کرے اور اس مکاتبت کا مقصد صرف اتنا تھا کہ دینی غیرت نے اکسایا اور مسلمان امراء اور اسلام کی خیر خواہی نے آمادہ کیا ہے۔ نیک پر خلوص عالی آراء کا قبول کیا جانا زیادہ مناسب ہوتا ہے کیونکہ اس میں سیدھی راہ کی طرف رہنمائی موجود ہوتی ہے۔

الشیخ مرعی نے اس خط کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ یہ خط



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سلطان الناصر تک پہنچا ہی نہیں۔ غالباً اس کو کوئی پہنچانے والا نہ تھا یا الشیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پہلے ہوگئی۔ اگر سلطان کی نظر سے یہ خط گزرتا تو اس کا نتیجہ ضرور ظاہر ہوتا۔ یہ ایسا معاملہ ہے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ لیکن یہ تو ثابت ہے کہ تمام خطوط دمشق پہنچ گئے تھے۔

الشیخ مرعی کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں لکھے ہوئے خطوط سلطان تک پہنچتے ہی نہ تھے یا ان کو پہنچنے ہی نہ دیا جاتا تھا۔ اگر کوئی پہنچ بھی جاتا تو قاضیوں کے دباؤ کی وجہ سے بے اثر ہو جاتا۔ کیونکہ **العقود الدریہ** اور **الکواکب الدریہ** میں سلطنت اسلامیہ کے کئی اور علماء کے بھی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت میں لکھے گئے خطوط کا ذکر موجود ہے۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی کی وفات

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا پورا گھرانہ علم وفضل کی دولت سے مالا مال تھا۔ ان کے ایک چھوٹے بھائی زین الدین ان کے ساتھ قید خانے میں تھے۔ جبکہ دوسرے عمر میں پانچ سال چھوٹے الشیخ شرف الدین جو اپنی جگہ بہت بڑے عالم و فاضل تھے۔ دین کی خدمت اور علم کی تعلیم میں مصروف رہتے تھے۔ 727ھ کے جمادی الاولی کی 14 تاریخ کو رب حقیقی سے جا ملے۔

حافظ ابن عبدالهادی نے **وفاة الشيخ عبدالله اخی الشيخ** کے تحت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے وفات پانے والے بھائی کے بارے میں لکھا ہے: وہ صدق و اخلاص والے، تھوڑے پر قناعت کرنے والے، شریف النفس، شجاع اور جہاد میں سب سے آگے رہنے والے، فقہ میں یکتا، علم النحو میں امام۔ سلف کے تراجم و وفیات کا خوب علم رکھنے والے بلکہ اس میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ متقدم و موخر تاریخ کے عالم، اللہ سے بہت



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ڈرنے والے اور اپنے بھائی کے بارے میں شفقت کا مظاہرہ کرنے والے تھے۔

اس زمانے کے مشہور و معروف عالم و قاضی الشیخ کمال الدین الزملکانی سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: وہ تو فقہ کے علوم عدیدہ، علم نحو و اصول میں یکتا، مختلف بھلائی کے کاموں اور تعلیم علم کو اپنے اوپر لازم کرنے والے، اپنے دین میں قوی، خوبصورت عبادت کرنے والے، بہت اچھی فکر و سوچ والے اور اپنے مذہب کے بارے میں اعلیٰ معلومات رکھنے والے انسان تھے۔

بحث کرنے کا ان کا انداز بہت پیارا۔ ان کا ذہن کھلا، صحیح اور ان کا فہم مضبوط تھا۔

ان کی نماز جنازہ ظہر کے وقت دمشق کی جامع میں پڑھی گئی۔ پھر ان کی میت کو قلعے کے دروازے کے پاس رکھ کر دوسری مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ قلعہ میں قید ان کے دونوں بھائیوں کے ساتھ وہاں اور بھی بہت سے لوگوں نے اس میں شرکت کی۔ تکبیر کی آواز بھائیوں کو قلعہ کے اندر پہنچتی رہی۔ ایسی حالت میں پڑھے گئے جنازہ میں لوگوں کا رونا بہت زیادہ ہو گیا۔

دو مرتبہ اور ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ پھر ان کو صوفیہ قبرستان لے جا کر دفنا دیا گیا۔ ان کے جنازہ میں اور ان کو دفنانے میں بہت بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوئے۔ ان کے علم کی بہت تعریف ہوئی اور ان کی وفات پر افسوس کا اظہار بھی بہت کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے آخری ایام

سلطان مصر کے حکم سے جب امام صاحب کو ان کے علمی سرمایہ اور قلم و دوات سے محروم کر دیا گیا تو وہ قرآن کی تلاوت اور اپنے رب کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



البدایہ والنہایہ ج14، ص138 اور الکواکب الدریۃ کی فصل فی ذکر وفاۃ الیشخ میں ان کے بھائی زین الدین سے منقول ہے: دونوں بھائیوں نے اسی (80) مرتبہ دور کرتے ہوئے قرآن ختم کیا۔ اکاسیویں مرتبہ دور ہو رہا تھا کہ امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ نے سورۃ القمر کی آخری دو آیتیں پڑھیں ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ (54) فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ (55)﴾ ''بے شک متقین جنات اور نہروں میں ہوں گے۔ پوری قدرت رکھنے والے بادشاہ کے پاس سچی جگہ میں ہوں گے۔''

(ایضاً شذرات الذهب ج2، ص86)

جیسے ہی سورۃ ختم ہوئی تو ان کی زندگی بھی اختتام پذیر ہوگئی۔ ان کے پسندیدہ دو قاریوں عبداللہ بن المحب اور نابینا قاری عبداللہ الزرعی نے سورۃ الرحمٰن سے شروع کر کے امام صاحب کا اکاسیویں قرآن کا ختم کرنا پورا کر دیا۔

## معاف کرنے کا عظیم مظاہرہ

اپنی وفات سے پہلے امام رحمۃ اللہ علیہ تقریباً بیس دن بیمار رہے۔ لوگوں کو ان کی بیماری کی اطلاع نہ ہو سکی۔ الکواکب الدریۃ کی روایت کے مطابق دمشق کا حاکم دمشق میں موجود نہ تھا۔ لیکن اس کے نائب وزیر الملک شمس الدین کو جب امام صاحب کی بیماری کی خبر ملی تو اس نے امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے اور عیادت کرنے کی اجازت چاہی جو امام صاحب نے دے دی۔ ان کے پاس بیٹھ کر اپنی زیادتی کی معافی مانگنے لگا۔ اس کی خواہش تھی کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کو معاف کر دیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے نہ صرف تمہیں بلکہ ان سب کو معاف کیا جنہوں نے مجھ سے دشمنی کی، اصل میں وہ جانتے نہیں تھے کہ میں حق پر ہوں۔ میں سلطان الملک



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الناصر کو بھی معاف کرتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے مجھے دوسروں کے کہنے پر قید میں ڈالا، اپنے ذاتی مفاد کی وجہ سے ایسا نہ کیا۔ انہوں نے اپنے گمان کو حق سمجھتے ہوئے اس کے مطابق عمل کیا، حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ فعل حق کے خلاف تھا۔ سوائے ان کے کہ جو اللہ اور رسول ﷺ کے دشمن ہیں میں نے ان تمام کو معاف کر دیا جن کے اور میرے درمیان عداوت تھی۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا اعلان

البدایہ والنہایہ ج14، ص138 اور شذرات الذھب ج2، ص85 کے مطابق امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پیر کی شب سحر کے وقت ہوئی۔ قلعہ کے مؤذن نے اس کا اعلان منارہ سے کیا۔ محافظوں نے برجوں سے اس کی بات کی۔ جیسے ہی لوگوں نے صبح کی تو انہوں نے اس عظیم مصیبت اور بڑے معاملے کے بارے میں ایک دوسرے سے سنا۔ چنانچہ لوگوں نے جہاں سے بھی ان کا آنا ممکن ہوا قلعہ کے اردگرد جمع ہونے میں جلدی کی۔ حتی کہ الغوطہ اور المرج سے بھی لوگ آئے۔ بازار والوں نے کچھ پکایا اور نہ بہت سی دکانوں کو انہوں نے کھولا۔ حالانکہ ان کا معمول تھا کہ دن کے شروع ہوتے ہی دکانوں کو کھول دیا جاتا تھا۔ سلطنت کا دمشق میں نائب تنکز کسی جگہ شکار کھیلنے گیا ہوا تھا۔ لہٰذا حکومت حیران رہ گئی کہ وہ کیا کرے۔ قلعہ کا نائب شمس الدین غبریال آیا اور امام صاحب کے بارے میں تعزیت کرنے کے بعد ان کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ اس نے خواص، اصحاب اور احباب کے لیے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ الشیخ کی میت کے پاس صحن میں حکومت کے خاص اصحاب اور شہر کے دیگر لوگ اور الصالحیہ کے بہت سے باشندے اکٹھے ہو گئے اور میت کے پاس بیٹھ گئے اور رونا اور امام صاحب کی تعریفیں کرنا شروع کر دی۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حافظ ابن کثیر کا بیان ہے۔ وہاں موجود لوگوں میں، میں بھی اپنے شیخ الحافظ ابوالحجاج المزی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا۔ میں نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور اسے دیکھ کر بوسہ دیا۔ ان کے سر پر شملے والا عمامہ تھا اور ہمیں چھوڑنے یعنی قید خانے جانے کے وقت سے زیادہ بڑھاپا ان پر چھایا ہوا تھا۔

## تجہیز و تکفین اور صلوۃ و تدفین

امام صاحب کو غسل دینے سے پہلے وہاں سب لوگوں کو ہٹا دیا گیا اور ان کے پاس صرف وہی رہ گئے جنہوں نے ان کو نہلانا اور کفنانا تھا۔ ان میں ہمارے شیخ حافظ المزی اور کبار صلحاء و اخیار اور اہل علم و ایمان کی ایک جماعت بھی تھی۔ جونہی وہ نہلانے کفنانے سے فارغ ہوئے قلعہ پھر لوگوں سے بھر گیا۔ روتے ہوئے وہ امام رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرنے کے ساتھ ان کے لیے رحمت کی دعائیں بھی کر رہے تھے۔ پھر ان کو اٹھا کر جامع مسجد کی طرف لے گئے۔ جنازے کے آگے پیچھے دائیں بائیں اتنے لوگ تھے کہ ان کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کسی اونچی آواز والے نے آواز دی کہ ائمہ سنت کا جنازہ ایسے ہی ہوتا ہے۔ جس پر لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔

حجرہ کے پاس جہاں جنازہ رکھا جاتا ہے۔ وہاں الشیخ کا جنازہ رکھا گیا اور کثرت کے باعث لوگ صفوں میں بیٹھنے کی بجائے ویسے ہی بیٹھ گئے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ایسے جڑے ہوئے تھے کہ مشقت کے بغیر کوئی سجدہ نہیں کر سکتا تھا۔

جامع کی فضا گلی کوچے اور بازار بھر چکے تھے۔ ظہر کی اذان سے تھوڑی دیر پہلے کا واقعہ ہے کہ لوگ ہر جگہ سے آئے ہوئے تھے اور لوگوں نے روزے کی نیت کر لی تھی۔ کیونکہ آج کے دن وہ کھانے پینے کے لیے فارغ نہ تھے۔ جب ظہر کی اذان ہو چکی تو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



خلاف دستور برآمدے میں ہی نماز کھڑی ہوگئی۔ جب نماز پڑھ لی گئی تو خطیب کی غیر موجودگی کی وجہ سے نائب خطیب نے امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کا جنازہ پڑھایا۔ اس کا نام علاؤ والدین الخراط تھا۔ بعض لوگوں نے جنازہ پڑھنے کے بعد الصوفیہ کے قبرستان کی طرف جانے میں جلدی کی۔ ہر شخص اپنی جان کے خوف سے لا الہ اللہ کا ورد کررہا تھا اور روتے ہوئے الشیخ کی تعریف وغم میں ڈوبا ہوا تھا۔ قبرستان تک عورتیں گھروں کی چھتوں پر امام رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر آنسو بہاتے ہوئے کہہ رہی تھیں یہ شخص عالم تھا۔

حافظ ابن کثیر کے مطابق بالجملہ وہ قیامت کا ایک دن تھا جس کی مثل دمشق میں دیکھی نہ گئی تھی۔ ہوسکتا ہے بنو امیہ کے زمانے میں ایسا کبھی ہوا ہو۔ کیونکہ دمشق ان کا دارالخلافہ تھا۔ جس میں لوگوں کی بہت زیادہ تعداد ہوا کرتی تھی۔ ان کو عصر کی اذان کے قریب ان کے بھائی شرف الدین کی قبر کے پاس دفن کردیا گیا۔ ان کے جنازے میں حاضر ہونے والوں کو کوئی شمار نہ کرسکا۔ ان کے تین دشمنوں کے علاوہ تمام اہل شہر اور قبائل والے ان کے جنازے میں شریک ہوئے۔

حافظ ابن کثیر نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کے بارے میں الشیخ علم الدین البرزالی (المتوفی 739) کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ان کا کہنا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ بغداد کے اہل واجتماع اور ان کی تعظیم کی وجہ سے بہت بڑا تھا اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو حکومت بھی پسند کرتی تھی۔ جبکہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سلطان مصر کے حکم سے قلعہ میں قید تھے۔ اور دمشق میں رہنے والوں کی تعداد بغداد کے رہنے والوں کا دسواں حصہ تھی۔ لیکن وہ سب جنازے میں شریک ہوئے اگر کوئی ظالم بادشاہ اور تنگی کرنے والی کونسل لوگوں کو جمع کرنے کی کوشش کرتی تو بھی اتنی تعداد میں لوگ جمع نہ ہوتے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



شیخ علم الدین البرزالی (المتوفی 739ھ) نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنی تاریخ میں لکھا ہے: 22 ذوالقعدہ۔ 728ھ سوموار کی رات الشیخ الامام، العلامۃ، الفقیہ، الزاھد، العابد، المجاھد اور پیشوا شیخ الاسلام تقی الدین ابوالعباس ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ الحرانی نے دمشق کے قلعہ کے میدان میں وفات پائی جہاں وہ محبوس تھے۔ بہت سے لوگ قلعہ میں آ گئے۔

پہلی مرتبہ ان کا جنازہ قلعہ کے اندر اور دوسری مرتبہ جامع اموی میں اور تیسری مرتبہ جب سوق الخیل میں لوگوں کا بہت زیادہ ہجوم ہو گیا اور انہوں نے جنازہ پڑھنا چاہا تو امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی زین الدین نے جنازہ پڑھایا۔ اس کے باوجود لوگ ان کے دفنانے کے بعد بھی قبرستان آ کر ان کے لیے دعائیں کرتے رہے۔ شیخ البرزالی کے مطابق جنازے میں شریک لوگوں کی تعداد ساٹھ ہزار سے ایک لاکھ کے درمیان تھی۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر علماء وفقہاء نے ان کے علوم وفضائل کی جو تعریف کی۔ ان میں سے الشیخ ابن الزملکانی کے بارے میں البرزالی نے لکھا ہے کہ میں نے خود ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط دیکھا ہے، جس میں انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے لکھا ہے کہ ان میں اجتہاد کی شروط صحیح صورت میں پائی جاتی تھیں اور ان کو حسن تصنیف، جودت بیان، ترتیب و تقسیم اور تدیّن میں کمال حاصل تھا۔ اور انہوں نے امام رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف پر یہ اشعار لکھ دیئے۔

مَاذَا يَقُولُ الْوَاصِفُونَ لَهُ ۔۔۔ وَصِفَاتُهُ جلَّت عَنِا لُحَصْرِ

هُوَ حُجَّةٌ لِلّٰهِ قَاهِرَةٌ ۔۔۔ هُوَ بَيْنَنَا اُعْجُوبَةُ الدَّهْرِ

هُوَ ايَةٌفِي الْخَلْقِ ظَاهِرَةٌ ۔۔۔ اَنْوَارُهَا اَرْبَتْ عَلَى الْفَجْرِ

ان کی تعریف کرنے والے کیا کہتے ہیں



محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حالانکہ ان کی صفات شمار سے بڑھ کر ہیں

وہ تو اللہ کی غلبے والی حجت ہیں

وہ ہمارے درمیان زمانے کا عجوبہ ہیں

وہ مخلوق میں واضح نشان ہیں

جس کے انوار فجر پر فوقیت لے گئے ہیں

امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کی وفات پر جو بہت سے قصیدے لکھے گئے۔ ان کو حافظ ابن عبدالھادی نے العقود الدریة میں جمع کر دیا ہے اور الشیخ مرعی نے بھی ان کو الکواکب الدریہ میں نقل کیا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ان کے ساتھ جو ہوا اور جس طرح انہوں نے حالات کا مقابلہ کیا۔ اس کی عکاسی تفسیر القرطبی ج 2 ص 210 میں منقول دو شعروں میں خوب ہوتی ہے:

ان یك هذا الدهر قد سآءنی فطا لما قد سرّنی الدهر

الامرعندی فیهما واحد لذاك شكر و لذاك صبر

اگر زمانے نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے

تو زمانے نے مجھے خوش بھی بہت کیا ہے

دونوں کا معاملہ میرے نزدیک ایک ہی ہے

خوشی والے کے لیے شکر اور تکلیف والے کے لیے صبر ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# امام رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق واوصاف

امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کے اخلاق واوصاف حمیدہ کے بارے میں طبقات حنابلہ، الکواکب الدریہ، العقود الدریہ، الرد الوافر، شذرات الذھب اور الاعلام العلیۃ وغیرہ میں جو منقول ہے۔ اس کا خلاصہ حافظ ابن حجر عسقلانی الدرر الکامنۃ ج 1، رقم 409 میں یوں بیان ہے:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن ترین نمونہ تھا۔ اپنے ہر فعل و عمل میں وہ کتاب وسنت کو پیش نظر رکھتے تھے۔ فرائض اور سنن کے پابند تھے۔ انہوں نے عام لوگوں کی طرح زندگی بسر کی۔ وضع قطع، لباس اور تراش خراش میں عام آدمیوں سے کوئی امتیاز نہ تھا۔ علمی تبحر ان کی پہچان اور میانہ روی ان کا شعار تھا۔ ان کے اندر زاہدوں یا صوفیوں یا دنیا دار عالموں والا تصنع نہ تھا۔ درمیانہ درجے کا قد، رنگ گورا اور سینہ چوڑا تھا۔ آواز بلند تھی اور بال کالے مگر سفیدی، مائل تھے۔ سر کے بال عموماً کانوں تک ہوتے تھے اور کبھی کبھی منڈوا بھی لیتے تھے۔ دونوں آنکھیں بولنے والی تیز زبان معلوم ہوتی تھیں۔ طبیعت میں اگرچہ حدت وشدت تھی لیکن اس پر حلم وبردباری کا غلبہ رہتا تھا۔

مجموع الدرر وغیرہ میں یہ بھی منقول ہے۔ شہرت کے لباس سے بچتے اور جو کپڑا میسر ہوتا وہ پہن لیتے اور جو کھانا ملتا کھا لیتے اور ان کو علم کی لذت نے دنیا کی لذتوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔

فجر کی نماز پڑھنے کے بعد طلوع آفتاب تک ذکر واذکار اور توبہ و استغفار میں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مصروف رہتے تھے۔ جب ان سے اس کے متعلق پوچھا جاتا تو کہتے: یہ میرا ناشتہ ہے۔ اگر میں ناشتہ نہ کروں تو میری قوت کمزور ہو جائے گی۔ پھر قرآن مجید کا مطالعہ کرنے کے بعد مختلف کتابیں دیکھتے۔ اگر کوئی فتویٰ ان سے کسی کو مطلوب ہوتا تو اس کا جواب لکھتے اور مقررہ وقت پر دار الحدیث جا کر طلباء کو درس دیتے۔

www.kitabosunnat.com

## علمی تبحّر

ان کا سب سے بڑا وصف ان کا علمی تبحّر تھا اور ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ متقدین اور متاخرین کی کوئی کتاب ایسی نہ تھی جو ان کو ملی ہو اور انہوں نے نہ پڑھی ہو۔ دن رات پڑھنے پڑھانے اور لکھنے لکھانے اور بولنے کے سوا کوئی اور مشغلہ ہی نہ تھا۔ اس زمانے کے تمام علوم پر ان کو عبور تھا۔

عربی ادب، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، تاریخ، فلسفہ، کلام، منطق، تصوف اور حساب وغیرہ میں سے کوئی ایسا فن نہ تھا جس کا تحقیقی علم ان کو حاصل نہ ہوا ہو۔ جب کسی فنی موضوع پر گفتگو کرتے تو علمی معلومات کا دریا بہا دیتے۔ سننے والے کو ایسا محسوس ہوتا کہ وہ اسی فن کے ماہر استاد ہیں۔ ہر فن اور ہر مسلک کے علماء ان کی صحبت میں بیٹھتے اور ان سے نئے نئے نکات و معلومات سنتے۔ وہ جس مجلس میں ہوتے اس میں سب پر چھائے رہتے۔ فصیح و بلیغ تقریر کرنے کے عادی تھے۔

شذرات الذهب ج2، ص82 میں مورخ، فقیہ اور ادیب ابن العماد الحنبلی المتوفی 1089ھ نے امام الذہبی کی تاریخ کبیر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ كُلُّ حَدِيثٍ لا يَعْرِفُهُ اِبْنُ تَيمِيَة فَلَيْسَ بِحَدِيثٍ۔ ہر وہ حدیث جس کو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نہ جانتے ہوں وہ حدیث ہی نہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تذکرہ الحفاظ ج4، ص1496-1497 میں امام الذہبی رحمہ اللہ نے اپنے استاد امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے: كَانَ مِنْ بُحُورِ الْعِلْمِ وہ علم کے سمندر تھے۔ فَمَارَاَيْتُ مِثْلَه میں نے ان کی مثل کوئی نہ دیکھا۔ اَثْنٰى عَلَيْهِ الْمُوَافِقُ وَالْمُخَالِفُ موافق اور مخالف دونوں نے ان کی تعریف کی۔

## سب سے بڑے مخالف کے تعریفی کلمات

علامہ تقی الدین السبکی عمر میں 21-22 سال چھوٹے ہونے کے باوجود ان کی مخالفت میں بہت مشہور تھے۔ انہوں نے مسئلہ طلاق اور نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے لیے سفر کرنے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی خوب مخالفت کی۔ بلکہ کتابیں لکھیں لیکن امام الذہبی رحمہ اللہ کو لکھے ہوئے ایک خط میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی خوب تعریف کی۔

دارالکتب العلمیۃ کے مجموعۂ کتب میں الاعلام العلیّۃ ص 525 الرد الوافر ص460، الدرر الکامنۃ ج1، رقم408، ذیل طبقات حنابلہ ج4، ص325 شذرات الذہب ج6، ص83 میں منقول ہے: علامہ ابوالحسن السبکی نے لکھا۔ شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں آپ کا قول میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ شرعی اور عقلی علوم میں ان کی نظر بہت وسیع اور گہری ہے۔ ان کی ذہانت، ان کا اجتہاد اور تمام علوم میں ان کا غیر معمولی کمال ہماری تعریف وتوصیف سے بھی بالاتر ہے۔ میں ان کے کمالات کا پورا معترف ہوں اور ہمیشہ ان کا معترف رہوں گا۔ میرے دل میں ان کی عزت و وقعت اس سے بھی بہت زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر ورع وتقوی، زہد و دیانت اور بے غرض نصرتِ حق کے اوصاف جمع کر دیئے ہیں۔ انہوں نے سلف صالحین کی زندگی کو اپنے لیے نمونہ بنا لیا ہے اور وہ ان کے انوار قدسیہ سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ ان کی اس طرح کی زندگی اعجوبہ روزگار ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جس کی مثال موجودہ اور پرانے زمانے میں نہیں ملتی ہے۔

یہاں یہ وضاحت بھی ہو جانی چاہیے کہ علامہ ابوالحسن السبکی سے مراد قاضی القضاۃ ابوالحسن تقی الدین السبکی ہیں۔ان کے بیٹے (طبقات الشافعیہ الکبری کے مصنف) تاج الدین کی کنیت ابوالنصر تھی۔مذکورہ خط امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شدید مخالف ابوالحسن تقی الدین السبکی ہی کا تھا۔

## امام المزّی کا قول

امام ابوالحجاج المزّی عمر میں امام ابن تیمیہؒ رحمہ اللہ سے چار سال بڑے تھے اور ان کی وفات کے بعد چودہ سال زندہ رہے۔شذرات الذهب ج2، ص84 کی روایت کے مطابق وہ فن جرح وتعدیل کے اماموں کے استاد تھے۔ان کا کہنا تھا:

مَارَاَیْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بِكِتَابِ اللّٰهِ و سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ وَلَا اَتبع لَهُمَامِنْهُ۔

اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بارے میں زیادہ جاننے والا اور ان دونوں کی زیادہ اتباع کرنے والا میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو نہ دیکھا۔

امام المزّی کا یہ قول العقود الدریۃ ص7 اور الکواکب الدریۃ (فصل فی ثناء الائمۃ) میں بھی موجود ہے۔طبقات الشافعیۃ الکبری کے مقدمۃ التحقیق ص6 میں قاضی القضاۃ علامہ ابوالحسن تقی الدین السبکی کے بیٹے تاج الدین ابوالنصر عبدالوہاب (727-771ھ) کا بیان ہے: وَكَانَ الْوَالِدُ يُحِبُّ اَنْ اُلَازِمَ الْمِزِّی اَكْثَرَ مِنْ مُلَازَمَةِ الذَّهَبِي لِعَظْمَةِ الْمِزِّی عِنْدَه ”والد صاحب پسند کرتے تھے کہ میں امام الذہبی کے پاس رہنے سے زیادہ امام المزّی کے پاس رہا کروں۔کیونکہ امام المزّی کی عظمت ان کے نزدیک زیادہ تھی۔“ جس استاذ الائمہ کی عظمت کا اقرار ابوالحسن تقی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الدین السبکی کیا کرتے تھے۔انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قرآن وسنت کا علم رکھنے اوراس کے مطابق عمل کرنے کی جوگواہی دی اس سے بڑی شہادت اور کیا ہوسکتی ہے۔

## امام الذہبی کا تجزیہ

العقود الدریة ص23-24-25، الکواکب الدریة: فصل فی ثناء الائمة علی ابن تیمیة اور الدرر الکامنه جلد 1 رقم 408 میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں امام الذہبی کا کہنا تھا: ذکاوت اورادراک کی سرعت میں وہ ایک نشانی تھے۔کتاب وسنت اور اختلافی مسائل ونقلیات کے جاننے میں ماہراورسمندر تھے۔وہ اپنے زمانے میں علم وزہد، شجاعت وسخاوت، امر بالمعروف اورنھی عن المنکر اور کثرت سے کتابیں تصنیف کرنے میں یکتا تھے۔انہوں نے پڑھا اورعلم حاصل کر کے حدیث وفقہ میں کمال پیدا کیا اورسترہ برس کی عمر میں ہی فتوی دینے کے قابل ہو گئے۔

تفسیر واصول اورتمام اسلامی علوم، چاہے وہ اصولی ہوں یا فروعی، آسان ہوں یا مشکل، اپنے زمانے کے لوگوں سے بہت آگے تھے۔اگر تفسیر کا ذکر ہوتو وہی اس کے علمبردار تھے اوراگر فقہ کا نام لیا جائے تو وہی مجتہد مطلق کا درجہ رکھتے تھے۔اگر وہ حدیث کے حافظوں کی مجلس میں حاضر ہوتے اورحدیث بیان کرنی شروع کردیتے توسب لوگ گونگے ہوجاتے۔اگر کلام کا نام لیا جائے تو متکلمین کے وہ سردار قرار پاتے۔اگر ابن سینا بھی ان کے امام بن کر آتے تو ان کی بھی تمام غلطیاں ان کو دکھاتے۔وہ عربی ادب، نحووصرف اورلغت کے بہت بڑے ماہر تھے۔

ان کی ذات اس سے بہت بلند ہے کہ میرے الفاظ ان کی صحیح تعریف کرسکیں اور میرا قلم ان کے پورے محاسن سے آگاہ کرسکے۔ان کی سیرت، ان کے علوم ومعارف اور



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ان کی بے در پے آزمائشوں کا ذکر کم از کم دو جلدوں کو محیط ہوگا۔ وہ انسانوں میں سے ایک انسان تھے اور گناہوں سے پاک نہ تھے۔ اللہ ان کو معاف فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ بے شک وہ امت کے ربانی عالم تھے۔ اپنے زمانے میں بے مثال، شریعت کے علمبردار، مسلمانوں کی مشکلات کو حل کرنے والے، علوم کے ماہر، قیام حق اور جہاد میں مبالغہ آمیزی کی حد تک کوشاں رہنے والے، امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کی ادائیگی میں سب سے آگے رہنے والے تھے۔ میں نے یہ خصوصیت کسی عالم اور فقیہ میں نہیں دیکھی۔

احادیث کے راویوں، ان کے طبقات اور ان کے بارے میں جرح و تعدیل کی ان کو پوری خبر تھی۔ فنونِ حدیث، احادیث کے عالی و نازل اور صحیح و سقیم کی بھی خوب معرفت تھی۔ احادیث کو حفظ کرنے میں وہ منفرد تھے۔ ان کے زمانے میں نہ کوئی ان کے علمی رتبے والا تھا اور نہ کوئی قریب تھا۔ احادیث کے استحضار اور ان سے دلائل کے استخراج میں اعجوبۂ روزگار تھے۔ صحاح ستہ اور مسند امام احمد بن حنبل کی احادیث کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔ اسی لیے یہ قول ان پر صادق ہوتا ہے: "ہر وہ حدیث جس کو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نہیں جانتے وہ حدیث ہی نہیں۔" ہر شے کا احاطہ کرنا تو صرف اللہ ہی کے لائق ہے۔ لیکن امام تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے ائمہ کے درمیان اتنا فرق ضرور تھا کہ ان کے علوم کا سرچشمہ وسیع سمندر تھا۔ جبکہ دوسرے اماموں کے علوم کا منبع چھوٹی چھوٹی نہریں تھیں۔

قرآن کی تفسیر کے سلسلے میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو عجیب قوت عطا کر رکھی تھی۔ آیات کو یاد رکھنا اور موقع محل کے مطابق دلائل کے طور پر ان کو پیش کرنا لوگوں کے لیے حیران کن تھا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایک دن اور ایک رات میں تفسیر یا فقہ یا اصول یا فلاسفہ اور اوائل کے رد میں چار یا اس سے بھی زیادہ کتابچے تحریر کر لیتے تھے۔ یہاں تک کہ ان تصانیف کی تعداد پانچ سو مجلدات تک پہنچ گئی۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفوں نے ان کی زندگی میں جو مخالفت کی اور جو شبہات ان کے بارے میں پیدا کرنے کی کوشش کی، امام صاحب نے اس کا بھرپور جواب دیا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے شاگردوں نے یہ حق ادا کیا۔ مخالفت کرنے والے اس حد تک بھی گئے کہ انہوں نے امام الذہبی سے بھی ایک تحریر منسوب کر دی جس کا امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کئی کتابوں میں اپنے استاد کا ذکر انتہائی ادب واحترام سے کیا۔ ایسے تمام بہتانوں اور شکوک کا رد امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مرثیے سے ہو جاتا ہے جو دار الکتب العلمیۃ، بیروت کی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مجموعہ کتب کی کتاب العقود الدریۃ ص 258، الکواکب الدریۃ ص 413 اور الردّ الوافر ص 449 میں منقول ہے:

یَامَوتُ خُذْ مَنْ اَرَدْتَ اَوْ فَدَعْ
مَحَوتَ رَسْمَ الْعُلُومِ وَالْوَرَعْ
اَخَذْتَ شیخَ الاِسْلامِ وَانْفَصَمَتْ
عُرَی التُّقٰی وَاشْتَفٰی اُولُو الْبِدَعْ
غَیَّبْتَ بَحراً مُفَسِّراً ، جَبَلًا
حِبْرًا تَقِیًّا مُجَانِبَ الشِّبْعْ
فَاِنْ یُحدِّث فَمُسلِمٌ ثِقَةٌ
وَاِنْ یُّنَاظِر فَصَاحِبُ اللُّمَعْ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



وَاِنْ يَخُضْ نَحُوَسِيْبَوَ يه يَفُهُ
بِكُلِّ مَعْنٰى فِي الْفَنِّ مُخْتَرَع
وَصَارَعَالِي الْاسْنَادِ حَافِظَة
كَشُعْبَة اَوْ سَعِيْدالضبعى
وَالْفِقْهُ فِيهِ فَكَانَ مُجْتَهِداً
وَذَاجِهَادِ عَارٍ من الْجَزْع
وَجُوْدُهُ الْحَاتِمى مُشْتَهِر
وَزُهْدُه الْقَادِرِى فِي الطَّبْع
اَسْكَنَهُ اللّٰهُ فِي الْجَنَانِ وَلاَ
زَالَ عَلَينَا فِي اَجْمَل الْخِلَع
مَعَ مَالِك والامام احْمد وَالنُّعْ
مَانِ و الشافعى والنخعِى
مَضىٰ ابنُ تيمية ومَوْعِدُهُ
مَعَ خصْمِه يَوْمَ نَفْخَةِ الْفَزْع

ترجمہ

اے موت! تو جس کو چاہے قبض کر یا چھوڑ
مگر تو نے علوم و تقوی کی نشانی کو مٹا دیا
تو نے شیخ الاسلام کو لے لیا اور منقطع
ہو گیا معاملہ پرہیزگاری کا اور اہل بدعت کے دل ٹھنڈے ہو گئے
تو نے غائب کر دیا سمندر و مفسر و پہاڑ کو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بہت بڑے عالم، متقی اور کھانے میں سیری سے اجتناب کرنے والے کو
اگر وہ حدیث بیان کرے تو مسلم ثقہ ہو جائے
اور اگر مناظرہ کرے تو صاحب چمک ہو جائے
اگر وہ سیبویہ کی طرف چلے تو ایسا بولے
کہ اس کے فن کے ہر معنی کو نیا رنگ دے دے
وہ اسنادِ حدیث میں حافظ ہو گئے تھے
جیسے کہ شعبہ یا سعید الضبعی تھے
اور فقہ میں وہ مجتہد تھے
اور بے خوف ہو کر جہاد کرنے والے تھے
اور سخاوت ان کی حاتم طائی والی مشہور تھی
اور قادری زہد والی ان کی طبیعت تھی
اللہ ان کو جنتی باغوں میں جگہ دے
اور ہمیشہ ہی ان کو اچھی پوشاک میں رکھے
ان کو امام مالک اور امام احمد بن حنبل
اور امام نعمان اور امام شافعی اور امام نخعی کا ساتھ نصیب کرے
امام ابن تیمہ رحمۃ اللہ علیہ چلے گئے لیکن میعاد مقرر ہے ان کی
اپنے حریفوں سے جس دن صور پھونکا جائے گا

امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا تھا کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے مذاہب کی معرفت میں یدِ طولیٰ حاصل تھا

بہت ہی کم ایسا ہوتا کہ وہ کوئی مسئلہ بیان کرتے ہوئے چاروں اماموں کے اقوال کا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حوالہ نہ دیں۔ معروف مسائل میں انہوں نے چاروں اماموں سے اختلاف بھی کیا اور اس پر کتابیں لکھتے ہوئے کتاب وسنت سے دلائل دیئے۔

وہ کسی خاص مسلک و مذہب کے پابند نہ تھے۔ جو قول بھی حق معلوم ہوتا اسی کے مطابق فتوی دے دیتے۔ انہوں نے خالص سنت اور سلفِ صالح کے طریقے کی حمایت کی اور اس پر ایسے دلائل و مقدمات قائم کئے کہ کسی کا ذہن وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور ایسے رسائل لکھے کہ اگلے، پچھلے اس قسم کے رسائل لکھنے میں ناکام ہو گئے اور ان سے ڈرنے اور خوف کھانے لگے۔ یہاں تک کہ مصر اور شام کے بعض علماء نے ان کے خلاف اتنی شورش کی کہ اس سے زیادہ ممکن نہ تھی۔ ان کو بدعتی قرار دیتے ہوئے ان سے کئی مناظرے کئے اور ان کے خلاف رسائل لکھے۔ مگر وہ اپنی جگہ قائم رہے۔ نہ نرم پڑے اور نہ کسی کے سامنے جھکے۔ بلکہ حق بات کہتے جو سب کو کڑوی لگتی اور وہی کہتے جو ان کے ذہن کی وحدت سے کئے گئے اجتہاد اور سنن واقوال کے مطابق صحیح معلوم ہوتا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کی پرہیز گاری، فکری کمال اور ہر شے کی تہ تک پہنچنے کی تیزی کی شہرت تھی۔ اللہ تعالیٰ سے خوف زدہ رہنے اور اس کی حرمات کی تعظیم کرنے میں بھی مشہور تھے۔

ان کے اور ان کے مخالفوں کے درمیان بارہا لڑائیاں ہوئیں۔ مصر اور شام میں کئی واقعات پیش آئے۔ کئی مرتبہ مخالفوں نے ایک ہی کمان سے تیر چلایا۔ مگر اللہ نے ان کو ہمیشہ بچایا۔ کیونکہ وہ اللہ سے مدد کے طلبگار رہتے اور اسی پر بھروسہ کرتے تھے۔ ان کا دل مضبوط تھا اور وہ مخصوص ورد و وظائف کرتے۔ جس سے ان پر خاص کیفیت طاری ہو جاتی اور وہ مطمئن ہو جاتے۔

ان کے مخالفوں کو چھوڑ کر باقی علماء وصلحاء، سپاہی، امیر، تاجر، رئیس اور عام لوگ ان سے انتہائی محبت رکھتے تھے۔ کیونکہ شب و روز وہ اپنی زبان اور اپنے قلم سے ان کو فائدہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پہنچانے میں کوشاں رہتے تھے۔

## حدت وشدت کی وضاحت

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ الحبُّ لِلّٰہِ وَالبُغضُ لِلّٰہِ کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ انہوں نے اپنی ساری عمر قرآن وسنت کا پیغام سنانے میں گزار دی۔ کوئی سرکاری عہدہ نہ لیا اور نہ ہی حکومت سے کوئی مالی یا دوسری اعانت قبول کی۔ ان کی خواہش اور کوشش تھی کہ اللہ کے دین کو ان تمام آلائشوں سے پاک صاف کر دیں جن کو مرورِ زمانہ کی وجہ سے دین کا حصہ بنا دیا گیا تھا۔ امت کئی گروہوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ علماء وفقہاء مفادات کی دوڑ میں الجھے ہوئے تھے۔ بدعات وخرافات کے خلاف کوئی آواز بلند کرنے والا نہ تھا۔ یہ نہیں کہ اہلِ حق موجود نہ تھے۔ بلکہ حالات اتنے بگڑ چکے تھے کہ ان کی اصلاح بہت بڑا مسئلہ بن گیا تھا۔ ایسے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاحی مشن شروع کیا۔ اس میں ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی حد تک کامیابی سے نوازا۔ زبان اور قلم کی حدت وشدت کے ساتھ جب تلوار کی کاٹ دکھانے کا وقت آیا تو اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے کے لیے میدان جنگ میں پہنچ گئے۔

ان کی حدت وشدت کی ان کے مخالفوں کو تکلیف ہوتی تھی جن کے مفادات پر زد پڑتی تھی۔ امام صاحب کی حدّت وشدّت دینِ حق کی سربلندی کے لیے تھی۔ دینِ حق کی تعلیم کو مسخ کرنے یا مخالفت کرنے والوں سے جب ان کا ٹکراؤ ہوتا تو حدّت وشدت کا مظاہرہ ضرور ہوتا۔ مگر جب حق کو اپنانے والے ان کے پاس آتے تو رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کی تعلیم کے مطابق عمل کرتے۔

ایک شاعر نے ان کے بارے میں بہت خوبصورت شعر کہا:



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



حَلِیمٌ کَرِیمٌ مُشْفِقٌ بَیْدَ اَنَّهٗ     اِذَا لَمْ یُطَعْ فِی اللّٰهِ لِلّٰهِ یَغْضَبُ

وہ بردبار، کریم اور مہربان ہیں سوائے اس کے کہ جب اللہ کی اطاعت نہیں ہوتی تو اللہ کے لیے غصے میں آجاتے ہیں۔

الکواکب الدریۃ: فصل فی بعض مأثرہ الحمیدہ (مجموعہ کتب ص342) میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تواضع کے بارے میں منقول ہے: امام صاحب کے زمانے میں ان جیسا متواضع کوئی شخص سنا نہیں گیا۔ ہر بڑے چھوٹے معزز اور عامی کے لیے متواضع رہتے تھے۔ غریب آدمی کو اپنے پاس بٹھاتے اور اس کی بہت عزت کرتے اور اس کی دلجوئی کے لیے ضرورت سے زیادہ باتیں کرتے اور اس کی خود خدمت کرتے اور اس کا کام کر کے اس کی مدد کرتے۔ اس کا عذر قبول کرتے اور اس سے کوئی سوال نہ کرتے اور نہ اکتاتے۔ بلکہ پوری خندہ پیشانی سے سائل کی بات سنتے اور اس وقت تک اس کے ساتھ کھڑے رہتے جب تک وہ خود الگ نہ ہو جاتا۔ یہ کوئی ظاہری وضعداری نہ تھی۔ بلکہ لوگوں کی موجودگی اور عدم موجودگی، اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، اپنے اور دوسروں کے ہاں بھی متواضع ہی رہا کرتے تھے۔

صحیح بخاری: کتاب الادب ص 891 میں عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اَخْیَرِ کُمْ اَحْسَنُکُمْ خُلُقًا۔ بے شک تمہارا سب سے بہتر وہ ہے جو خلق کے اعتبار سے تم میں اچھا ہو۔

## جود وسخا

الکواکب الدریۃ میں یہ بھی منقول ہے: جود وسخا ان کا ایسا خاصہ تھا کہ جس میں غلو اور تصنع کی آمیزش نہ تھی۔ بلکہ فطرت وجبلّت میں اللہ کی عطا کردہ نعمت تھی۔ وہ کسی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سائل کو واپس نہیں کرتے تھے۔ درہم و دینار، کپڑوں اور کتابوں میں سے جو میسر ہوتا ضرور کچھ نہ کچھ دے دیتے تھے۔ ہزارہا کی رقوم جو ان کے پاس آتیں وہ سب حاجتمندوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ اپنے لیے اس میں سے کچھ بھی پاس نہیں رکھتے تھے۔ سائل کو دینے کے لیے نقدی پاس نہ ہوتی تو اپنا کھانا اور پہنے ہوئے کپڑوں میں سے کچھ دے دیتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے آ کر ان کو سلام کیا تو انہوں نے محسوس کیا۔ کہ اس کو پگڑی کی ضرورت ہے تو اپنی پگڑی کا نصف حصہ پھاڑ کر اس کو دے دیا۔

ایک دفعہ گلی میں جا رہے تھے کہ ایک فقیر نے بلایا: دیکھا حاجتمند ہے، تو اس کو اپنی اوپر والی چادر اتار کر دے دی اور کہا اس کو بیچ کر اپنی ضرورت پوری کر لو۔ معذرت کرتے ہوئے اس سے کہا: اس وقت میرے پاس نقدی موجود نہیں۔

ایک سائل نے ایک موقع پر ان سے کہا: مجھے ایسی کتاب دے دیں جس سے مجھے فائدہ ہو۔ امام صاحب نے کہا: جو پسند ہو وہ لے لو۔ اس نے قرآن حکیم کا ایک نہایت عمدہ نسخہ لے لیا اور چلا گیا، جو انہوں نے کافی قیمت میں خریدا تھا۔ حاضرینِ مجلس کو امام صاحب کا یہ عمل پسند نہ آیا۔ امام صاحب نے کہا اس کے سوال کرنے کے بعد مجھے اس کو روکنا مناسب تھا۔ اس کو چھوڑ دو، تا کہ اس سے وہ فائدہ اٹھائے۔ امام صاحب کو یہ بہت ہی ناگوار ہوتا کہ کسی کے پاس علمی کتابیں ہوں اور وہ کسی مستفید ہونے والے کو نہ دے۔ ان کا کہنا تھا کہ کسی کے لائق نہیں کہ علم کی طلب رکھنے والے سے علم کو روکے۔

القاضی الحافظ ابن فضل اللہ العمری (المتوفی 749ھ) کا بیان ہے: امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس عطیہ کے طور پر بہت سا سونا چاندی، عمدہ قسم کے گھوڑے، چوپائے اور اناج آتا تو وہ سب کچھ حاجتمندوں کو عطا کر دیتے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الشیخ المرعی (المتوفی 1022ھ) نے الکواکب الدریۃ میں امام الذہبی رحمہ اللہ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان سخاوت و بخشش کرنے والوں میں سے ایک تھے جن کی لوگوں میں مثال دی جاتی ہے۔

## ہمہ گیر شخصیت

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے زمانے کی ایسی شخصیت تھے کہ جتنا اور جو کچھ انہوں نے لکھا اور جتنا ان پر لکھا گیا، کسی اور کے حصے میں یہ کمال نہیں آیا۔ انہوں نے اپنے اور اپنے زمانے سے پہلے لکھنے والوں کے عقائد کو قرآن و سنت کی روشنی میں خوب پرکھا۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قائم کردہ معیار کے مطابق تھا۔ اس کی تائید و توثیق کی اور جو اس سے ٹکراتا تھا۔ اس کی بغیر کسی ملامت کرنے والے کی پروا کرتے ہوئے کھل کر مذمت کی۔ ان کے زمانے میں بہت سے ایسے اہل علم موجود تھے جو بدعات و خرافات سے آگاہ تھے۔ جس طرح ان کو اپنایا جاتا تھا اس کو قطعاً اچھا نہ سمجھتے تھے۔ لیکن ان میں امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ جیسی جرأت نہ تھی۔ زندگی کی کئی مجبوریاں تھیں جن کے تلے وہ دبے ہوئے تھے۔ اس کے باوجود وہ امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کے اپنائے ہوئے مشن میں رکاوٹ بننے کی کوشش نہ کرتے تھے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مخالفت میں پیش پیش وہ حضرات تھے جو حکومت سے مراعات لے رہے تھے اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو علمی میدان میں شکست دینے میں ناکام ہو گئے تھے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کی شہرت نے ان کی نیندیں حرام کر دی تھیں۔ چند بااثر حاسدوں کے علاوہ عوام الناس کے دلوں میں جو ان کی عزت اور احترام تھا وہ اس میں منفرد تھے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایک ہی وقت میں انہوں نے کئی گروہوں کے اکابر سے علمی محاذ کھول رکھے تھے اور ان کی کتابوں کے حوالوں سے ان کی غلطیوں کی نشان دہی کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے ان کی مخالفت میں شدت پیدا ہوگئی اور مخالفت کرنے والوں نے ان سے ایسی تحریریں منسوب کردیں جن سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا۔ ان کے بعد آنے والوں نے بھی سنی سنائی باتوں کو نقل کر کے ان کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔

## علامہ سید صفی الدین الحنفی البخاری کا بہترین تجزیہ

علامہ موصوف 1174ھ میں پیدا ہوئے۔ اہل شام کے علم حدیث کے ماہرین میں سے ممتاز فاضل تھے۔ انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں القول الجلی کے عنوان سے ایک کتاب لکھی۔ ان کی وفات 1200ھ میں طاعون کی وجہ سے ہوئی۔

انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عادلانہ بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر تو کہے میں نے اس جزء میں وہ باتیں نقل نہیں کیں جن سے الشیخ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان اقوال وعقائد سے برأت ہو جائے جو ان سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ تو پھر ملا علی القاری (م:1014ھ) اور التقی الحصنی (م:829ھ) اور ابن حجر الھیثمی (م:974ھ) اور دوسروں کا جواب کیا ہوگا جو ان کی طرف برے امور منسوب کرتے ہیں۔

علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: اللہ تجھے توفیق دے، جان لے کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ علم و فضل اور سنت کو حفظ کرنے میں مشہور آدمی تھے۔ ثابت شدہ مذہب حق کو اپنانے میں انتہائی حد تک جانے والے تھے۔ وہ تاویلات کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ اہل حدیث و فقہاء اور متکلمین کی عادت کے مطابق صوفیہ نے اپنی کتابوں میں وحدۃ الوجود اور اسی قسم کے دوسرے ملتے جلتے جن عقائد کا ذکر کیا ہے اس کا رد کرتے تھے۔ شیخ ابن عربی (المتوفی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



638ھ)، الشیخ عمر بن الفارض (المتوفی 632ھ)، عبدالحی بن سبعین (المتوفی 669ھ) اور ان جیسے عقائد اپنانے والوں کا بھی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے رد کیا۔ انہوں نے بعض فروعی مسائل میں ائمہ اربعہ سے بھی اختلاف کیا۔ جیسا کہ مسئلہ زیارۃ القبور اور طلاق کا ہے۔ وہ ان دونوں کے بارے میں مناظرے کیا کرتے اور ان پر قائم رہتے تھے۔ اس پر لوگ ان کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ ان سے انہوں نے حسد کیا اور غضبناک ہوئے۔ تشبیہ و تجسیم کے سلسلہ میں انہوں نے جو نہ کہا تھا وہ ان کی طرف منسوب کر کے اس کی اشاعت کی۔ حنفیہ اور شافعیہ کے بعض اہل علم اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی اسی کو لیا جو انہوں نے نہیں کہا تھا۔ انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتابوں کو لے کر تحقیق نہیں کی بلکہ سنی سنائی باتوں پر اعتماد کر لیا۔ چنانچہ ان سے جو واقع ہونا تھا وہ واقع ہو گیا۔

یہ ایسا معاملہ ہے جو صرف ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ اور بھی اہل علم و فضل کے ساتھ ہوا۔ العارف باللہ الشیخ عبدالوہاب الشعرانی (المتوفی 973ھ) کا کہنا ہے۔ انہوں نے اہل السنّت والجماعت کے عقیدہ کے بارے میں ایک بڑی نفیس کتاب لکھی جس کا نام انہوں نے **فرائد القلائد فی علم العقاید** رکھا۔ مصر کے شیوخ الاسلام نے 947ھ میں اپنی آراء کا اظہار کرتے ہوئے اس کتاب کی تعریف کی اور اس کو جائز قرار دے دیا۔ بعض حاسدوں نے یہ چال چلی کہ اپنی طرف سے ایک ایسا نسخہ لکھ کر میری طرف منسوب کر دیا جس میں گمراہی کو اپنانے والوں کے برے عقائد و امور شامل تھے۔ وہ نسخہ ایک سال مصر میں مختلف لوگوں کے ہاتھوں میں گھومتا رہا اور مجھے خبر نہ ہوئی۔ اس طرح برے عقائد مجھ سے منسوب ہو گئے، حالانکہ اللہ کے فضل سے میں ان سے بری تھا۔

العارف باللہ کا واقعہ نقل کرنے کے بعد علامہ صفی الدین نے لکھا ہے کہ امام ابن تیمیہ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ علامہ صفی الدین کی اس مثال سے خود بخود وضاحت ہو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جاتی ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر اعتراض کرنے والے جن بزرگوں کا ذکر کیا جاتا ہے ان میں سے کسی نے امام صاحب کا زمانہ نہیں پایا۔ انہوں نے سنی سنائی کتابوں میں منقول باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے اعتراض وارد کر دیئے۔ اگر ان کی ملاقات امام صاحب سے ہو جاتی اور وہ حسد و بغض سے محفوظ رہتے تو وہ بھی ان میں شمار ہو جاتے جنہوں نے ان کی شان میں مرثیے اور قصائد لکھے۔ حافظ ابن عبدالهادی نے العقود الدرية میں چالیس سے اوپر مرثیے اور قصائد جمع کر دیئے ہیں۔

## ابن بطُّوطہ کا قصہ

یہ سیاح مراکش کے شہر طنجہ میں 703ھ کے مہینہ رجب میں پیدا ہوا۔ 22 سال کی عمر میں دنیا کے غرائب و عجائب دیکھنے کے لیے گھر سے نکلا۔ ابتداء میں ارادہ حج کا تھا لیکن وہ سفرِ حج 25 یا 28 سالہ سفر و قیام اور مختلف واقعات و حادثات پر مشتمل ابن بطوطہ کے سفرنامہ النُظّار فی غرائب الامصار وعجائب الاسفار کی صورت اختیار کر گیا جس کو ابن جُزَی نے طنجی سیاح کی یادداشتوں سے مرتب کرتے ہوئے قلمبند کیا۔

اس سفرنامے سے پہلے الکنانی عربی سیاح ابن جُبیر (المتوفی:614ھ) کا سفرنامہ بھی شائع ہو چکا تھا جو عربی ادب کی اہم ترین تصانیف میں شمار ہوتا تھا۔

دنیا کی سیر و سیاحت کے بعد ابن بطوطہ جب اپنے ملک واپس پہنچ گیا تو 779ھ میں موت کے فرشتے نے اس کو آخرت کے سفر پر گامزن کر دیا۔ لیکن طنجی سیّاح جن جن ملکوں اور شہروں میں گیا وہاں کے حکمرانوں، امراء، علماء و فقہاء شیوخ، وہاں کے رسم و رواج اور معیشت و معاشرت کے بارے میں بہت سی معلومات مہیا کر گیا۔ عبادت گاہوں، قبور اور مشاہد کا ذکر بھی اس نے خصوصاً کیا۔ کیونکہ اس کا قیام زیادہ تر مذکورہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جگہوں میں یا ان سے منسلک زاویوں اور خانقاہوں میں ہی ہوتا تھا۔ جہاں کھانا کھانے کی کوئی قیمت ادا نہیں کرنی پڑتی تھی۔ امراء اور حکمرانوں سے فیضیاب ہونے میں اس کو کمال مہارت تھی۔

رئیس احمد جعفری نے اس کے عربی سفر نامہ کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے حسب ذیل دلچسپ تبصرے کئے ہیں۔

حاشیہ ص 53 حصہ اول: یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ ابن بطوطہ ایک جہانیاں گشت تو ضرور تھا لیکن نہ وہ مورخ تھا، نہ ماہر طبقات الارض، نہ آثار قدیمہ کا مکتشف، نہ عہد قبل تاریخ کا حرف آشنا تھا۔

-- گو علوم اسلامیہ میں اسے درک تھا لیکن نہ کوئی بہت بڑا مفسر، نہ محدث، نہ فقیہ اور نہ متکلم تھا۔

-- وہ جو کچھ عہد قدیم کے بارے میں کہتا ہے وہ زیادہ تر سنی سنائی باتیں ہیں جن کا تاریخ سے کوئی واسطہ نہیں۔

-- جو حدیثیں اور روایات درج کرتا ہے وہ بھی احتیاط کے ساتھ قبول کرنے کی مستحق ہیں۔ جو باتیں سیر و سفر کے بارے میں کہتا ہے، گو وہ حد درجہ دلچسپ ہوتی ہیں لیکن اُن میں بھی کہیں کہیں تضاد پایا جاتا ہے یا واقعہ سے مطابقت نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنے سفر کی یادداشتیں دوران سفر میں نہیں لکھی تھیں۔ اختتام سفر کے کچھ عرصہ بعد محض یادداشت سے سارا سفر نامہ لکھ ڈالا۔ بجائے خود یہ بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن جہاں روایت کا سوال ہو، وہاں اس کارنامہ کی عظمت کا اعتراف کرنے کے باوجود بار بار سوچنا پڑتا ہے۔ پھر مزید ستم اس کی ضعیف الاعتقادی ہے۔ ہر ولی کے بارے میں جو سنتا ہے، درایت نظر انداز کر کے ہر روایت بے تامل قبول کر لیتا ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حاشیہ ص 26 حصہ اول: ابن بطوطہ کو نئی نئی شادیاں کرنے کا بہت شوق تھا۔ طویل سیاحت کے دوران میں جہاں جی چاہا شادی رچالی۔ پھر طلاق دے دی۔

حصہ دوم کے ص 129-130 میں ابن بطوطہ نے اپنے سالے سید ابراہیم کے بارے میں کہا۔ یہ شخص نہایت خوبصورت اور بہادر و فیاض تھا۔ میرا نکاح اس کی بہن حور نسب سے ہوا تھا۔ وہ نہایت نیک بخت بی بی تھی۔ رات کو تہجد پڑھتی تھی اور وظیفہ میں مشغول رہتی تھی۔ اس کے بطن سے میری ایک بیٹی تھی۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں کا کیا حال ہے۔

حاشیہ ص 130 حصہ دوم میں رئیس احمد جعفری نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: ابن بطوطہ صاحب اسی طرح شادیاں رچاتے۔ پھر بیویوں کو خدا کے حوالے کر کے سیاحت جاری رکھنے کے عادی تھے۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

حصہ دوم: ص 203 میں جزائر مالدیپ کی عورتوں کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے ابن بطوطہ کا اپنا بیان ہے۔ میں نے وہاں کئی عورتوں سے نکاح کیا۔

حصہ دوم: ص 174 میں ابن بطوطہ نے ایک شہر کے بارے میں کہا۔ یہ شہر قوم مالوہ کی طرف منسوب ہے۔ یہ ہندوؤں کا ایک قبیلہ ہے جو ڈیل ڈول میں بڑے اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ ان کی عورتیں بھی حسن اور خوش خلوتی اور لذت میں مشہور ہیں۔ جیسے کہ مرہٹہ عورتیں اور مالدیپ کی عورتیں۔ اسی صفحہ کے حاشیہ میں مترجم نے لکھا ہے:

اس بلاغت کی داد نہیں دی جا سکتی۔ ابن بطوطہ کی اصل عربی عبارت یہ ہے:

وَ هُنَّ مَشْهُورات بطيّب الخلوة و و فرة الحظّ من اللذة

جو مثال پیش کی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تجربہ بھی بہت وسیع ہے۔

بڑے صاف باطن بڑے نیک طینت



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ریاض آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

مال کے حصول کے لیے حیلے کی ضرورت پیش آئی تو بلا جھجک اس کا سہارا لیا۔ جیسا کہ ہندوستان کے بادشاہ سے پچیس ہزار دینار کا قرض ادا کروادیا۔ (ص 155 حصہ دوم)

ابن بطوطہ کو بادشاہوں اور امراء سے مال حاصل کرنے کی ایسی عادت پڑ گئی تھی کہ اگر کسی سے توقع کے مطابق مال نہ ملا تو کھلے طور پر اس سے طلب کر لیا۔

حصہ دوم: ص 374 میں اس کا خود اپنا بیان ہے۔ مالی کا بادشاہ نہایت بخیل تھا۔ کسی بڑے عطیہ کی امید اس سے رکھنی لا حاصل تھی۔ چنانچہ شروع رمضان میں وہ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے روبرو کھڑے ہو کر عرض کی کہ میں نے تمام دنیا کے ملکوں کا سفر کیا اور وہاں کے بادشاہوں سے ملاقات کی۔ تمہارے شہر میں آئے مجھے چار مہینے ہوئے۔ نہ تم نے مجھے کچھ دیا اور نہ ضیافت کی۔ میں تمہارا حال جا کر کیا بیان کروں گا۔ چنانچہ 33-34 مثقال سونا لینے میں اس کو کامیابی ہو گئی۔

حصہ اول: ص 363 امیر خوارزم کی کرم نوازی کا ذکر کرتے ہوئے ابن بطوطہ نے لکھا ہے۔ میرے پاس اتنے گھوڑے ہو گئے کہ اُن کی تعداد بتاتے ہوئے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ کہیں کوئی یہ نہ کہے کہ جھوٹا ہے اور برابر زیادتی ہوتی رہی۔

رئیس احمد جعفری کا ابن بطوطہ کے بارے میں تبصرہ سے اس کے علم کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ جب اس کے مشاہدات و بیانات بھی شک سے بالاتر نہیں تو اس کی سنی سنائی باتوں پر یقین کیسے کیا جائے گا۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ابن بطوطہ کا قول باطل

حصہ اول کے ص 115 میں ابن بطوطہ کا بیان ہے۔ دمشق میں میرا داخلہ 9 رمضان



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



المعظم 726ھ کو ہوا۔اس نے دمشق میں مسجد معاویہ،قبور و مشاہد،مدارس و معلمین اور ائمہ و قضاۃ کا ذکر کرنے کے بعد امام ابن تیمیہ ﷫ کے بارے میں کہا۔دمشق میں کبار فقہائے حنابلہ میں امام تقی الدین ابن تیمیہ ﷫ کا شمار ہوتا ہے۔عظیم المرتبت شخصیت کے مالک تھے۔گو بہت سے فنون میں انہیں قدرت تکلم تھی لیکن دماغ میں کسی قدر فتور آ گیا تھا۔ (عربی عبارت ہے:اِنَّ فِی عَقْلِهٖ شَیْئًا اہل دمشق ان کی بے انتہا تعظیم و تکریم کرتے۔یہ منبر پر بیٹھ کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ کوئی ایسا مسئلہ بیان فرمایا: جس کی فقہائے وقت نے سخت مخالفت کی۔اس پر ملک الناصر کی طرف سے آپ کے نام احکام صادر ہوئے کہ مع اپنے متبعین کے قاہرہ میں حاضر دربار ہوں۔دربار میں بہت قاضی اور فقہا بھی بلائے گئے۔ان میں سے شرف الدین الزواوی المالکی بھی تھے۔زواوی نے کہا،یہ شخص یہ اور یہ کہتا ہے۔اس طرح کے کئی الزامات لگائے۔دیگر فقہاء نے جو اعتراضات کئے اور آپ کے خلاف دلائل قائم کئے تھے سب بیان کر دیئے۔قاضی القضاۃ نے ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا: آپ اس مسئلہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔آپ نے جواب دیا لا الہ الا اللہ۔قاضی القضاۃ نے پھر مکرر دریافت فرمایا۔آپ نے پھر یہی جواب دیا۔ آخر ملک الناصر نے انہیں حوالہ زندان کر دیا۔چنانچہ آپ کئی سال تک قید خانہ میں رہے۔یہیں قرآن شریف کی چالیس جلدوں میں ایک تفسیر لکھی۔جس کا نام البحر المحیط رکھا۔اس سے پہلے کہ اس مذکورہ عبارت کا علمی تجزیہ کیا جائے۔مناسب ہے کہ اس سے اگلی عبارت کو بھی نقل کر لیا جائے۔

ص 127 حصہ اول میں ابن بطوطہ کا کہنا ہے:

ایک مرتبہ ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ملک الناصر کے دربار میں تشریف لائیں اور اپنے بیٹے کی رہائی کے متعلق عرض کیا۔چنانچہ ملک الناصر نے آپ کو رہا کر دیا۔لیکن



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رہائی کے بعد پھر آپ سے وہی مختلف چند باتیں سرزد ہوئیں۔ جب یہ دوسرا واقعہ ہوا تو میں دمشق میں موجود تھا۔ میں ایک دفعہ ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جمعہ کے دن گیا۔ یہ جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے وعظ فرما رہے تھے۔ آپ نے کہا خدائے برتر آسمان سے دنیا پر اس طرح اترتا ہے۔ جس طرح دیکھو یہ میں منبر سے اترتا ہوں۔ ایک زینہ اتر کر بتایا۔ جس پر ایک مالکی فقیہ جس کا نام ابن الزہرا تھا۔ مخالفت پر کھڑا ہو گیا۔ تمام لوگ اس فقیہ پر ٹوٹ پڑے اور اسے اس قدر گھونسوں اور جوتوں سے پیٹا کہ اس کا عمامہ گر پڑا اور سر پر ریشمی ٹوپی دکھائی دینے لگی۔ لوگوں نے اس کا استعمال ناجائز قرار دیا۔ پھر اسے سب لوگ پکڑ کر عزیز الدین بن مسلم قاضی حنابلہ کے گھر لے گئے۔ جس نے اسے جیل خانہ بھیجنے کا حکم صادر فرمایا۔ لیکن فقہاء مالکیہ اور شافعیہ نے یہ سزا ناجائز تصور کی اور ملک الامراء سیف الدین تنکیز کی عدالت میں مرافعہ دائر کیا جو صلحاء اور خیار امراء میں سے تھا۔ اس نے ملک الناصر کو ایک تحریر بھیجی اور ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کے امور منکرۃ کے متعلق ایک فہرست روانہ کی۔ ان کے امور منکرۃ میں سے ایک یہ بھی امر تھا کہ اگر کہا جائے کہ میں نے تجھے تین طلاقیں دیں تو صرف ایک طلاق پڑتی ہے۔ دوسرا یہ امر تھا کہ اگر کوئی شخص زیارت مزار مبارک رسول اللہ ﷺ کے لیے سفر کرے تو اسے قصر نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ علاوہ ازیں اور بھی ایسے امور امیر نے لکھ کر ملک الناصر کو بھیجے۔ ملک مذکور نے انہیں ملاحظہ فرمانے کے بعد ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کو قلعہ میں قید رہنے کے متعلق احکام صادر فرمائے۔ چنانچہ آپ قلعہ میں قید کر دیئے گئے اور یہیں انتقال فرمایا۔

## ابن بطوطہ کی عبارت کا جائزہ

ابن بطوطہ نے سفرنامہ کی پہلی عبارت میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تعریف کرتے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوئے یہ ظلم بھی کر دیا کہ ان کی عقل میں کچھ خرابی تھی۔ ساتھ ہی یہ اقرار بھی کیا کہ اہل دمشق ان کی بے انتہا تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ امام صاحب کے ساتھ رہتے ہوئے جس خرابی کا علم اہل دمشق کو نہ ہوا۔ ابن بطوطہ کو ان سے ملے بغیر ہی اس کا علم ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقل میں خرابی کا افسانہ سنی سنائی بات تھی۔ ابن بطوطہ کا اپنا بیان ہے کہ وہ 9 رمضان 726ھ کے دن دمشق میں داخل ہوا اور جس واقعہ کا اس نے ذکر کیا ہے۔ البدایہ النھایہ ج14، ص38، العقود الدریہ ص167، الکواکب الدریہ ص361 (دارالکتب العلمیۃ) کے مطابق وہ اس کے مصر داخل ہونے سے 21 سال پہلے 12 رمضان 705ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ یعنی جس وقت ابن بطوطہ مصر نہیں پہنچا تھا۔ اسی لیے واقعہ بیان کرتے ہوئے اس سے کئی غلطیاں ہوئی ہیں۔ جس شخص کو مدعی بنایا گیا وہ الزواوی مالکی نہیں بلکہ الشمس بن عدلان تھا اور جس قاضی کے سامنے مقدمہ پیش ہوا اس کا نام ابن مخلوف المالکی تھا۔ جس نے امام رحمۃ اللہ علیہ کو حمد و ثناء کہنے سے روک کر الزام کا جواب دینے کا حکم دیا تھا۔ جس سے تلخ کلامی ہونے کی وجہ سے امام صاحب کو قید خانے بھجوا دیا گیا تھا۔ تفصیل سے یہ واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ابن بطوطہ نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی چالیس جلدوں میں ''البحر المحیط'' کا ذکر کیا ہے۔ وہ امام صاحب کی تصنیف نہیں۔ بلکہ امام صاحب نے قرآن حکیم کی کوئی مکمل تفسیر نہیں لکھی۔

اس کا یہ بیان بھی درست نہیں کہ امام صاحب کی والدہ کی سفارش پر امام صاحب کی رہائی ہوئی تھی۔

دوسری عبارت میں دوسرے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اس کا بیان ہے۔ وہ اس وقت دمشق میں موجود تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ وہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پاس جمعہ کے دن گیا اور وہ جامع مسجد میں منبر پر وعظ کر رہے تھے۔ دنیا کے آسمان پر اللہ کے نزول کی تشبیہ انہوں نے منبر سے اترتے ہوئے دی۔ جس پر مالکی فقیہ نے مخالفت کی تو لوگوں نے اس کی مار پیٹ کی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن بطوطہ نے امام صاحب کو دیکھا۔ حالانکہ العقود الدریۃ ص305 اور الکواکب الدریۃ ص372 (دارالکتب العلمیۃ) کے مطابق 2 شعبان اور البدایۃ والنہایۃ ج14 ص123 کے مطابق 16 شعبان 726ھ پیر کے دن عصر کے وقت دمشق کے قلعے میں قید کر دیئے گئے تھے۔ جبکہ بقول ابن بطوطہ اس کا ورود دمشق میں 9 رمضان المبارک میں ہوا۔ جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ابن بطوطہ نے نہ امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا اور نہ ان سے ملاقات ہوئی۔ جامع مسجد والا واقعہ بھی سنا سنایا اور بنا بنایا قصہ تھا جو ابن بطوطہ نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے حاسدوں اور دشمنوں سے سنا اور اس کو اپنے سفرنامے کا حصہ بنا کر اللہ کی مخلوق کو گمراہ کرنے میں زبردست کردار ادا کیا۔ ایک بے مثال عالم دین وفنون پر بہتان لگایا۔ اللہ تعالی نے سورۃ حم السجدہ میں فرمایا ہے: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ(46)﴾ جس نے نیک عمل کیا۔ اس کو فائدہ اسی کا ہوگا اور جس نے برائی کی اس کا وبال بھی اسی پر ہو گا۔ سورۃ الجاثیہ میں ارشاد ہوا: ﴿ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ(15)﴾ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

## ابن حجر عسقلانی

شذرات الذھب ج7 ص370 کے مطابق امیر المومنین فی الحدیث حافظ الدھر شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد الشہیر بابن حجر 12 شعبان



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



773ھ میں پیدا ہوئے اور ان کی وفات 18 ذوالحجہ 852ھ کو ہوئی۔

اپنے زمانے کے تمام علوم سے متصف ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فن حدیث کی محبت ان کے دل میں خاص طور پر ڈال دی تھی...... جس کی وجہ سے انہوں نے صحیح بخاری کی شرح فتح الباری لکھی جو ان کی زندگی میں بہت مقبول ہوئی۔ اس وقت یہ کتاب 20 جلدوں میں تھی۔ پھر اس کا مقدمہ بھی ایک جلد میں لکھ دیا۔

فن الرجال میں ان کی مشہور کتاب الاصابة فی تمییز الصحابة 8 اجزاء میں شائع ہوئی۔ تہذیب التہذیب 20 جلدوں میں شائع کرنے کا شرف مجلس دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن کو حاصل ہوا اس فن میں ان کی لسان المیزان، تعجیل المنفعة برجال الاربعة، تقریب التہذیب، تبصیر المنتبہ، تجرید اسماء الضعفاء اور الدرر الکامنة سے اہل علم نے خوب فائدہ اٹھایا۔ تفصیل میں جایا جائے تو ان کی تصانیف کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو ہو جاتی ہے۔

شذرات الذہب میں منقول ہے۔ وہ طبعاً شاعر، تکلفاً فقیہ اور ماہر محدث تھے۔ رجال کی معرفت اور ان کا استحضار اور عالی و نازل اور علل الاحادیث وغیرہ کی معرفت کی ان پر انتہاء ہو جاتی ہے۔ اس اعتبار سے وہ تمام اطراف میں معتمد علیہ اور قدوۃ الامۃ، علامۃ العلماء، حجۃ الاعلام اور محی السنۃ بن گئے تھے۔

## ابن حجر مکی

شذرات الذہب ج 8، ص 370 کے مطابق شہاب ابوالعباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی السعدی الانصاری الشافعی الامام العلامۃ البحر الزاخر رجب 909ھ میں پیدا ہوئے اور ان کی وفات رجب 973ھ میں ہوئی۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



انہوں نے تفسیر، حدیث، کلام، اصولاً وفروعاً فقہ، فرائض، حساب، نحو وصرف، معانی وبیان، منطق وتصوف جیسے علوم میں خوب مہارت پائی۔

940ھ میں تیسری مرتبہ جب حج کرنے مکہ گئے تو وہیں مقیم ہو گئے اور وہیں تالیف وتصنیف اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ان کی مشہور کتابوں میں امام النووی کی منهاج الطالبين کی شرح تحفة المحتاج لشرح المنهاج، الفتاوى الكبرى الفقيهية، الفتاوى الحديثية جو الفتاوى الكبرى کا ذیل ہے۔ الصواع المحرقة في الرد على اهل البدع والزندقة، الزواجر من اقتراف الكبائر، كف الرعاع، نصيحة الملوک، شرح الفية، شرح المشكاة، شرح الهمزية البوصيرية، الاحكام في قواطع الاسلام اور مناقب ابی حنیفۃ وغیرہ ہیں۔

فقہ اور اصول فقہ میں انہوں نے خوب مہارت حاصل کی۔ لیکن امیر المومنین فی الحدیث ابن حجر عسقلانی جیسا علوم الحدیث میں کمال حاصل نہ کر سکے۔ لہٰذا امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں انہوں نے سنی سنائی باتوں پر یقین کرتے ہوئے ان کی مخالفت کر دی۔ اصول حدیث کے مطابق اگر وہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اختیار کردہ موقف کو دیکھتے اور پرکھتے تو یقیناً ان کی حمایت کرتے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کرنے والے جب کوئی حوالہ ابن حجر کا نام لے کر دیتے ہیں تو وہ ابن حجر مکی کا حوالہ ہوتا ہے۔ ابن حجر عسقلانی سے اس کا تعلق نہیں ہوتا۔

ابن حجر عسقلانی کے نزدیک امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کیا مقام تھا اس کو سمجھنے کے لیے ان کی مشہور تصنیف الدرر الکامنة کی جلد اول کے صفحات 144 تا 160 (رقم 409) دیکھنے کی ضرورت ہے جن میں امام صاحب کی علمی عظمت کا ذکر نہ صرف انہوں نے انتہائی احترام سے کیا ہے۔ بلکہ سب سے زیادہ کیا ہے۔ جس کا خلاصہ اخلاق و



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اوصاف کے باب میں نقل کر دیا گیا ہے۔

## الذرالکامنہ

حافظ ابن حجر عسقلانی کی وہ کتاب ہے کہ جس میں انہوں نے آٹھویں ہجری کے مشہور شرفاء و علماء، ملوک و امراء، کُتّاب و وزراء اور ادباء و شعراء کے حالات کو جمع کیا ہے۔ جن کی تعداد 5323 ہو جاتی ہے۔

دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان نے تین اجزاء کو دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی وفات کے 45 سال بعد حافظ ابن حجر عسقلانی پیدا ہوئے اور 79 سال انہوں نے اس فانی دنیا میں گزارے۔ جن میں آٹھویں صدی کے علماء و فقہاء کے بارے میں انہوں نے خوب آگاہی حاصل کی۔ مسلکی تعصب کو نظر انداز کرتے ہوئے انہوں نے حق کی تائید کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے بارے میں انہوں نے وہی کچھ کہا۔ جو امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا تھا۔

اپنی کتاب تلخیص الحبیر ج 2 رقم 1075 میں اس سلسلہ میں مروی روایات کی حقیقت بیان کرتے ہوئے انہوں نے واضح کیا کہ ان میں سے ایک بھی صحیح مرفوع نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ عقید تمندوں کی تعداد بے شمار تھی۔ بہت سے وقتی شاگرد تھے جو دور دراز سے آتے علمی رہنمائی لے کر چلے جاتے یا خطوط کے ذریعے رہنمائی لیتے رہتے۔ ایسے شاگرد بھی تھے جو ان کے درسوں اور تقاریر سے مستفید ہوتے اور وہ بھی تھے جو باقاعدگی کے ساتھ حصول علم کے لیے ان کے ساتھ رہتے یا حاضر ہوتے رہتے۔

## حافظ ابن قیم

ان مخصوص شاگردوں میں سے شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب الزرعی المعروف ابن قیم الجوزیہ نے اپنے استاد کے علم وتحریک کو بڑھانے، پھیلانے اور اس کی اشاعت میں زبردست کردار ادا کیا۔ 691ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے باپ المدرسۃ الجوزیۃ کے قیم تھے۔ اسی وجہ سے ان کا نام قیم الجوزیہ پڑ گیا۔ ان کی وفات 13 رجب 781ھ کو ہوئی۔

البدایہ والنہایہ ج14، ص234 میں ان کے ساتھی حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ جب امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ 713ھ میں مصر سے واپس دمشق آئے تو ابن قیم ان سے وابستہ ہو گئے اور ان کی وفات تک وابستہ رہے۔ پہلے بھی علمی ذوق تھا لیکن امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سا علم حاصل کیا۔ دن رات علم کی طلب میں کثرت سے لگے رہنے کی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بنا پر متعدد علوم وفنون میں یگانہ روزگار بن گئے۔ اللہ کی بندگی بھی بہت کرنے والے تھے۔ ان کی قرأت اور اخلاق بہت خوبصورت تھے۔ محبت سب سے بہت کرتے لیکن حسد کسی ایک سے بھی نہ کرتے۔ نہ کسی کو تکلیف دیتے اور نہ کسی کے عیب تلاش کرتے اور نہ کسی سے رشک کرتے۔ سب سے زیادہ میں ہی ان کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ بھی سب سے زیادہ مجھے محبوب رکھتے تھے۔ میں نے اپنے زمانے میں کسی عالم کو ان سے بڑھ کر عبادت کرنے والا نہ دیکھا۔ نماز میں ان کا طریقہ کار یہ ہوتا کہ اس کو طویل کرتے اور لمبے لمبے رکوع و سجود کرتے۔ کبھی کبھی ان کے ساتھی اس پر ان کو ملامت کرتے تو وہ کوئی جواب نہ دیتے، لیکن اپنا معمول بھی ترک نہ کرتے۔

طلاق کے مسئلہ میں اپنے استاد کی طرح فتوی دینے کی وجہ سے قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی اور دوسروں سے خاصہ جھگڑا ہوتا رہتا تھا۔

خوش خطی سے انہوں نے چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں لکھیں۔ ان میں سے شہرت پانے والی حسب ذیل ہیں: (1) زاد المعاد (2) مدارج السالکین (3) اَعلام الموقعین (4) اغاثة اللهفان (5) اخبار النسآء (6) بدائع الفوائد (7)الجواب الكافى (8)روضة المحبين (9)شفاء العليل (10)الطب النبوى (11)عدة الصابرين (12)الفوائد المشرقة الى علوم القرآن (13)كتاب الروح (14) كتاب الصلوة (15)مختصر الصواعق المرسلة (16)مفتاح دار السعادة (17)هداية الحيارى من اليهود والنصارى.

حافظ ابن قیم بڑے صابر اور قانع تھے۔ کہا کرتے تھے۔ دین کی امامت صبر اور قناعت سے حاصل ہوتی ہے اور ایک سالک کے لیے صبر وقناعت کے علاوہ ہمت اور علم کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمت اس لیے کہ حق کی راہ میں قدم ڈگمگا نہ جائیں، اور علم



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس لیے کہ معرفت کی کٹھن منزلوں میں مشعلِ راہ کا کام دے۔

## حافظ ابن عبدالھادی

شمس الدین علامہ حافظ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد عبدالھادی 705 یا 706 میں پیدا ہوئے۔ اور 744ھ میں زندگی کے چالیس سال پورے کرنے سے پہلے ہی اپنے خالق و مالک سے جا ملے۔

البدایۃ والنہایہ ج14، ص210 میں حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے۔ 10 جمادی الاولی بدھ کے دن ہمارے ساتھی الشیخ الامام العالم العلامہ الناقد اور علوم کے فنون میں مہارت رکھنے والے فوت ہو گئے۔ اللہ ان کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے اور ان کو اپنی جنت میں بہترین جگہ عطا فرمائے۔

اگرچہ وہ اپنی زندگی کے چالیس سال پورے نہ کر سکے لیکن علوم میں انہوں نے وہ مقام حاصل کیا کہ بڑے بڑے شیوخ اس تک پہنچ نہ پائے۔ حدیث، نحو، صرف، فقہ، تفسیر، اصلین، تاریخ اور قرأت کے فنون میں مہارت پیدا کر لی۔ حدیث کے راویوں کے ناموں، احادیث کے طرق کے بہت ہی اچھے حافظ تھے۔ جرح و تعدیل اور علل الحدیث کے عارف و بصیر تھے۔ ان کا فہم بہت عمدہ اور مذاکرہ کرنے کا انداز خوبصورت تھا۔ صحیح ذہن سے سلف کے طریقہ سے چلنے والے، کتاب و سنت کا اتباع کرنے والے اور بھلائی کے کاموں میں ہمیشہ لگے رہنے والے تھے۔

امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الحفاظ ج4، ص1508 میں ان کا ذکر کرتے ہوئے مذکورہ تعریف سے ملتے جلتے الفاظ میں ان کی تعریف کی ہے۔

ذیل تذکرۃ الحفاظ ص50 میں حافظ ابوالمحاسن الحسینی الدمشقی (المتوفی 765ھ)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سے مروی ہے۔ جب حافظ ابن عبدالهادی دفن کر دیئے گئے اور لوگ افسردہ تھے تو میں نے اس دن ہمارے الشیخ الذہبی رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا اور رو رہے تھے کہ جب بھی میری ان سے ملاقات ہوئی اور ہم اکٹھے ہوئے، میں نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

ذیل کے ص 351 میں امام الصفدی سے منقول ہے۔ اگر وہ زندہ رہتے تو اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوتے۔ میں ان سے جب بھی ملتا ان سے ادبیات اور فوائد عربیہ کے بارے میں سوال کرتا تو وہ ایک سیلاب کی طرح بہہ پڑتے۔ میں دیکھتا کہ وہ امام المزی سے موافقت کیا کرتے تھے لیکن ان کے بعض مسائل میں رد بھی کرتے اور بعض قبول بھی کیا کرتے تھے۔

امام الذہبی کی طرح امام المزی کا کہنا تھا کہ میری ان سے جب بھی ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ (الدرر الکامنۃ ج3، رقم 3521)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جب 712ھ میں مصر سے دمشق آئے تو حافظ ابن عبد الهادی ان سے منسلک ہو گئے اور 728ھ میں جب امام صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے تو انہوں نے دس سال امام المزی کی صحبت میں رہتے ہوئے احادیث کے راویوں اور ان کے بارے میں کی گئی جرح و تعدیل کے ماہر ہو گئے۔ اس سے بڑھ کر تعریف کیا ہو سکتی ہے کہ استاد خود کہے کہ جب بھی اس سے ملا تو اس سے علمی فائدہ اٹھایا۔

حافظ ابن عبدالهادی نے اگرچہ دنیا میں لکھنے کا موقع کم پایا لیکن پھر بھی ان کی تصانیف کی تعداد تقریباً ستر ہو گئی تھی۔ جیسا کہ شذرات الذهب ج2، ص141 میں منقول ہے۔ طبقات حنابلہ میں ان کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔

ذیل میں ان کی مشہور کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں:



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(1) الصارم المنکی فی الرد علی السبکی، (2) المحرر فی اختصار الالمام، (3) الکلام علی احادیث مختصر ابن الحاجب، (4) العلل، (5) التفسیر المسند اور (6) التعلیق لابن جوزی وغیرہ۔

انہوں نے اپنے استاد امام ابن تیمیہ پر ایسی کتاب لکھی ہے جو بعد میں لکھنے والوں کے لیے ماخذ بن گئی۔ اس کا نام العقود الدریة ہے۔

www.kitabosunnat.com

## حافظ ابن کثیر

الحافظ الکبیر الامام المحدث عماد الدین الفداء اسمٰعیل بن عمرو بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع البصروی ثم الدمشقی الفقیہ الشافعی 700ھ میں پیدا ہوئے اور شعبان 774ھ میں فوت ہوئے۔

اس وقت کے تفسیر و حدیث، فقہ و اصول فقہ، ادب و لغت اور عربیت و کلام کے مشہور ائمہ سے تعلیم حاصل کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ علوم کے ساتھ علم التاریخ سے بھی خوب مہارت سے نواز دیا۔

شذرات الذهب ج6، ص231 کے مطابق اگرچہ زیادہ تر امام المزی سے منسلک رہے۔ لیکن زیادہ فیض یاب امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئے۔ امام المزی کی بیٹی سے شادی کی اور ان کی اکثر تصانیف کا سماع کیا۔ اس کے باوجود امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات کو جس تفصیل کے ساتھ اپنی تاریخ البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے کسی اور عالم کے بیان نہیں کیے۔ اسی لیے راقم کی اس کتاب میں بھی زیادہ تر حوالے البدایہ والنہایہ ہی کے ہیں جو چودہ جلدوں میں بہترین تاریخ کی کتاب ہے۔

امام الحافظ ابن کثیر کی دوسری مشہور کتاب ان کی تفسیر ابن کثیر ہے۔ آج تک لکھی گئی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تمام تفاسیر میں اس کا اپنا مقام ہے اور ہر زمانے میں مقبول رہی ہے۔اس کا دیباچہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصول تفسیر سے ماخوذ ہے اور پوری تفسیر میں اسی رنگ کا غلبہ دکھائی دیتا ہے۔سابقہ تفاسیر میں مروی روایات کو منقح کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔شافعی ہونے کے باوجود امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی عام مسائل میں موافقت کی گئی ہے۔ان کے سسر امام المزی بھی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے خاص تعلق رکھتے تھے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات اور ان کے جنازہ کا ذکر جس عقیدت و محبت سے البدایہ و النہایہ میں ہوا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے عظیم استاد کا بہت احترام کرتے تھے اور خود دفن بھی استاد کے پہلو میں ہوئے۔

## امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ

شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز بن عبداللہ الترکمانی الذہبی رحمۃ اللہ علیہ 673ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے اور 748ھ میں اپنے خالق و مالک کے پاس چلے گئے۔

امام الذہبی رحمتہ اللہ علیہ نے حصولِ علم کے لیے کئی سفر کیے اور تیرہ سو اساتذہ سے علمی رہنمائی لی۔

دارالکتب العلمیۃ بیروت کی شائع کردہ العِبَر فِی خَبَرِ مَنْ غَبَرَ کے مقدمہ میں منقول ہے۔حافظ الذہبی کو اس زمانے کے ان علماء کی رفاقت نصیب ہوئی جو علم کی انتہائی بلندی پر پہنچے ہوئے تھے۔وہ امام برزالی، امام مزی اور شیخ الاسلام الامام العالم العامل ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہم تھے۔

امام الذہبی کی نسبت سونے کی طرف اس لیے جاتی تھی کہ ان کے والد سونے کی



"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com



صنعتکاری سے منسلک تھے اور وہ بھی باپ کی اس سلسلے میں مدد کیا کرتے تھے۔ لیکن اللہ نے ان سے اپنے دین کا ایسا کام لیا کہ وہ ان کے لیے قیامت تک صدقہ جاریہ بن گئے۔ انہوں نے سو کے قریب چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں۔ ان میں سب سے بڑی کتاب 21 جلدوں میں تاریخ الاسلام ہے جو ایک ہجری سے شروع ہو کر سات سو ہجری تک کے حالات و واقعات کو محیط ہے۔

الدرر الکامنة ج3، ص204 میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے مذکورہ تاریخ کے بارے میں لکھا کہ وہ اس کے ذریعے اُن سے خصوصاً بڑھ گئے جنہوں نے محدثین کے حالات جمع کیے تھے۔ پھر اس کو مختصر کرتے ہوئے سِیَر النبلآء اور العِبَر بھی تحریر کر دیں۔

تذکرة الحفاظ میں 1176 حفاظ الاحادیث کا ذکر چار جلدوں میں کرتے ہوئے آخر میں الامام الحافظ ذی الفنون محمد بن احمد بن عبدالھادی پر انہوں نے اپنی عظیم الشان کتاب کو ختم کیا ہے۔

فن حدیث پر تذهیب التهذیب، میزان الاعتدال فی نقد الرجال اور المقتفی فی المغنی فی الضعفآء بہترین کتابیں ہیں۔

انہوں نے امام بیہقی کی سنن، تاریخ الخطیب اور تاریخ دمشق کے اختصار بھی رقم کیے۔ تذکرة الحفاظ کے ذیل ص248 اور ص381 میں منقول ہے کہ ایک موقع پر حافظ ابن حجر عسقلانی نے آب زمزم اس دعا کے ساتھ پیا کہ اللہ ان کو امام الذہبی کے علمی مقام تک پہنچا دے۔

## علامہ تاج الدین السبکی کا اپنے دو استادوں کے بارے میں متعصبانہ تبصرہ

طبقات الشافعیه ج6، ص253 (ترجمة الامام المزی) میں علامہ تاج الدین السبکی کا اپنا بیان ہے۔ میں امام الذہبی کے پاس بہت زیادہ رہا کرتا تھا۔ ہر روز ان کے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پاس صبح اور عصر کے وقت جایا کرتا تھا۔ جبکہ امام المزّی کے پاس ہفتے میں صرف دو مرتبہ جاتا تھا۔ کیونکہ امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے نرمی اور محبت کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ جبکہ امام المزّی ترش رو اور صاحب ہیبت تھے۔ حالانکہ میرے والد پسند کرتے تھے کہ میں زیادہ وقت امام المزّی کے پاس رہا کروں کیونکہ ان کے نزدیک وہ زیادہ صاحب عظمت تھے۔ امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ کو تیرا شیخ اور امام المزی کو صرف الشیخ کہا کرتے۔ یعنی ان کی علمی فضیلت کے وہ بھی معترف تھے۔

امام المزّی کے بارے میں علامہ موصوف نے لکھا ہے: ان پر احادیث کے رجال اور ان کے طبقات کی معرفت کی انتہا ہوتی تھی۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ میں نے ہمارے الشیخ الذہبی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا کہ انہوں نے امام ابن دقیق العید، امام الدمیاطی، امام ابن تیمیہ اور امام المزّی سے بڑھ کر کوئی حافظ نہ دیکھا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ میں نے المزّی، الذہبی اور والد صاحب سے بڑھ کر کوئی حافظ نہ دیکھا۔

علامہ موصوف کا امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تعصب اپنی جگہ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 728ھ میں ہوئی اور علامہ موصوف کی پیدائش شرح البديعية، المنهل الصافي اور امام الذہبی کی المختص کے مطابق 728ھ میں ہوئی (مقدمہ طبقات الشافعیہ الکبری) اس اعتبار سے انہوں نے واقعۃً امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ دیکھا تھا۔

لیکن جن کو دیکھا اور ان سے علم حاصل کیا۔ ترجمہ امام المزّی ص 254 میں ان کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے۔ المزّی، الذہبی، البرزالی اور ان کا اتباع کرنے والے بہت سے ساتھیوں کی جماعت کے ذریعے ابو العباس بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے درمیان بگاڑ پیدا کر دیا۔ یعنی ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کو اپنا کر ہماری اپنائی ہوئی سوچ کو نقصان



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پہنچایا۔ حالانکہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ تو ان کے پیدا ہوتے ہی فوت ہو گئے تھے۔ اس سے باپ بیٹے کا امام ابن تیمیہ کے خلاف حسد و بغض واضح ہو جاتا ہے۔

امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ ج 5، ص 216-217 میں علامہ موصوف نے اپنے مشفق و مہربان استاد کی تعریف کرتے ہوئے لکھا کہ ان کی کوئی نظیر نہ تھا۔ علمی مشکلات میں وہی ملجأ و ماوٰی تھے۔ شیخ الجرح والتعدیل اور رجل الرجال فی کلّ سبیل تھے۔ لیکن سچی اور حق بات یہ ہے کہ حنابلہ کی آراء کی طرف بہت زیادہ میلان رکھتے تھے اور اہل سنت کی بہت زیادہ بدگوئی کرتے تھے۔ علماء کے حالات لکھتے ہوئے انصاف نہیں کرتے تھے۔ مجبوراً کسی کے بارے میں اچھی صفت بیان کرنی پڑتی تو کر دیتے تھے۔

اصل میں علامہ موصوف کو یہ شکوہ تھا کہ وہ محدثین کا ذکر جس احترام و خلوص سے کرتے ہیں اس طرح فقہاء اور صوفیوں اور متکلمین کا نہیں کرتے۔ حالانکہ امام الذہبی پر یہ الزام سراسر بہتان تھا۔ امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام کتابوں میں ہر ایک کو اس کے منصب و مقام کے مطابق جگہ دی ہے۔ ہر قابل ذکر عالم و فقیہ کا ذکر بڑی فراخ دلی سے کیا۔

امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ اسلام یعنی تاریخ الکبیر کے بارے میں لکھا۔ اگر اس میں تعصب نہ ہوتا تو بہت عمدہ ہوتی اور اس میں نقص نہ ہوتا تو کامل ترین ہوتی۔

اصل میں قاضی القضاۃ باپ کے فرزند خود بھی قاضی القضاۃ تھے۔ لہٰذا اپنے عظیم استادوں کے بارے میں جو لکھا ٹھیک ہی ہو گا۔ اہل حق اہل الحدیث کو حنابلہ کے کھاتے میں ڈال کر خود کو اہل سنت کہنا بھی انہی کا فیصلہ تھا۔ یعنی حنابلہ کو اہل سنت میں شمار نہیں کرتے تھے۔ اور عدل و انصاف کے تقاضے اسی طرح پورے کیا کرتے تھے۔

علامہ موصوف کے تبصرہ سے ایک بات تو یہ ثابت ہوئی کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قرآن وسنت کے غلبہ کے لیے چلائی گئی تحریک اتنی پراثر اور پُرکشش تھی کہ ان کے اساتذہ اور ان کا اتباع کرنے والے اس میں شامل ہو گئے اور دوسری بات اس سے اہم ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف سنی سنائی باتوں پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے مخالفوں اور دشمنوں کی حمایت کی اور اپنے اساتذہ کی طرح حق کو قبول نہ کیا۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر شاگرد

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر مشہور شاگردوں میں قاضی القضاۃ ابو عبداللہ محمد بن مفلح (المتوفی 763) متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

(الدرر الکامنہ ج4، رقم 4702۔ شذرات الذھب ج2، ص199)

- قاضی القضاۃ شرف الدین ابو العباس احمد بن الحسن المعروف ابن قاضی الجبل (المتوفی 771ھ) کو نوجوانی میں امام صاحب کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔

(الدرر الکامنۃ ج1، رقم 334، شذرات ج2، ص219)

- الشیخ سراج الدین ابو حفص عمر بن علی البزار (المتوفی 749ھ) حدیث اور علوم حدیث، فقہ اور دقائق پر کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر الاعلام العلیّة کے نام سے مستقل کتاب لکھ دی۔ طبقات الحنابلہ کے مصنف حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ان کے آخری سفرِ حج کے دوران میں تین مرتبہ صحیح بخاری کی ثلاثیات سنائیں۔ (طبقات الحنابلہ ج4، رقم 545، شذرات ج6، ص 122 الدرر الکامنۃ ج3، رقم 3057)

- قاضی زین الدین ابو حفص عمر بن سعد اللہ الحرانی (المتوفی 749ھ) علمی شخصیت تھے۔ کئی مدارس میں پڑھانے کے علاوہ قاضی کے طور پر بھی ملک وقوم کی خدمت کرتے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رہے۔(شذرات الذهب ج2،ص162)

○ علامہ زین الدین عمر بن المظفر بن عمران الوردی الشافعی (المتوفی 749ھ) لغت، نحو وادب اور فقہ وغیرہ علوم میں مسلمہ امام تھے۔تدریس وتصنیف میں اللہ تعالیٰ نے کمال مہارت سے نواز رکھا تھا۔فنون کی کئی کتابیں لکھیں۔جن میں سے تاریخ وشروح، مقدمات ودیوان نے شہرت پائی۔علامہ السبکی کا بیان ہے۔ان کے اشعار شکر سے زیادہ میٹھے اور موتیوں سے زیادہ قیمتی ہیں۔(شذرات الذهب ج6،ص161-162)

○ الشیخ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد البغدادی الدباھی (المتوفی 711ھ) تاجر تھے۔پھر علم کی طرف میلان ہوا اور اللہ نے خوب عطا فرمایا۔چونکہ دنیاداری بہت دیکھ لی تھی لہٰذا اللہ کی بندگی وعبادت میں زندگی کا بقیہ حصہ گزار دیا۔دمشق آئے اور امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کر لی۔حافظ ابن رجب کا بیان ہے۔امام البرزالی اور امام الذہبی نے بھی ان سے فائدہ اٹھایا۔

(شذرات الذهب ج6،ص 27،الدرر الکامنۃ ج3،رقم3629)

○ قاضی شہاب الدین ابو العباس احمد بن یحییٰ بن فضل اللہ القرشی العمری الشافعی (المتوفی 749ھ) ادب، اصول، فقہ اور نحو وغیرہ علوم میں خوب نام پیدا کیا۔قاضی بنے تو عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کیا۔جس پر سلطان سے اختلاف ہو گیا لیکن انہوں نے حق کا ساتھ دیا۔حافظ ابن کثیر نے المختص میں ان کی تعریف کرتے ہوئے قاضی الفاضل سے تشبیہ دی۔

انہوں نے 27 جلدوں میں کتاب مسالک الابصار فی ممالک الامصار لکھی۔جس میں اپنے شیخ ابن تیمیہ کا ترجمہ تفصیل سے رقم کیا اور بہت عمدہ مرثیہ بھی تحریر کیا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چار جلدوں میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل بھی لکھے۔ (شذرات الذهب ج6،ص160، الدرر الکامنة ج1، رقم828)

○ الشیخ احمد بن محمد بن مری البعلی الحنبلی آغاز میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے سخت مخالف تھے لیکن جب ان سے ملے اور ان کی تقاریر سنیں تو ان کے بے حد گرویدہ ہو گئے اور ان کی شاگردی اختیار کر لی اور ان کے نظریات و خیالات کے پر جوش حامی بن گئے۔ قاہرہ کی جامع عمروؓ بن العاص اور جامع امیر حسین میں تقریریں کیا کرتے تھے۔ ایک دن مسئلہ توسل بالنبی ﷺ اور زیارت قبور پر گفتگو کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کا انداز اختیار کیا اور نام نہاد صوفیوں پر نکتہ چینی کی۔ جس کی وجہ سے لوگوں کی ایک جماعت اور صوفیوں کے حمایتیوں نے ان پر حملہ کر دیا، مگر وہ جان بچا کر وہاں سے نکل گئے۔ لوگوں نے قاضی تقی الدین اخنائی مالکی سے شکایت کی۔ قاضی نے بلایا، جب نہ آئے تو اس نے پکڑوا کر قید کر دیا اور تقریر کرنے سے منع کر دیا۔ 725ھ میں ان کا مقدمہ سلطان کے سامنے پیش ہوا۔ بدرالدین حنبلی اور بدرالدین بن جماعہ اور امراء نے ان کی حمایت کی۔ جبکہ امیر ایدم حظیری نے ان کی اور ان کے شیخ کی شان میں نامناسب الفاظ استعمال کئے۔ جس پر حنبلی اور امیر ایدم میں ایسی تلخ کلامی ہوئی کہ قریب تھا کہ ان کی تلواریں بے نیام ہو جاتیں۔ سلطان نے ابن مری کا معاملہ نائب ارغون کے سپرد کر دیا۔ اس دوران میں مالکی قاضی کو موقع مل گیا اور اس نے اپنے سامنے اتنا پٹوایا کہ وہ لہولہان ہو گئے۔ پھر ان کو گدھے پر الٹا بیٹھا کر تشہیر کراتے ہوئے اعلان کرایا کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے حق میں بدگوئی کرے۔ اس کے بعد ان کو قید میں ڈال دیا گیا۔ قریب تھا کہ لوگ ان کو قتل کر دیں۔ آخر کسی کی سفارش پر ان کو رہا کر دیا گیا اور وہ اپنے اہل کے ساتھ دمشق چلے گئے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اتفاق کی بات ہے کہ چند روز بعد ہی فقیہ ابن شاش کے درس میں اسی مسئلہ توسل پر بحث ہو گئی اور اس نے بعینہ انہی خیالات کا اظہار کیا جن کی بنا پر ابن مری کو سزا دی گئی تھی۔ لوگ اس کو پکڑ کر اسی مالکی قاضی کے پاس لے گئے۔ مستند گواہیوں کے باوجود ابن شاش کو چھوڑ دیا گیا جس پر برھان الدین رشیدی نے مالکی قاضی کی ہجو میں اشعار کہے جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

اے حاکم! تم نے اپنے احکام کو اللہ کے تقوی اور ایک مضبوط بنیاد پر قائم کیا ہے۔ ابن مری کے قول کو توڑ مروڑ کر سزا دی اور اس معاملے میں قیاس کی حد سے بھی آگے نکل گئے مگر ابن شاش کو اس سزا سے بچا لیا تو کیا اس کا مطلب ہے کہ شریعت نے ابن شاش کے کفر کو حلال کر دیا۔ (الدرر الکامنۃ ج1، رقم 768)

الشیخ ابن مری کے المناک واقعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ تعصب ونفرت ابن مری سے نہیں بلکہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اور ان کے افکار اپنانے والے کو مجرم سمجھا جاتا تھا۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں الشیخ بدر الدین ابن الصائغ، الشیخ نور الدین ابن الصائغ، الشیخ امین الدین ابن الوانی اور ان جیسے اور بھی بے شمار تھے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد احمد بن قدامۃ المقدسی ان خوش نصیب شاگردوں میں سے تھے جن کو امام صاحب نے ان کے علم وفضل کی بنا پر جوانی میں ہی فتوی دینے کی اجازت دے دی تھی۔ انہوں نے دو ایسے شعر کہے جنہیں وہ اکثر دوہرایا کرتے تھے:

نَبِیِّي اَحْمَدُ وَکَذَا اِمَامِیْ ۔۔۔ وَشَیْخِی اَحْمَدُ کَالْبَحْرِ طَامِی

وَاِسْمِي اَحْمَدُ وَبِذَاکَ اَرْجُو ۔۔۔ شِفَاعَةَ سَیِّدِ الرُّسُلِ الْکِرَامِ

میرا نبی احمد اور اسی طرح میرا امام بھی احمد

اور میرا شیخ احمد سمندر کی طرح موج مارتا ہے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور میرا نام بھی احمد اور اسی وجہ سے مجھے امید ہے
کہ رسولوں کے سردار میری شفاعت کریں گے

سورہ حم السجدہ میں حق پر قائم رہنے والوں کو بشارت دی گئی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ (30) نَحْنُ أَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ (31) نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ (32)﴾

بے شک جنہوں نے کہا۔ رب ہمارا اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم ہو گئے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں تم پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی تم غمزدہ ہو گے۔ اور تمہیں بشارت ہو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا میں تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی دوست ہوں گے۔ تمہیں اس جنت میں وہ سب کچھ ملے گا جس کی تمہارے نفس خواہش کریں گے اور تمہارے لئے وہ بھی ہوگا جو تم مانگو گے۔ غفور و رحیم کی طرف سے مہمانوازی ہوگی۔

ان شاء اللہ تعالیٰ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد اس کے مستحق ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حافظ ابن عبدالھادی کا اپنی کتاب العقود الدریہ ص26 میں کہنا ہے: ائمہ متقدین ومتاخرین میں سے امام موصوف سے زیادہ یا ان کے قریب قریب اتنی زیادہ تصنیفات کرنے والا میں نے کسی کو نہ پایا۔ حالانکہ انہوں نے محض حافظے کی بنیاد پر بہت سی کتابیں اور رسالے املا کرا دیے تھے۔ ان کی بہت سی کتابیں قید خانے کے اندر لکھی گئی ہیں۔ جبکہ ان کے پاس حوالوں کے لیے ضروری کتابیں نہیں ہوتی تھیں۔

ص64 میں امام موصوف کے بھائی ابوعبداللہ کا بیان ہے: الشیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ کوئی اور الشیخ کی مؤلفات کو شمار کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ کا ان پر یہ احسان تھا کہ وہ لکھنے میں بہت تیز تھے۔ کسی کتاب کو دیکھے بغیر اپنے حافظے کی مدد سے لکھنے کے عادی تھے۔

ص25 میں امام الذہبی سے منقول ہے: جس وقت انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف کے بارے میں اپنے تاثرات لکھے۔ اس وقت بقول ان کے امام صاحب کی تصانیف کی تعداد پانچ سو مجلدات ہو گئی تھی۔

ص65 میں حافظ ابن عبدالھادی کا قول ہے: کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ان سے کسی ایسے مسئلے کے بارے میں سوال کیا جاتا جس کے بارے میں انہوں نے پہلے ہی لکھا ہوتا۔ لیکن اس وقت ان کو معلوم نہ ہوتا کہ وہ لکھا ہوا رسالہ یا تحریر کہاں ہے تو اپنے شاگردوں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سے کہتے۔ میری لکھی ہوئی تحریر لا کر اس سائل کو دکھاؤ تا کہ نقل کر لے۔ اُس تحریر کو اپنے پاس رکھنے کی حرص میں وہ نہ لاتے اور اس کو نقل نہ کرنے کی وجہ سے وہ تحریر ہی ضائع ہو جاتی۔ جس کا نام ہی وہ نہ جانتے۔ اس لحاظ سے یا ایسے ہی اسباب کی بنا پر امام صاحب نے کتنی ہی کتابیں اور تحریریں لکھیں کہ ان کو اُن کا شمار یاد ہی نہ رہتا تھا۔

آخری مرتبہ جب امام صاحب کو قید کیا گیا تو ان کے دوست اور ساتھی آگے پیچھے ہو گئے۔ ہر ایک کے پاس جتنی کتابیں تھیں اس نے ان کو چھپا لیا۔ امام صاحب کی کتابوں کو ظاہر کرنے سے خوفزدہ تھے کہ کہیں وہ بھی مشکلات کا شکار نہ ہو جائیں۔ لہٰذا ان شاگردوں، ساتھیوں کے ساتھ کتابیں بھی آگے پیچھے ہو گئیں۔ خوف کی وجہ یہ بھی تھی کہ کہیں ان کو ضبط نہ کر لیا جائے۔ کوئی ان کتابوں کو لیے بھاگ رہا تھا۔ کوئی بیچ رہا تھا۔ کوئی ھبہ کر رہا تھا۔ کوئی پوشیدہ رکھنے میں کوشاں تھا اور کوئی کہیں ان کو تقسیم کر رہا تھا۔ اگر امام صاحب کی کوئی کتاب، رسالہ یا تحریر چوری بھی ہو جاتی تو کچھ نہ کہتے۔ اس خیال سے کہیں وہ حکومت کی گرفت میں نہ آ جائے اور سزا نہ پائے۔

حافظ ابن عبدالھادی نے العقود الدریہ میں امام صاحب کی کتابوں، رسالوں، خطوط و مباحث اور دیگر تحریروں کی لمبی فہرست رقم کی ہے۔ ان میں سے بعض کا تفصیلی یا اختصاراً تعارف کرایا اور ان کی اہمیت کا ذکر بھی کیا ہے۔

خادم الحرمین الشریفین الملک فہد بن عبدالعزیز ال سعود کے حکم و توجہ سے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مجموع فتاوی 37 جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ جس میں حسب ذیل عنوان قائم کر کے ان کے متعلقہ مسائل کے سوال و جواب کو جمع کر دیا گیا ہے۔

○التوحید الالوھیہ، ○التوحید الربوبیہ، ○مجمل اعتقاد السلف، ○مفصل الاعتقاد، ○الاسماء والصفات، ○الجزء الاول، ○الجزاء



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الثاني، ○الايمان، ○القدر، ○المنطق، ○علم السلوک، ○التصوف، ○القرآن كلام الله، ○مقدمة التفسير، ○التفسير الجزء الاول، ○التفسير الجزء الثاني، ○التفسير الجزء الثالث، ○التفسير الجزء الرابع، ○الحديث، ○اصول الفقه، ○الجزء الاول، ○اصول الفقه الجزء الثاني، ○الفقه الطهارة الجزء الاول، ○الفقه الصلوة الجزء الثاني، ○الفقه الجز ؤ الثالث، ○الظهار الى قتل اهل البغي، ○الفقه الزكوة، ○الفقه الجهاد، ○الفقه الحج، ○الفقه الزيارة، ○الفقه البيع، ○الصلح الى الوقف، ○الوقف الى النكاح، ○النكاح، ○الطلاق، ○الفقه من صلاة اهل الاعذار الى الزكوة اور ○قتال اهل البغي الى نهايه الاقرار.

مذکورہ عنوانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عمر عزیز کے پچاس سالوں میں اپنے زمانے کے مروجہ علوم کی روشنی میں پیش آنے والے تمام مسائل پر خوب قلم وزبان اور تلوار کو استعمال کیا اور تحریروں کے ڈھیر لگا دیئے۔ جن میں سے بہت سی تحریریں کتابوں اور رسالوں کی صورت میں طبع ہو چکی ہیں اور بہت سی مخطوطوں کی صورت میں کئی لائبریریوں کی زینت بنی ہوئی ہیں اور بہت سی ان کی زندگی کے آخری ایام اور بعد میں آنے والے 14 سالوں میں ہی آگے پیچھے یا ضائع ہو گئیں۔

البدایہ والنہایہ ج14، ص197-198 میں منقول ہے۔ 742ھ میں جب نائب سلطنت امیر قطلو بغا فخری دمشق آیا تو اس نے شافعی قاضی تقی الدین السبکی سے الشیخ الامام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی وہ کتابیں اور تحریریں طلب کر لیں جو شافعی قاضی جلال الدین القزوینی کے زمانے میں ضبط کر لی گئی تھیں اور اب وہ شافعی قاضی السبکی کے قبضہ میں تھیں۔ امام البرزالی کے مطابق وہ تقریباً ساٹھ کتابیں اور چودہ تحریروں کے بستے تھے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



شافعی قاضی نے واپس نہ کرنے کی بڑی کوشش کی اور امیر قطلو بغا فخری کے حکم کے مطابق امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں اور تحریروں کو واپس لانے میں جب رکاوٹ پیدا کی تو امیر نے ان کو معزول کرنے کا ارادہ کرلیا۔ جس پر قاضی صاحب نے کتابیں اور تحریریں امیر کے محل میں پہنچا دیں۔ امیر کی سختی اور غصے سے قاضی صاحب کو اپنی جان کا بھی خطرہ محسوس ہوا۔ لیکن امیر نے ان کو جانے کی اجازت دے دی۔

امیر سے ایک کہنے والے نے جب یہ کہا کہ س میں زیارت قبور کے مسئلہ پر بھی تحریریں ہیں۔ تو امیر نے کہا: كان الشيخ اعلم بِاللّٰه وَرَسُو لِهِ مِنكُمْ "الشیخ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تم سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔"

پھر امیر فخری نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی شیخ زین الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر قاضی السبکی سے ملنے والی کتابیں اور تحریریں ان کے حوالے کردیں۔

تین سال مذکورہ کتابیں اور تحریریں اس قاضی کے قبضہ میں رہیں جو امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی سخت مخالفت کرنے والے تھے اور ان سے پہلے بھی مخالفوں کے قبضہ میں ہی تھیں۔ لہٰذا یہ کہنا مشکل ہے کہ جتنی کتابیں اور تحریریں ضبط ہوئی تھیں اتنی ہی ان کے بھائی اور شاگرد کے حوالے کردی گئی تھیں۔

## امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مطبوعہ تصانیف

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے بھائی عبداللہ کا بیان ہے کہ امام صاحب کو خود بھی معلوم نہیں تھا کہ انہوں نے اپنی زندگی میں کتنی کتابیں اور رسالے لکھے۔ اس کے باوجود ان کتابوں اور رسالوں کا ذکر کرنا مناسب ہوگا جو طبع ہو کر منظر عام پر آگئیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



1- فتاوی ابن تیمیہ

امام صاحب کے فتاوی کا مجموعہ ہے جو پانچ جلدوں میں قاہرہ سے شائع ہوا۔ فتاوی کی پانچویں جلد ضخیم رسالوں یعنی کتاب التسعینیہ، کتاب السبعینیہ، شرح عقیدہ الاصفہانیہ پر مشتمل ہے۔ جو الگ الگ بھی چھپ چکے ہیں۔

2- اقامۃ الدلیل علی بطلان التحلیل

390 صفحات کا وہ رسالہ ہے جس میں حلالہ کے مسئلہ پر تفصیلی بحث موجود ہے اور اس کے باطل ہونے پر دلائل قائم کئے گئے ہیں۔

3- کتاب الاختیارات العلمیہ

320 صفحات کے اس رسالہ میں الشیخ علاؤ الدین ابوالحسن علی بن محمد بن عباس الحنبلی نے فقہی ترتیب سے ان تمام مسائل کو جمع کر دیا ہے جن میں امام موصوف نے جمہور سے اختلاف کرتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی آراء پیش کی ہیں۔

4- الصارم المسلول علی شاتم الرسول

693ھ میں جب ایک عیسائی نے سید الانبیا محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو امام صاحب نے نہ صرف اس کا معاملہ حکام تک پہنچایا۔ بلکہ چھ سو صفحات پر پھیلی ہوئی ایک زبردست کتاب علامہ السبکی کے بالغ ہونے سے پہلے ہی لکھ دی۔

5- الجواب الصحیح لِمَنْ بَدَّلَ دِیْنَ الْمَسِیْحِ

تیرہ چودہ سو صفحات کے چار اجزاء میں یہ کتاب الصیدا اور انطاکیہ کے پادری پال کی کتاب کا جواب ہے۔ جس میں یہود اور خاص طور پر نصاری کے عقائد باطلہ کا دلائل سے نہ صرف رد کیا گیا ہے بلکہ یہود و نصاری کے دین سے موازنہ کرتے ہوئے سید الانبیا ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت وفضیلت اور اعلیٰ کردار کو خوب اجاگر کیا گیا ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



6- منہاج السنۃ النبویہ فی نقض کلام الشیعہ والقدریہ

چار اجزاء کی دو جلدوں میں مصر سے شائع ہونے والی یہ مشہور و معروف کتاب 1114 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب امام صاحب نے الشیخ جمال الدین ابن مطہر الحلی الشیعی (المتوفی 726ھ) کی کتاب منہاج الکرامہ فی معرفۃ الامامہ کے جواب میں رافضی شیعہ کے عقائد کا رد کرتے ہوئے لکھی۔ اس موضوع پر بعد میں لکھی گئی تمام کتابوں میں یہی ممتاز ہے۔

المکتبۃ السلفیۃ کی مطبوعہ منہاج السنہ کے مقدمہ میں منقول ہے۔ ابن مطہر نے اپنی کتاب ایلخانی ملک خدابندہ غیاث الدین محمد بن ارغون بن ابغابن ھلاکو بن طلو بن چنگیز خان کو مذہب امامیہ قبول کرنے کی دعوت دینے کے طور پر لکھی۔

دوسری روایت کے مطابق خدابندہ نے ایک دن غصے میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ بعد میں جس پر نادم ہوتے ہوئے علماء کو جمع کر کے اس بارے پوچھا تو انہوں نے کہا، حلالے کے بغیر معاملہ درست نہیں ہوسکتا۔ اس کے وزراء میں سے ایک وزیر نے کہا۔ حِلّہ میں ایک عالم ہے جو ایسی طلاق کو باطل کر دیتا ہے۔ خدابندہ نے ابن المطہر کو حِلّہ سے بلایا اور اس نے فتوی دیا کہ یہ طلاق باطل ہے۔ کیونکہ طلاق کی شروط متحقق نہیں ہوئیں۔ ان میں سے دو عادل گواہوں کی گواہی کا بھی نہ ہونا ہے۔ جس پر خدابندہ نے شیعہ مذہب اختیار کرلیا اور ابن المطہر کو اس کے ہاں عزت مل گئی۔

ابن المطہر نے اپنی کتاب کی چھ فصلوں میں حسب ذیل عنوانات قائم کر کے اپنے مسلک کو رائج کرنے کی کوشش کی۔

- الاول: فی نقل المذاهب فی هذه المسألة
- الثانی: فی ان مذهب الامامية واجب الاتباع



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الثالث: في الادلة الدالة على امامة عليؓ بعد الرسول ﷺ

الرابع: في امامة باقي الائمة الاثني عشر

الخامس: في ان من تقدمه لم يكن اماما

السادس: في فتح حججهم على امامة ابي بكر رضي الله عنه

امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ نے مذکورہ فصول میں سے ہر ہر فصل کا ایسا مدلل جواب دیا کہ ان کی منهاج السنه آج بھی لاجواب ہے۔

7- درء تعارض العقل والنقل

اس کتاب میں واضح کیا گیا ہے کہ اسلامی عقائد وتعلیمات عقل کے مطابق ہیں اور یہ کتاب منهاج السنه کے حاشیہ پر چھپی ہوئی ہے۔ اس کا دوسرا نام موافقة المعقول والمنقول بھی ہے۔

8- مجموعۃ الرسائل الکبریٰ

یہ ان رسائل کا مجموعہ ہے جو مختلف اوقات میں لکھے گئے۔ دو ضخیم جلدوں میں شائع کرنے کا شرف مطبع محامرة شرفیہ مصر کو حاصل ہوا۔ پہلی جلد کے 475 صفحات میں بارہ اور دوسری جلد کے 700 صفحات میں سترہ رسالے جمع کر دیئے گئے۔ جن کے نام یہ ہیں:

پہلی جلد: ❑ الفرقان بين الحق والباطل، ❑معارج الوصول، ❑التبيان في نزول القرآن، ❑الوصية الصغرى، ❑النية في العبادات، ❑الرسالة العرشية، ❑الوصية الكبرى، الارادة والامر، ❑العقيدة الواسطية، ❑المناظرة في العقيدة الواسطية، ❑العقيدة الحموية الكبرى، ❑الاستغاثة

دوسری جلد: ❑الاكليل المتشابه والتاويل، ❑رسالة في ان الحلال متعذر،



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


□فی زیارة بیت المقدس، □مراتب الاراده، □القضآء والقدر، □الاحتجاج بالقدر، □درجات الیقین، □بیان الھدی من الضلال، □فی سنة الجمعة، □تفسیر المعوذتین، □بیان العقود المحرمة، □معنی القیاس، □حکم السماع والرقص، □الکلام علی الفطرة، □الکلام علی القصاص، □الکلام علی رفع الامام الحنفی یدیه فی الصلوة، □فی مناسک الحج

9۔ مجموع الرسائل

دو جلدوں میں نو رسالوں کو جمع کر دیا گیا۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں:

پہلی جلد: □العبودیة، □الواسطة بین الخلق والحق، □رفع الملام عن الائمة الاعلام، □تنوع العبادات، □الردّ علی النصیریة، □زیارة القبور والاستنجاء بالقبور

دوسری جلد: □معارج الوصول الی معرفة ان اصول الدین و فروعه قد بینها الرسول، □المظالم المشترکة، □الحسبة فی الاسلام

10۔ مجموعة الرسائل والمسائل:

مطبع منار مصر نے اس مجموعہ کو پانچ جلدوں میں شائع کیا۔ رسائل کے نام یہ ہیں:

پہلی جلد: □الحجر الجمیل والصفح الجمیل والصبر الجمیل، □الشفاعة الشرعیة والتوسل الی الله، □اھل الصفة، □ابطال وحدة الوجود والردّ علی القائلین بھا، □مناظرة ابن تیمیه مع الرفاعیة، □لباس الفتوة والخرقة عند الصوفیة، □کتاب ابن تیمیه الی نصر بن سلیمان المنبجی، □مسئله صفات الله تعالی وعلوه علی خلقه.

دوسری جلد: فی احکام السفر والاقامة.



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تیسری جلد: □کتاب مذهب السلف القويم فی تحقيق مسئلة كلام الله الكريم، □فتاوی فقهية

چوتھی جلد: □حقيقة مذهب الاتحاديين و وحدة الوجود و بيان بطلانه بالبراهين النقلية والعقلية.

پانچویں جلد: □قاعدة فی المعجزات والكرامات، □تفصيل الاجمال فيما يحب لله من صفات الكمال، □العبادات الشرعية والفرق بينها و بين البدعية، □فتيا فی الغيبية، □اقوم ماقيل فی المشيئة والحكمة والقضاء والقدر والتعميل وبطلان الجبر والتعطيل، □شرح حديث عمران بن حسين كان الله ولم يكن شیء قبله، □قاعدة فی جمع كلمة المسلمين و وجوب اعتصامهم بحبل الله المتين، □المذهب الواضح فی مسئلة جوايح.

11- کتاب الردّ علی المنطقيين

اس کتاب میں امام صاحب نے نہ صرف منطق کے بنیادی اصول ومسلمات پر کاری ضرب لگائی بلکہ مدت سے جو اس کی دھاگ لوگوں کے دلوں پر بیٹھی ہوئی تھی اس کو کافور کر دیا اور واضح کر دیا کہ یونانی اور اسلامی طرز فکر میں کتنا بنیادی فرق ہے۔ اور اسلامی طرزفکر کو کیا فضیلت حاصل ہے۔

12- کتاب الایمان

اسلام کے معنی اور مطلب پر قرآن وسنت کی روشنی میں ایک متکلمانہ بحث ہے۔ ایمان واسلام میں فرق اور حقیقت ومجاز کی وضاحت کے بعد امام ابوالحسن الاشعری کے مسلک کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ کیا تھا اور ایمان کے متعلق جہمیہ کے خیالات کی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تردید کی گئی ہے۔ یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ ایمان میں اعمال بھی داخل ہیں۔ ایمان کے گھٹنے اور بڑھنے کے متعلق اہل اسلام میں جو اختلاف ہے اس پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مختلف فرقوں میں عقائد کے بارے میں جو غلطیاں پائی جاتی ہیں ان کی بھی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ 190 صفحات کی یہ کتاب مصر سے شائع ہوئی۔

13- جواب اہل العلم والایمان فی ان سورۃ الاخلاص تعدل ثلث القرآن

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا۔ اگر اللہ کا کلام ایک دوسرے حصے سے مساوی حیثیت رکھتا ہے تو بعض کو بعض پر ترجیح وفضیلت کیوں دی جاتی ہے۔ کیا اس تفاضل سے اللہ کے اسماء وصفات میں تفاضل لازم نہیں آتا۔ کیا اللہ کے اسماء وصفات میں تفاضل جائز ہے؟ اگر کسی نے تفاضل ثابت کیا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ درحقیقت یہ اعتراف صحیح بخاری: باب فضل قل ھو اللہ احد کی اس حدیث پر تھا جس میں سورۃ الاخلاص کو ایک تہائی قرآن کہا گیا ہے۔

امام صاحب نے قرآن وسنت اور عقلی دلائل سے مذکورہ سوال کا جواب دیا ہے۔ مطبع تقدم مصر نے 132 صفحات کا یہ رسالہ 1322ھ میں شائع کیا تھا۔

14- کتاب اقتضاء الصراط المستقیم فی مخالفۃ اصحاب الجحیم

امام صاحب نے اس کتاب میں اہل کتاب اور کفار ومشرکین سے مشابہت کرنے اور ان کی رسومات میں شریک ہونے کی ممانعت پر تفصیلی بحث کی ہے۔

امام صاحب نے اس کتاب کے دیباچے میں لکھا۔ میں نے اپنی طرف سے یا کسی کے سوال کے جواب میں کفار کی عیدوں میں شرکت کرنے اور ان سے مشابہت پیدا کرنے سے منع کیا تھا۔ اس پر شرعی دلائل پیش کرتے ہوئے واضح کیا تھا کہ اہل کتاب اور جاہل کفار کے اتباع سے احتراز کرنے میں شرعی حکمت کیا ہے اور اہل کتاب اور عجمیوں کی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مخالفت کرنے کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ یہ شریعت کے قواعد میں سے ایک عظیم الشان قاعدہ اور اس کے کثیر الفروع اصول میں سے ایک جامع اصل ہے۔ جہاں تک ممکن ہوسکا میں نے اس قاعدے اور اصل کی طرف توجہ دلائی اور کیئے گئے سوال کا جواب لکھا جس کی نقل میرے پاس موجود نہیں لیکن اس سے بہت لوگوں کو فائدہ ہوا۔ مگر اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ ان باتوں پر تعجب کا اظہار کررہے ہیں اور ان کی عقل ان کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ کیونکہ ان کو زمانہ دراز سے ان رسومات کی ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ اس کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ بعض لوگوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اس بارے میں کچھ اور لکھوں تا کہ اس مسئلے میں وہ اصل بن جائے اور لوگوں کو اس سے فائدہ ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب اور مشرکوں کی رسومات کو اپنانے کا رجحان امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں پایا جاتا تھا جس کے خلاف بولنے اور لکھنے کی وجہ سے ان بیماریوں میں غرق لوگ بھی ان سے نالاں تھے۔ عجیب بات یہ ہے کہ آج بھی یہ بیماری اہل اسلام میں موجود ہے۔ 222 صفحے کی یہ کتاب مصر سے مطبع شرفیہ نے 1325ھ میں شائع کی۔

15- کتاب النبوات

مطبع منیریہ مصر کی شائع کردہ 300 صفحات کی کتاب میں نبوت و سحر اور معجزات و کرامات پر بحث کی گئی ہے۔

16- السیاسۃ الشرعیۃ فی اصلاح الراعی والرعیۃ

80 صفحے کے رسالہ میں حاکم ومحکوم اور راعی و رعایا کے فرائض کا بیان ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مال اور زکوٰۃ کی تقسیم کیسے ہونی چاہیے۔ لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے اور حدود قائم کرنے میں رہنمائی مہیا کی گئی ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



17- تفسیر سورۃ الاخلاص

140 صفحات پر مشتمل تفسیر مطبع حسینیہ نے 1322ھ میں شائع کی۔

18- تفسیر سورۃ النور

132 صفحے کی یہ تفسیر مطبع منیریہ مصر نے 1343ھ میں شائع کی۔

19- مجموعہ تفسیر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ چھ سورتوں یعنی الاعلی، الشمس، اللیل، العلق، البینہ اور الکافرون کا مجموعہ ہے۔
تقریباً 500 صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ بمبئی سے 1374ھ میں شرف الدین نے شائع کیا۔

20- الکلم الطیب من اذکار النبی صلی اللہ علیہ وسلم

104 صفحوں کا یہ رسالہ بھی 1349ھ میں بمبئی سے شائع ہوا۔

21- قاعدۃ جلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ

200 صفحات کی اس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و صلحاء کے وسیلہ کے بارے میں بحث کی گئی ہے کہ یہ جائز ہے یا نہیں۔

22- الرسالۃ القبرصیۃ:

قبرص کے بادشاہ کی طرف بہت عمدہ خط ہے۔ جس میں مسلمانوں سے اچھا سلوک کرنے اور اس کو اسلام قبول کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔

23- الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان

اس رسالہ میں رحمٰن اور شیطان کے دوستوں کی صفات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

24- رسالۃ الاجتماع والافتراق فی الحلف بالطلاق

اس مختصر سے رسالہ میں اس شخص کے بارے میں بحث کی گئی ہے جو طلاق کی قسم کھائے اور اس کو پورا نہ کرے۔ کیا اس پر کفارہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے کہ نہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



25- اربعون حدیثا

یہ رسالہ درحقیقت الشیخ امین الدین محمد بن ابراہیم الوانی کا ہے۔ جس میں انہوں نے ہر حدیث کی تخریج میں اپنے استاد کا نام ونسب دیا ہے اور احادیث کی سماعت کی تاریخ بھی دی ہے۔ مطبع سلفیہ نے اس کو شائع کیا۔

26- مجموعۃ الرسائل المنیریۃ

دوسرے مصنفین کے ساتھ اس مجموعہ میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھ رسائل شامل تھے جو حسب ذیل ہیں۔ ان میں سے بعض الگ بھی چھپے۔

□تفسیر سورة الکوثر □علم ظاهر وباطن □العقل والروح □صفة الکلام □ایضاح الدلالة فی عموم الرسالة □خلاف الامة فی العبادات □توحد الملة و تعدد الشرائع و تنوعها اور □شرح حدیث ابی ذر.

27- التحفۃ العراقیۃ فی اعمال القلبیۃ

مطبع منیریہ مصر کا شائع کردہ یہ رسالہ اصول ایمان، قواعد دین، محبت الٰہی، حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، توکل علی اللہ، اخلاص فی الدین، شکر و صبر اور اعمال قلوب کو محیط ہے۔

28- الصوفیۃ والفقرآء

اس رسالے میں صوفیہ اور فقراء پر بحث ہے۔

29- الرسالۃ المدنیۃ فی تحقیق المجاز والحقیقۃ

حافظ ابن قیم کی مشہور کتاب ''اجتماع جیوش الاسلامیۃ علی غزو المعطلۃ والجھمیۃ'' کے آخر میں بطور تتمہ لگا ہوا ہے۔

30- شرح حدیث انما الاعمال بالنیات

یہ رسالہ مذکورہ عنوان کی توضیح وتشریح ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



31-الرسالۃ التدمریۃ

مطبع حسینیہ کے شائع کردہ 129 صفحات کے اس رسالہ میں اللہ کے ناموں اور اس کی صفات پر بحث کی گئی ہے۔ اس کا دوسرا نام ''تحقیق الاثبات للاسماء والصفات و بیان حقیقۃ الجمع بین القدر والشرع'' ہے۔

32- تحقیق کتاب الاستغاثۃ المعروف بالرد علی البکری

دو سو صفحات پر مشتمل اس رسالے میں فقیہ نور الدین البکری کے رسول اللہ ﷺ سے استغاثہ کے بارے میں خیالات و دلائل کا رد کیا گیا ہے۔

33- کتاب الرد علی الاخنائی

یہ رسالہ کتاب الاستغاثۃ کے حاشیہ پر چھپا ہوا ہے۔ اس میں مالکی قاضی الاخنائی کے اعتراضات کا جواب ہے اور اسی رسالہ کی وجہ سے قاضی موصوف کے شور شرابے پر دمشق کے قلعہ میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی قید کے آخری دنوں میں ان کو لکھنے پڑھنے سے محروم کر دیا گیا۔ قلعہ میں ان کے پاس جو کتابیں اور تحریریں تھی وہ شافعی قاضی القزوینی کی سپرداری میں دے دی گئیں۔

34-برھان کلام موسیٰ

مطبع محمدی لاہور نے اس رسالہ کو شائع کیا تھا۔

35-شرح حدیث النزول

''اِنَّمَا اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ'' کے بارے میں کئے گئے سوال کا تفصیلی جواب ہے۔ 116 صفحات کا یہ رسالہ مطبع قرآن وسنت امرتسر نے شائع کیا۔ اس میں قرآن کی سات قرأتوں پر بحث کی گئی ہے۔

36-الرسالۃ البعلبکیۃ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس رسالہ میں قرآن حکیم کے بارے میں بحث ہے کہ یہ محمد ﷺ یا جبرئیل امین کا کلام نہیں بلکہ اللہ سبحانہ تعالی کا اپنا کلام ہے۔

37-الرد علی فلسفۃ ابن رشد

اس مختصر سے رسالہ میں ابن رشد کے فلسفہ پر امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کے مناقشات کو جمع کر دیا گیا ہے۔

38- قاعدہ فی القرآن

□رسالة فی القرآن هل هو کلام الله او کلام جبرئیل، □رسالة فی القرآن هل کان القران حرفا و صوتا، □رسالة فی القرآن ان الکلام غیر متکلم اور رسالة فی الکلام. یہ پانچوں رسالے کلامی مباحث ہیں جو نامی پریس دہلی کے شائع کردہ "جامع البیان" کے حاشیے پر چھپے۔

39- بحث حرف لو

یہ علم النحو سے متعلق بحث ہے جس کو علامہ جلال الدین السیوطی، (المتوفی 911ھ) نے اپنی کتاب الاشباہ والنظائر میں نقل کیا ہے۔

40- رسالۃ الجہاد

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد الحافظ ابن عبدالهادی کی کتاب العقود الدریہ میں منقول ہے:

امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ جب ان سے کوئی سوال شعروں میں کیا جاتا تو وہ شعروں میں ہی اس کا جواب دیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اللہ نے شعر گوئی کی بھی صلاحیت سے نوازا تھا۔

41- ان کی قلمی تصانیف میں سے پانچ سو ساٹھ صفحات پر مشتمل مخطوطہ مناظرات

المکتبۃ الرحمانیۃ
25833



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ابن تیمیہ مع المصریین و الشامیین ندوۃ العلما لکھنؤ کے کتب خانہ میں بھی موجود تھا۔

اسی طرح ان کے دیگر قلمی نسخے دنیا کی مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں۔

42: امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کی تیس (30) سے اوپر کتابوں اور رسالوں کے اردو میں بھی ترجمے ہو چکے ہیں جو پاک و ہند کے مختلف شہروں کے ناشروں نے شائع کیے۔

مذکورہ کتابوں اور رسالوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے کے زمانے میں پیدا ہونے اور شدت اختیار کرنے والے عقائد کی اصلاح کے لیے قرآن وسنت کی روشنی میں معقول دلائل دینے میں کوئی کمی نہ رہنے دی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ عقائد آج بھی موجود ہیں اور ان کو اپنانے والے اسی شدت سے ان پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ کے زمانے میں جس طرح اہل کتاب اور مشرکوں کی رسومات کو اپنانے کا رجحان تھا۔ امت محمدیہ کی اکثریت آج اس سے بہت آگے جا چکی ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی شادیوں میں صرف نکاح اور پھیروں کا فرق رہ گیا ہے۔ جیسے ان کا عقیدہ اپنے اوتاروں کے بارے میں ہے۔ ویسا ہی اولیاء کرام کے بارے میں مسلمانوں کی اکثریت نے بھی اپنا لیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ نئی نسل میں قرآن وسنت کی حقیقی تعلیم کو عام کیا جائے اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر یہ کتاب لکھی گئی۔ دعا ہے اللہ اس کوشش کو قبول ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے۔

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین!

xxxxxx



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# مصـــادر


1-القرآن حکیم

2-العقود الدریہ:مطبۃ حجازی، القاہرہ

3-العقود الدریہ: دارالکتب العلمیہ، بیروت

4-البدایہ والنہایہ: مکتبہ المعارف، بیروت

5-شذرات الذھب: دارالحیاء، بیروت

6-الصارم المسول: دارالفکر، القاہرہ

7-تاریخ الکامل: دارالکتاب العربیہ، بیروت

8-الکواکب الدریۃ: دارالکتاب العلمیۃ، بیروت

9-المدخل: (ابن الحاج مالکی)

10-دفیات الاعیان: منشورات الشریف، قم

11-مجموع فتاوی: المکہ المکرمہ

12-تفسیر القرطبی، طہران

13-الجواب الصحیح: دارالھیثم القاہرہ

14-صحیح المسلم: کتب خانہ رشیدیہ، دہلی

15-صحیح البخاری: نور محمد، کراچی

16-بائبل: پاکستان بائبل سوسائٹی، کراچی

17-صحیح ابن قریمہ: المکتب الاسلامی، مصر

18-سیرت ابن ہشام: القاہرہ

19-سنن ابی داود، نور محمد کراچی

20-جامع الترمذی: قرآن محل، کراچی

21-طبقات الشافعیۃ: المطبۃ الحسینیہ، مصر

22-المحلی ابن حزم: ادارۃ الطباعۃ المنیر یہ، مصر

23-مصنف عبدالرزاق: المکتبۃ الاسلامی بیروت

24-اعلام الموقعین: دارالجیئر، بیروت

25-سنن الدارقطنی: دارالمحاسن للطباعۃ، القاہرہ

26-السنن الکبری: دارصادر، بیروت

27-سنن ابن ماجہ: نور محمد کراچی

28-مصنف ابن ابی شیبہ: حیدرآباد

29-سنن سعید بن منصور:

30-طبقات الحنابلۃ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت

31-الاعلام العلیۃ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت

32-تاریخ البرزائی: مصر

33-تذکرۃ الحفاظ: محمد امین دمج، بیروت

34-الرد الوافر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

35-الدرر الکامنۃ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت

36-القول الجلی: دارالکتب العلمیۃ، بیروت

37-سفرنامہ ابن بطوطہ

38-منہاج السنۃ: مکتبہ سلفیہ، لاہور

39-شفاء القام: نوریہ رضویہ پبلیکیشنز لاہور

40-فتح الباری: المطبۃ السلفیہ، القاہرہ




www.kitabosunnat.com

رحمۃ اللہ علیہ
امام ابن تیمیہ
ایک عظیم
مصلح